URDUFANS.com

فالکن کون تھا

طارق اسمٰعیل ساگر

ساگر پبلشرز
8-7 لوئر مال داتا دربار روڈ، لاہور

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

PDF Waqar

Scan and

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: فائر کون تھا

مصنف: طارق اسمٰعیل ساگر

ناشر: ساگر پبلشرز۔A-7 لوئر مال، اتفاق ہاسپٹل روڈ، لاہور۔54000

تاریخ اشاعت: ستمبر 1999ء

طابع: الصباحی پرنٹرز لاہور

قیمت: -/150

انتساب

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا گنج بخش روڈ، لاہور۔ فون: 7220479

عرض مصنف

بھارتی حکومت سے طویل عرصے سے پاکستان خصوصاً پاکستانی انٹیلی جنس ایجنسی آئی ایس آئی کے خلاف جو طوفان کھڑا کر رکھا ہے۔ ہر دوسرے تیسرے روز وہ کوئی نہ کوئی بیان آئی ایس آئی کے خلاف داغ دیتے ہیں۔ بھارت میں راس کماری سے کشمیر کی برف تک ہونے والی ہر واردات کے پیچھے آئی ایس آئی کا ہاتھ دکھائی دیتا ہے۔ تازہ ترین بات تو یہ ہے کہ بہار میں "ٹھاکر سینا" اور "بھیر سینا" نام کی پرائیویٹ فوجیں جو ایک دوسرے کے خلاف قتل و غارت گری کا بازار گرم رکھتی ہیں۔ کمیٹی کا چیئرمین جو ایک دوسرے کو اپنی بدمعاشی اور غنڈہ گردی کا قائل رکھنے کیلئے قتل کر دیتے ہیں۔ ایک دوسرے کے علاقے میں ایک دوسرے کی مداخلت پر خطرناک اسلحے سے حملے کرتے ہیں اور جنہوں نے کمیٹی کی قلم دان سنبھالی کو اپنا یرغمال بنا رکھا ہے وہ بھی بھارتی حکومت کے نزدیک آئی ایس آئی کی کارستانی ہے۔

ہندو توپی کی تنگ نظر اور متعصب پالیسی کی وجہ سے مسلمان ہی کیا بھارت کی ہر اقلیت سراپا احتجاج ہے۔ عیسائیوں کے ساتھ بی جے پی کی حکومت میں ہونے والی زیادتیوں سے ساری دنیا کو آگاہ کر دیا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ تو بی جے پی کے تعصب کی کچھ انتہا ہی نہیں۔ مسلمانوں سے خدا واسطے کا بیر ہے لیکن عیسائیوں اور بھارت کی دوسری اقلیتوں کے خلاف بی جے پی نے جو طوفانی مہم چلا رکھی ہے اور

URDUFANS.com

جس طرح آئے روز عیسائی مشنریز کے خلاف سنسنی خیز انکشافات سامنے آ رہے ہیں۔ بائبل کو جلانے اور گرجا گھروں کو مسمار کرنے کی خبریں عالمی پریس میں آ رہی ہیں اس سے اندازہ ہوتا کہ صورتحال پر جب مسٹر ہیڈلی سے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ سب آئی ایس آئی کی سازش ہے۔ موصوف کا یہ فرمانا ہے کہ آئی ایس آئی بھارت کے ہر شعبہ زندگی میں داخل ہو چکی ہے۔

انہوں نے تو 30 نومبر 98ء تک آئی ایس آئی کے خلاف سرکاری دستاویز پیش شائع کرنے کا اعلان بھی کیا تھا۔ جس پر ابھی تک عمل نہیں ہوا۔ میں اس کے کہ ہم بھارتی حکومت کے الزامات کا جائزہ لیں، بھارت کی سپریم انٹیلی جنس ایجنسی "را" کی طرف سے جنوبی ایشیا کے ممالک خصوصاً پاکستان، سری لنکا، بنگلہ دیش، نیپال، مالدیپ، بھوٹان، سکم میں ہونے والی مداخلت اور جارحیت پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے۔

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق بھارتی حکومت نے بھارتی ہائی کمیشن کے ایک ڈپٹی آفیسر کو ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر پاکستان سے نکلنے کا حکم دیا ہے۔ ایسا پہلی مرتبہ نہیں ہوا۔ ماضی میں بھی بھارتی ڈپٹی آفیسرز اور دوسرے سفارت کار پاکستان کے خلاف معاندانہ سرگرمیوں میں مصروف رہے ہیں۔ ان میں ایسے سفارت کار بھی موجود تھے جن کی باقاعدہ فلمیں تیار کر کے بطور ثبوت بھارتی حکومت اور عالمی اداروں کو پیش کی گئیں لیکن بھارت نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور جب بھی کوئی بھارتی سفارتکار پاکستان کے خلاف جاسوسی یا معاندانہ سرگرمیوں میں گرفتار ہو جائے تو اس کے جواب میں بھارتی حکومت دہلی کے پاکستانی ہائی کمیشن سے کسی نہ کسی ملازم کو یہی الزام لگا کر اسپنے ملک سے نکال دیتی ہے۔ دہلی کے پاکستانی ہائی کمیشن میں موجود سفارتکاروں اور ملازمین کی زندگی ہمیشہ غیر محفوظ رہتی ہے۔ انہیں بے رحمانہ طریقے سے مارا پیٹا جاتا ہے اور اب تک ایسے درجنوں واقعات پیش آ چکے ہیں کہ بھارتیوں نے

مختلف بہانوں سے پاکستانی سفارتکاروں یا چھوٹے عملے کے کسی نہ کسی رکن کو دہلی کے کسی بازار سے اغوا کیا اور انتہائی وحشیانہ مار پیٹ کے بعد کسی سڑک پر پھینک کر بھاگ گئے۔ ظاہر ہے بھارتی حکومت سے کبھی بھی اپنی "سرکاری کارروائی" تسلیم نہیں کیا اور انتہاپسند کو تو ان کے حوالے کرنے کے بعد اگر وہ اس ظلم و ستم کی شکایت کرنے والے کو ہی اس کا ذمہ دار بھی قرار دے دیتے ہیں۔ یہ ایسی سفارتی بدمعاشی ہے جس کا جواب سوائے جنگ کے اور کچھ نہیں ہو سکتا لیکن بھارتی ایجنسیوں کیلئے یہ معمول کی بات بن کر رہ گئی ہے۔ میں نے اس سے پہلے "را" پر مکمل کتاب لکھی تھی موجودہ کتاب کو اس کا دوسرا حصہ ہی سمجھا جائے جس میں دنیا کے مہذب انسانوں کو یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس میں بھارت کی اس سپریم انٹیلی جنس ایجنسی کا کردار کیا ہے؟ اور بھارتی حکومت اپنے اس خفیہ اور خطرناک ہتھیار کو ہمسایہ ممالک کے خلاف کس طرح استعمال کرتی ہے۔ امید کرتا ہوں کہ تاریخ اور عسکریات کے طالبعلموں کو میری یہ کوشش پسند آئے گی۔

طارق اسمٰعیل ساگر

اگست 99ء، لاہور

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

جاسوسی کا پیشہ بھی اتنا ہی پرانا ہے جتنی خود انسانی تاریخ، ابتدا سے آفرینش ہی سے انسان کو دوسروں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا شوق رہا ہے شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ انسان نے ہمیشہ اپنے ہم جنس سے خطرہ محسوس کیا ہے اور خود کو پیش آمدہ خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے پہلے سے پیش بندی کرتا رہا۔

ہندوستان میں جدید انٹیلی جنس کا تصور برطانوی جاسوسی ادارہ ایم آئی فائیو کی آمد سے ہوا جو دوسری جنگ عظیم میں قائم کیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد سے بھارت میں کسی مستحکم اور جدید خطوط پر استوار انٹیلی جنس ایجنسی کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی۔ اس کی ایک وجہ تو اس کا وسیع حدود اربعہ اور دوسری وجہ ہمسائیگی میں پاکستان اور چین کی موجودگی ان دونوں ممالک کے ساتھ بد قسمتی سے ابتدا ہی سے بھارت کے تعلقات میں کوئی خاص پیش رفت نہ ہو سکی۔

بھارت کی موجودہ انٹیلی جنس ایجنسیوں میں سی بی آئی اور "را" بجا طور پر دو ایسے ادارے ہیں جن پر بھارت سرکار کی اندرونی اور بیرونی سلامتی کا انحصار ہے۔ سی آئی بی اور "را" کی تاریخ ناکامیوں اور کامیابیوں کا امتزاج ہے۔ کبھی تو ان لوگوں نے ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے ہیں کہ جیمز بانڈ کی فلموں کو مات کر دیا اور کبھی ایسے

PDF Waqar
Scan and

URDUFANS.com

اہم معاملات میں ان کی کارکردگی صفر رہی ہے۔

1971ء میں جب پاکستانی فوج نے مشرقی پاکستان میں کنٹرول سنبھالا تو 90 ہزار بنگالی بھارت پہنچ گئے۔ دراصل یہ ایک طے شدہ منصوبہ تھا جس کے تحت خواجہ ناظم الدین کی دہائی کے تحت عوامی لیگ نے "شرنارتھی" بھارت میں داخلے دیئے اس کے ساتھ ہی عوامی لیگ کی طرف سے بھارت کو باضابطہ مداخلت کی دعوت دے دی گئی۔

جولائی 1971ء میں اصولی طور پر فیصلہ کر لیا گیا تھا کہ بھارتی افواج مشرقی پاکستان پر حملہ آور ہوں لیکن بھارتی فوج کے کمانڈر انچیف جنرل مانک شا نے مسز اندرا گاندھی کو باور کروا دیا کہ دسمبر سے پہلے وہ اپنی افواج کو مشرقی سرحدوں پر منتقل نہیں کر سکتا۔ اندرا گاندھی جسے ستم ظریفی حالات نے ہزار سال بعد بدلہ چکانے کا موقعہ دیا تھا اس صورتحال پر گریہ زاری کر کے رہ گئیں۔ انہوں نے فوراً "را" سے مشاورت کی اور بھارت کی سب سے بہترین انٹیلی جنس ایجنسی نے مسز اندرا گاندھی کو یقین دہانی کروا دی کہ وہ دسمبر تک حالات کو اپنے حق میں سنبھالے رکھیں گے۔

"را" کے سینئر افسران کی گنتی ہنگرا تھی اس معاملے کی ذمہ داریاں سونپ دی گئیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے مشرقی پاکستان سے بھاگ کر آنے والے شرنارتھیوں کی مدد سے "مکتی باہنی" قائم کر دی۔ مکتی باہنی کی مدد میں "را" نے بھارتی پیراٹروپر فورسز مشرقی پاکستان میں داخل کر دیں۔ ان افواج نے مشرقی پاکستان میں مقامی غداروں کی مدد سے پہلے ..... پاکستانی فوج کے ذرائع نقل و حمل منقطع کر دیئے۔ پل اڑا دیئے جو مشرقی پاکستان میں نقل و حرکت کا واحد اور موثر ترین ذریعہ ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مقامی غداروں کی مدد سے پاکستانی فوج سے متعلق انتہائی کار آمد اطلاعات جمع کر کے "را" کے ہیڈ کوارٹر میں بھیجنا شروع کر دیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ باقاعدہ جنگ کے آغاز سے پہلے ہی بھارت یہ لڑائی جیت چکا تھا۔

انٹیلی جنس بیورو (آئی بی) کو اپنے ایک "ذریعے" سے اطلاع ملی کہ دہلی کے چاندنی چوک میں واقع جماعت اسلامی ہند کے دفتر میں ایک نہایت اہم اجلاس ہو رہا ہے جس میں پاکستان کی حمایت میں کچھ اہم فیصلے متوقع ہیں۔ آئی بی نے اس میٹنگ کی کارروائی سے باخبر رہنے کے لئے ہر خطرہ مول لینے کا ارادہ کر لیا۔ جماعت میں موجود اپنے "ذریعے" کو "آئی بی" نے ایک ڈسک نما چھوٹا سا آلہ دے کر کہا کہ اس میٹنگ والی جگہ موجود کسی صوفے کے کشن کے نیچے نصب کر دے۔ یہ آواز ریکارڈ کرنے اور نشر کرنے والا انتہائی حساس آلہ تھا میٹنگ والی جگہ سے قریباً ایک میل کے فاصلے پر جدید صوتی آلات سے لیس ایک وین کھڑی تھی جس میں آئی بی کا ہر محکمہ جماعت اسلامی کے اس اجلاس میں ہونے والی میٹنگ کی کارروائی جو اس آلے کے ذریعے ان تک پہنچ رہی تھی اس کو ریکارڈ کر رہا تھا۔

میٹنگ کے اختتام پر تین گھنٹے کی طویل گفتگو پر مبنی کیسٹ آئی بی کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچا دیئے گئے جہاں ان کا تجزیہ کرنے کے بعد آئی بی کے ماہرین نے ایک رپورٹ تیار کی جس کام میں تین دن صرف ہو گئے لیکن آئی بی کو اب علم ہو چکا تھا کہ جماعت اسلامی کی لیڈر شپ کس مقام پر کھڑی ہے۔

یہ چند واقعات ہیں جو بھارتی خفیہ ایجنسیوں کے اہلکار بڑے فخر سے اپنی محفلوں میں بیان کرتے ہیں لیکن کچھ ایسے واقعات بھی ان کے ساتھ پیش آ چکے ہیں جنہیں وہ بھول جانا چاہتے ہیں لیکن جو بھلائے نہیں جا سکتے۔

1984ء میں بھارتی حکومت اس نتیجے پر پہنچی کہ دربار صاحب امرتسر کو سکھ دہشت پسندوں سے صاف کئے بغیر کوئی چارہ نہیں رہ جاتا۔ انٹیلی جنس بیورو کو یہ فرائض سونپے گئے کہ وہ لوگ اندر کے حالات کی مکمل رپورٹ فراہم کریں۔ آئی بی کی

scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

اطلاعات کے مطابق دربار صاحب میں موجود چھتیس افراد کے ساتھیوں کے پاس خودکار ہتھیار تھے اور حکومت سے کہا گیا کہ یہ لوگ مزاحمت کے قابل نہیں ہیں اور معمولی دباؤ کے بعد میدان چھوڑ دیں گے۔

رپورٹ جنرل سندرجی کی میز پر پہنچا دی گئی جس نے اس رپورٹ میں فراہم کردہ اطلاعات کی بنیاد پر فوج کے حملے کی منصوبہ بندی کی اور "آپریشن بلیو سٹار" ترتیب دیا گیا۔ آئی بی کی فراہم کردہ اطلاعات کی روشنی میں جو منصوبہ جنرل سندرجی نے بنایا تھا اس کی بنا پر اس نے حکومت کو یقین دہانی کروائی کہ اس کے فوجی پانچ گھنٹوں میں دربار صاحب کو خالی کروالیں گے اس سے بڑی غلطی جنرل سندرجی نے اپنی زندگی میں اس سے پہلے کبھی نہیں کی۔ سندرجی کے جوان دربار صاحب میں داخل ہوتے تو ان پر دائیں اور بائیں طرف سے فائرنگ ہونے لگی۔ یہ گولہ باری اندر موجود مورچوں سے کی جا رہی تھی۔ فوج کو دربار صاحب میں داخل ہونے کے لئے جن محفوظ راستوں کی نشاندہی کی گئی تھی وہ انتہائی غیر محفوظ ثابت ہوئے ایک کالم جب ایسے ہی ایک غیر محفوظ راستے سے داخل ہوا تو شدید فائرنگ کی زد میں آکر تباہ ہو گیا ایک جوان بھی اس تباہی کی داستان سنانے کے لئے زندہ نہ بچ سکا۔ جنرل سندرجی کا 5 گھنٹے کا پلان پانچ دن میں مکمل ہوا اور دربار صاحب کی تسخیر کے لئے ٹینکوں کی مدد حاصل کرنی پڑی۔ اس کے علاوہ اکالی تنظیم کو بھی مسمار کرنا پڑا۔ سرکاری اطلاعات کے مطابق 120 فوجی اس آپریشن میں مارے گئے جنرل برار جو حملہ آور فوجوں کی کمان کر رہا تھا کہتا ہے:

"میں مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ یہاں انتہائی جنس سے منہ کی کھائی"

○

لندن سے "را" کے ایک ایجنٹ کو اطلاع ملی کہ کشمیر لبریشن فرنٹ کے دو لیڈر کنٹ

دہلی مشن پر ہیں۔ اس نے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی کہ اس کا مطلب یہی ہے کہ کشمیری حریت پسند کوئی بڑا منصوبہ ترتیب دے رہے ہیں۔ اس نے دہلی اسٹیشن ہیڈ کوارٹر "پاکستان ڈیسک" سے کہا کہ فوری طور پر چیرس میں موجود اپنے ایجنٹ سے رابطہ قائم کر کے معلوم کرے کہ اس میٹنگ میں کیا طے پایا اور کیا واقعی کوئی خطرناک منصوبہ زیر بحث آیا ہے؟ معلومات ایک جونیئر ڈائریکٹر تک پہنچیں جس نے فوری طور پر نتیجہ اخذ کر لیا کہ تین امکانات میں سے ایک بات ممکن ہے۔ بھارتی ایجنسی کسی اہم شخصیت کا اغوا یا پھر کسی اہم شخصیت کا قتل۔

اس نے اپنے ڈائریکٹر کو اس اطلاع کے ساتھ پیغام بھیجا کہ فوری طور پر وزارت خارجہ سے رابطہ کر کے اسے "ریڈ الرٹ" سگنل دے دیا جائے انٹرپول کو خصوصی سیکورٹی اقدامات اپنانے کا حکم ملا اور دنیا بھر میں موجود بھارتی سفارت کاروں کو چوکنا رہنے کی ہدایت کر دی گئی۔

اس کے دو روز بعد ہی کشمیری حریت پسند متحرک ہو گئے انہوں نے لندن میں بھارتی سفارت کار مہاترے کو اغوا کر کے بالآخر موت کے گھاٹ اتار دیا حالانکہ اس قتل کی کوئی اہم وجہ سمجھ میں نہیں آتی لیکن اگر "را" کے ایجنٹ کی اطلاع پر عمل درآمد ذرا سختی سے ہوتا تو عین ممکن تھا مہاترے کی جان بچ جاتی الشرف کامیابیوں اور ناکامیوں کی یہ فلمی کہانیاں ہر طرف گونج رہی ہیں اور بھارتی عوام کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ان کے تحفظ کی ذمہ داری کیا "ہنگل" کے ہاتھوں میں ہے یا پھر وہ "کی مشن کو لیس" سے اپنی توقعات وابستہ رکھیں۔

موجودہ بھارت میں انٹیلی جنس بیورو کا قیام نومبر 1920ء میں سامراج کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ تب یہ سی آئی ڈی کا ایک حصہ سمجھا جاتا تھا۔ 1933ء میں انٹیلی جنس بیورو کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوا اور اسے ہندوستانی سرحدوں پر موجود

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

ہمسایہ ممالک کی دفاعی اور سیاسی سرگرمیوں سے خبردار رکھنے کی ذمہ داریاں بھی تفویض ہو گئیں۔ اسی انٹیلی جنس بیورو کو ایک طرح سے برٹش انٹیلی جنس ایم آئی فائیو اور ایس آئی ایس کی نوعیت کا ادارہ بن گیا۔ جنگ عظیم میں آئی بی نے برطانوی جاسوسی اداروں کے علاوہ امریکہ کی او ایس ایس امریکن آفس سٹریٹجک سروسز جو بعد میں سی آئی اے بنا کے شانہ بشانہ جاسوسی خدمات انجام دیں۔

1947ء میں انگریز آفیسر چلے گئے تو ایم آئی 5 اور او ایس ایس کے جو ہندوستانی اعلیٰ آفیسر تھے وہ یہیں موجود رہے اور اصل میں 47ء کے بعد بھارتی انٹیلی جنس کا موجودہ تنظیمی ڈھانچہ انہی لوگوں کا مرہون منت ہے۔ خفیہ پیلائی آئی بی کے پہلے انڈین ڈائریکٹر نے آئی بی کو ایم آئی 5 کے اصولوں پر چلانے کی کوششیں جاری رکھیں۔ نوجوان تازہ فارغ التحصیل گریجوایٹس جو یونیورسٹیوں سے نکلتے اور دیگر اپنے کام میں مہارت تامہ رکھنے والوں کی خطیر معاوضے پر خدمات حاصل کرنے کا سلسلہ جاری ہوا۔ پیلائی اور اس کے جانشین بی این ملک نے کوششیں جاری رکھیں کہ آئی بی کو دوسری پولیس فورس نہ بننے دیا جائے۔

بھارتی آئی بی کو موجودہ شکل دینے کا سہرا بی این ملک کے سر بندھتا ہے جسے بجا طور پر سے ایڈمرجورز کا تاج پہنانا ہوتے کا اعزاز حاصل ہے۔ ملک نے آئی بی کی علیحدہ اور منفرد شناخت قائم رکھنے کے لئے اس دور کے وزیراعظم جواہر لال نہرو سے قریبی تعلقات استوار رکھے وہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعے جواہر لال نہرو کے قریب و جوار میں رہنے والے وزیروں کے معاملات پر کڑی نظر رکھتا تھا تاکہ حالات سے خود بھی باخبر رہے اور وزیراعظم کو بھی باخبر رکھ سکے ملک نے اس جاسوسی تنظیم کو ایم آئی 5 کی لائنوں پر چلایا جس کا بنیادی اصول یہی ہے کہ ادارے کے لئے کبھی ڈائریکٹر کی ذات ناگزیر نہیں ہوتی۔ چونکہ آئی بی بھارت کے لئے بیرونی جاسوسی کی انچارج بھی تھی۔

جب بھارت چین تنازعہ بات کی جاتی ہے کہ ملک نے چینی افواج کی نقل و حرکت سے جو اطلاعات بہم پہنچائی تھیں 1962ء کی چین بھارت جنگ نے ثابت کر دیا کہ وہ غلط اور نامکمل تھیں۔

○

ملک نے ستم ظریفی حالات کا کوئی تلخ تجربہ اس سے پہلے نہیں کیا تھا وہ سمجھتا تھا کہ جب تک زندہ ہے آئی بی کا ڈائریکٹر ہی رہے گا لیکن 65ء میں اسے بادل نخواستہ اس عہدے سے الگ ہونا پڑا۔ حالات اس کے اتنے خلاف تھے کہ ملک نے "لوداگی پارٹی" جو اس کے اعزاز میں منعقد ہو رہی تھی میں بھی شمولیت سے معذوری ظاہر کر دی۔

چین بھارت جنگ نے ایک تلخ حقیقت کا احساس بھارتی حکومت کو ضرور دلا دیا تھا کہ اسے بہر حال اپنے سیکورٹی نظام کا جائزہ لے کر از سر نو ترجیحات کا تعین کرنا ہوگا۔ ایم آئی 5 اور او ایس ایس کا تخفیفی ڈھانچہ بھارتی حکومت کے لئے اس لئے بھی مشکوک تھا کہ اکبر اور سیکشن ایم آئی 5 میں پھر نئی ایس آئی ایس میں رہی سہی کسر پوری ہوتے ہوئے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہتے۔ اس صورت حال نے بھارتی سیکورٹی سسٹم کو بھی متاثر کیا اور اب بھارتی جاسوسی اداروں نے برطانیہ کے بجائے امریکن سی آئی اے کی طرز پر نیا نظام جاسوسی ترتیب دینے کی تیاریاں شروع کر دیں۔

بیجنگ پیکنگ کی دہلی میں بہت موثر طریقہ پر سرگرم عمل تھی اور دھرم شالہ میں تو اس نے اپنی جاسوسی سرگرمیوں کا مرکز بنا رکھا تھا جہاں دلائی لامہ نے تبت سے فرار ہونے کے بعد قیام کیا ہوا تھا۔ بھارتی حکومت نے ان حالات کو غنیمت جانا اور انٹیلی جنس 22 کے نام سے سی آئی اے اور آئی بی کی ایک مشترکہ مہم ترتیب دی گئی۔ اس طرح بھارتی سیکورٹی اور سی آئی اے کے باہمی تعلقات کا آغاز ہوا۔ حالانکہ بھارت

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

میں بائیں بازو کی جماعتیں ہی نہیں خود کانگریس میں بھی ایک بڑا حلقہ سی آئی اے کو بھارتی عوام کا دشمن قرار دے رہا تھا۔

بھارتی جاسوسی اداروں کے دوسرے باب کا آغاز بی این ملک کی برطرفی اور کشمیری برہمن آر این کاؤ کی آمد کے ساتھ ہوتا ہے۔ چین بھارت جنگ میں ملک کی آئی بی کو مورد الزام ٹھہرایا گیا تو بھارت کی آرمی انٹیلی جنس کو پہلی مرتبہ آئی بی کو نیچا دکھانے اور خود کو نمایاں رکھنے کا موقع ہاتھ لگا۔ فوج کے کرتا دھرتا لوگوں نے حکومت کو اس بات کا قائل کر لیا کہ فارن انٹیلی جنس سروس کے لئے ایک الگ سیکشن قائم کیا جائے جس کا آئی بی سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی نیشنل ڈیفنس کونسل کے قیام بھی عمل میں آگیا۔ جہاں تازہ ترین دفاعی صورت حال کا باقاعدہ تجزیہ کرنے کے بعد قومی مفاد پر پالیسی ترتیب دی جانے لگی۔

65ء میں جب لال بہادر شاستری بھارت کے وزیر اعظم تھے تو سابق بھارتی میں ایک فارن انٹیلی جنس ایجنسی "قائم کر دیا گیا" لیکن 68ء میں صورت حال یکسر بدل گئی جب بھارتی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے ایک متبادل اور مکمل سیکورٹی ایجنسی کی ضرورت کو محسوس کیا۔ آر این کاؤ نے جو ان دنوں آئی بی کا ڈپٹی ڈائریکٹر تھا مسز اندرا گاندھی کو نئی ایجنسی کے قیام پر ایک مربوط رپورٹ مکمل "تفصیلی خاکے" کے ساتھ پیش کر دی جس میں سابقہ انٹیلی آئی ایس سسٹم کو یکسر نظر انداز کر کے نئی آر اے ڈبلیو کی طرز پر ایک نئی ایجنسی قائم کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ کاؤ کی تجاویز منظور ہو گئیں اور اسے "را" کا ریسرچ اینڈ اینالیسز ونگ کے پہلے ڈائریکٹر ہونے کا موقع ملا۔

پہلے مرحلے پر "را" کو غیر ممالک سے متعلق معلومات اکٹھی کرنے کے فرائض تفویض ہوئے جسے "تحقیق" کا نام دیا گیا پھر ان معلومات کو عملی حالات پر منطبق کرنا جسے "تجزیہ" کہا گیا تھا لیکن آر این کاؤ نے اس سے بہت آگے جانے کا فیصلہ کر لیا تھا اور قیام کے فوراً ہی بعد "را" نے "خفیہ آپریشنز" کا آغاز کر دیا۔ کاؤ کی خوش قسمتی یہ تھی کہ ایسے تمام تر شاندار دشمن اقدامات کے لئے اسے وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی کی مکمل حمایت حاصل تھی۔

"را" کے قیام کا پہلا ہی سال جاسوسی کارروائیوں کے لحاظ سے بڑا شاندار سال تھا۔ کاؤ کے آدمیوں نے ناقابل یقین کارنامے انجام دیئے۔ "را" نے پہلا آپریشن راجستھان کی سرحد پر رن آف کچھ، میں کیا اور انتہائی اہم نوعیت کی معلومات وزیر اعظم کی میز پر پہنچا دی گئیں۔ اس کے بعد پاکستان کی سرحد پر "نکوں" میں آپریشن کا آغاز ہوا اور یہاں چائنیز افواج کی مکمل قوت اور نقل و حرکت کی اطلاعات "را" نے حاصل کر لیں۔ "را" نے بہت سے چینی مہاجرین کو تربیت دے کر چینی علاقے میں داخل کیا اور خصوصاً تبت سے جاسوسی کا کام لیا۔

یہ وہ دور تھا جب بھارتی آرمی کی اعلیٰ کمان کی طرف سے آئی بی کو مستقل تنقید کا

URDUFANS.com

سامنا تھا اور انہی حالات کا فائدہ کاؤ نے بھرپور طریق پر اٹھایا اس نے وزیر اعظم اندرا گاندھی سے مسلسل رابطہ رکھا اور انہیں قائل کر دیا کہ "را" ہی آئی بی کا بہترین متبادل ہے اور مسز اندرا گاندھی کی طرف سے گرین سگنل ملنے پر اس نے اپنے ایجنٹوں کا جال سارے ملک میں بچھا دیا۔ ان ایجنٹوں کو "را" کے خفیہ فنڈ سے اچھی خاصی ادائیگی کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ "را" کے افسران کو انڈیا پے سکیل کے مطابق تنخواہیں ملتی تھیں بلکہ انہیں کہیں زیادہ ادائیگی کی جاتی تھی۔ اس لئے ہر کسی کی خواہش رہتی تھی کہ "را" کی خدمت کرنے کا موقعہ ملے۔ کاؤ کا یہ بڑا کارنامہ ہے کہ اس نے بھارتی وزیر اعظم سے یہ خصوصی حکم نامہ حاصل کر لیا تھا کہ "را" کے لئے کام کرنے والوں کا مشاہرہ عام افسران سے بہت زیادہ ہو گا اور یہ ادائیگی "را" کے "سیکرٹ فنڈ" سے کی جائے گی۔

آر این کاؤ کا آنا جانا غیر ممالک میں اکثر لگا رہتا تھا اور دنیا کے جس کونے میں بھی اسے "کام کا بندہ" ملا اس نے فوراً اس کی خدمات سے استفادہ کیا مثلاً گھنشیام مہتا نامی ایک بھارتی سکالر نے 80ء میں بھارت کا ایک نقشہ ڈیزائن کیا جس میں بھارت کا خاصا سرحدی علاقہ چین میں دکھایا۔ گھنشیام مہتا 62ء میں بھارت سے نکل کر امریکہ میں جا بسا۔ یہ خبر سن کر آف کیلئے فوراً اس انجلز میں کاؤ نے اس کو ڈھونڈ نکالا اور مہتا کے مستقل ٹھکانے کا پتہ کر کے اب "را" کے لئے خدمات انجام دے رہا ہے۔

1971ء میں آر این کاؤ کو کیبنٹ سیکرٹری کا عہدہ تفویض ہوا جس کا مطلب یہ تھا کہ اب وہ اپنی من مانی میں مکمل طور پر آزاد ہے کسی کو اس سے کسی کام پر قدغن لگانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ کاؤ نے حکومت کو مشورہ دیا کہ انٹیلی جنس 22 کو اسے آر سی (ایویشن ریسرچ سنٹر) میں بدل دیا جائے جو سی آئی اے کے ساتھ مشترکہ آپریشنز میں حصہ لے۔ اے آر سی کا کام جدید آلات اور مصنوعی سیاروں کی مدد سے جاسوسی کرنا تھا اور اس کے لئے سی آئی اے کے جدید ترین طریق کار اختیار کئے گئے یہ

کام پہلے بھارتی ایئر فورس کے طیاروں سے لیا جاتا تھا جسے کاؤ نے بہترین شکل دے دی تھی۔

70ء کے درمیانی عشرے میں "را" کے پاس پاکستان اور چین کی سرحدی تنصیبات کی تصویری رپورٹ موجود تھی یہ کام اسے آر سی کے ذریعے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ 72ء میں جب کاؤ سیکورٹی سیکرٹری کی ذمہ داریاں سونپی گئیں تو اس نے "را" کو بھارت کا طاقتور ترین جاسوسی ادارہ بنا دیا۔

بھارتی حکومت میں "را" کو دیگر تمام سیکورٹی ایجنسیوں کے مقابلے میں اول مقام حاصل ہو گیا۔ دنیا بھر میں موجود بھارتی سفارت خانوں اور ہائی کمیشن میں "را" نے اپنے آدمی متعین کر دیئے۔ ان لوگوں کو ڈپلومیٹ کور حاصل تھا جس کی آڑ میں یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں ایجنٹ اس کے علاوہ ہیں جن کو "را" بھارتی سرحدوں سے غیر قانونی طور پر ہمسایہ ممالک میں داخل کرتی ہے اور ان کے ذریعے مفید معلومات حاصل کرتی ہے۔

70ء کے عشرے میں "را" کا سالانہ بجٹ 30 کروڑ روپے تھا خیال رہے کہ یہ صرف ریکارڈ بجٹ ہے اس کے علاوہ ہے جس کے بارے میں آئی بی کو صرف دو کروڑ روپے ملتے تھے جب کہ آئی بی بھارت کا سب سے قدیمی ادارہ ہے جس کا ڈائریکٹر عموماً پولیس کے سب سے ذہین افسر کو لگایا جاتا ہے اور وہ پولیس چیف ہوتا ہے۔ آر این کاؤ نے "را" میں اس روایت کا بھی خاتمہ کر دیا اور "را" کے لئے براہ راست بھرتی کا طریق کار اختیار کرنے کے اختیارات بھی حاصل کر لئے۔

صورت حال یہ بن گئی تھی کہ آئی بی کا کردار محض بیرونی ممالک میں مدد دینے کے لئے رہ گیا تھا۔

اس زمانے میں وزیر اعظم کے داخلی مشاورت کے ذمہ دار آئی بی کے ڈائریکٹر

PDF Waqar
Scan and

URDUFANS.com

اسے جیا رام نے مسز اندرا گاندھی کو مشورہ دیا کہ ملک میں ایمرجنسی کی ضرورت نہیں اس کے برعکس مسز اندرا گاندھی نے آرڈیننس کا سہارا لینے جو انتظامی لحاظ سے کسی حد تک معاملات پر وزیر اعظم کو مشورہ دے سکتا تھا وزیر اعظم سے کہا کہ ملک میں ایمرجنسی نافذ کر دی جائے اور وزیر اعظم نے اسے جیا رام کی بات رد کرتے ہوئے ملک میں ہنگامی حالت نافذ کر دی۔

گو کہ "را" کے لوگ اس الزام کو تسلیم نہیں کرتے لیکن حقیقت یہی ہے کہ مسز اندرا گاندھی نے "را" کے ڈائریکٹر کے کہنے پر ایمرجنسی نافذ کی تھی مسز اندرا گاندھی کے مزدیک اب آئی بی کے ڈائریکٹر جیا رام کی حیثیت "خالصتہ سے بھی بڑھ کر ایس آفیسر" سے زیادہ کچھ نہیں رہی تھی جب کہ دوسری طرف "را" کے ایجنٹ جس ہیرو کو اپنی جس کاؤ کو ہیرو دیوی کی حیثیت سے دیکھ رہی تھی صورت حال سے اتنا طول پکڑا کہ پھر جیا رام کو بالکل "ٹھنڈے ٹائن" کر دیا گیا اور کاؤ کو ہیرو دیوی چاہو ہی کے ساتھ اندرون ملک سیکورٹی چیف کی حیثیت بھی حاصل ہو گئی۔

○

مسز اندرا گاندھی کے اس اقدام انتہائی تباہ کن ثابت ہوا جس کی انہیں بہت قیمت بعد میں ادا کرنی پڑی۔ اس دور میں "را" کی اسے بھارتی حکومت غیر ملکی جاسوسی کی گرفتاری اور ملکی سالمیت کے خلاف ہونے والے واقعات پر نظر رکھنے کی توقع کر رہی تھی۔ لیکن اس دور میں بھارت میں "پولیٹیکل انٹیلی جنس" کا نظریہ بہت شدت سے متعارف ہوا اپوزیشن کانگریس اور مخالف سیاسی اراکین انٹیلی جنس کے ذریعے نشانہ بنانے لگے۔ ان کی ڈاک سنسر ہونے لگی اور انٹیلی جنس کی گاڑیوں نے ان کا تعاقب اپنا وطیرہ بنا لیا۔ "را" کے سربراہان نے اپنے "سیاسی عزائم" کی خواہش سیاسی مخالفت کی باقاعدہ پرورش بھی پہنچانے کا سلسلہ زور شور سے شروع کر دیا۔

ایمرجنسی کے دوران جب سیاسی راستے کھلنے لگے تو مسز اندرا گاندھی کا انحصار انٹیلی جنس کی فراہم کردہ رپورٹوں پر بڑھتا چلا گیا۔ بعد میں مسز اندرا گاندھی نے ایسے اشارے دیئے کہ جو رپورٹیں انہیں انٹیلی جنس سے بھیجی جاتیں وہ بالکل غلط ہوتی تھیں اور ان میں بھی کہا جاتا تھا کہ عوام ایمرجنسی سے خوش ہیں اگر کہیں ان کے خلاف نفرت بھی موجود ہے تو اس میں کوئی ایسی شدت نہیں پائی جاتی۔ اس الزام پر آئی بی والے کہتے ہیں کہ مسز اندرا گاندھی کو خوشامدیوں کے ٹولے نے گھیر رکھا تھا اور ایسی صورت حال میں کہیں وہی اطلاعات بہم پہنچائی گئیں جو وہ پسند فرماتی تھیں۔ ممکن ہے کاؤ کہیں صحیح حالات فراہم کرتا ہو لیکن وہ اس پر بھی کان نہیں دھرتی تھیں۔

یہ "را" کے زوال کا دور تھا خصوصاً شیخ مجیب الرحمن کا بنگلہ دیش میں قتل کے "را" اسے دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے شیخ مجیب قتل کی سازش کا سراغ لگا لیا تھا لیکن درحقیقت یہ شیخ مجیب الرحمن کی جان بچانے کے ضمن میں وہ کوئی کچھ نہ کر سکے۔ شیخ مجیب الرحمن کے قتل نے "را" کو اچانک ہی آسمان سے تحت الثریٰ کی گہرائیوں میں پھینک دیا بھارتی نقطہ نظر سے یہ کوئی معمولی حادثہ نہیں تھا۔ ان کے عزیز از جان دوست کا قتل اور وہ بھی بنگلہ دیش کے قیام کے ابتدائی دور میں اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ قومی نظریئے کو بنیاد بنا کر میں فرق کرنے سے متعلق باتیں کی تھی وہ غلط ثابت ہوئی کاؤ کے ماتحت قواعل بحران کی پہلے ہی مرحلے پر چھٹی ہو گئی۔

○

گرایں کاؤ کے دوست اس سب کچھ کے لئے کاؤ کو بالکل بے گناہ قرار دیتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ ایمرجنسی سے متعلق وہ جیسے گاندھی کا برابر است مشورت کا پابند تھا اور بہت کی باتیں جو جیسے کے علم میں ہوتی تھیں وہ مسز اندرا گاندھی تک نہیں پہنچتی

URDUFANS.com

تھیں۔ راستے میں رہ جاتیں اس طرح کاؤ کو بہت کچھ کرنے کا موقع نہ مل سکا جو وہ کرنا چاہتا تھا وہ اس الزام سے بھی انکاری ہیں کہ "را" نے حکومت کو ایمرجنسی کے ذریعے "سیاسی تشدد" کی ترغیب دی اور اس کا ذمہ دار بھی آئی بی یا پھر سنٹرل پولیس آرگنائزیشن کو قرار دیتے ہیں ان حلقوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ کاؤ نے بھی مسز اندرا گاندھی کو یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ 77ء کے الیکشن میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہوں گی۔ یاد رہے کہ یہ الزام بھی کاؤ کے کھاتے میں ڈالا جاتا ہے کہ اس نے مسز اندرا گاندھی کو حقیقت سے غلط طور پر اندھیرے میں رکھا اور انہیں یہی بتایا کہ وہ اکثریت سے انتخابات میں کامیابی حاصل کر لیں گی۔ جب کہ ایمرجنسی میں ان کے صاحبزادے سنجے گاندھی نے اپنی ماں کی آشیر واد سے جو کارنامے انجام دیئے ان کے بعد وزیراعظم کی مقبولیت کا گراف مسلسل گرنے لگا تھا۔

آئی بی والوں کا کہنا ہے کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جب کانگریس کی جیت کے امکانات ہی زیادہ تھے اور انہوں نے وزیراعظم تک صحیح اطلاعات پہنچائیں لیکن انہوں نے وزیراعظم سے یہ کہہ دیا تھا کہ اپوزیشن لیڈروں کو رہا کرنے کے بعد کم از کم چھ ماہ تک انتظار کیا جائے تاکہ ان کے غبار سے اچھی طرح ہوا نکل سکے جب کہ حکومت نے اس مہلت کو نظر انداز کر دیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خود مسز اندرا گاندھی کو اپنے حلقے سے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

انٹیلی جنس بیورو کا کہنا ہے کہ بھارتی سیکورٹی کے ڈھانچے کو مرارجی ڈیسائی سے زیادہ کسی نے نقصان نہیں پہنچایا۔ مرارجی ڈیسائی سمجھتا تھا کہ یہ غیر ضروری اخراجات کا محکمہ ہے اور ہمسایہ ممالک میں جو خفیہ آپریشن چلائے جا رہے ہیں وہ ایک غیر اخلاقی حرکت ہے مرارجی ڈیسائی ایمرجنسی کے دوران ہونے والی جانچ کا ذمہ دار "را" کو سمجھتا تھا اور اس کا کہنا تھا کہ انہی نے ایمرجنسی کے ذریعے ملکی سالمیت پر زبردست ضرب لگائی ہے

اور استحکام کے بجائے انتشار پیدا ہوا ہے۔

یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مرارجی ڈیسائی کا یہ الزام جذباتی ہے کیونکہ ایمرجنسی کے مسئلے پر ترتیب دیئے جانے والے "وائٹ پیپر" کی رپورٹ سے آر این کاؤ اور اس کے ڈپٹی ڈائریکٹر تلک راج کو بالکل بے گناہ قرار دیا تھا اور ان کے خلاف قابل رپورٹ میں ایک لفظ بھی اس سلسلے میں موجود نہیں۔ جتنا حکومت کے دور میں انٹیلی جنس کے بجٹ کو زبردست دھچکا لگا۔ "را" کو غیر ممالک میں اپنے تمام خفیہ آپریشن روکنا پڑے اور غیر ملکی ایجنٹوں کو فی الوقت آرام کا مشورہ دیا گیا تھا اندرون ملک تمام بڑے سیشنز فرائز افسران کے تبادلے کر دیئے گئے۔

"را" کی خصوصی اہمیت کو ختم کرنے کے لئے مرارجی ڈیسائی نے سب کچھ کر دکھایا بیرونی بجٹ انتہائی کم کر دیا۔ غیر ممالک میں ہمارا عمل انتہائی مختصر ہو گیا اور ایم ایف منسٹر کاؤ کے بعد ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز ہوا تھا اس کی حیثیت بہت کم کر دی گئی اور اسے "باباؤ" کے لیول سے گرا دیا گیا۔ "را" کے افسران اس دور سے متعلق شاکی رہتے ہیں اسے اکثر یہ باتیں دہراتے ہیں۔

وزیراعظم مرارجی ڈیسائی نے "را" اور آئی بی کے اعلیٰ حکام کو صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ اسے انٹیلی جنس کی بھیڑ پسند نہیں اور نہ ہی وہ اگلے پچاس برسوں سے متعلق معلومات رکھنے کا خواہاں ہے۔ گویا اب انٹیلی جنس کی حیثیت محض پولیس ریکارڈ کیپنگ کی ہی ہو کر رہ گئی۔

"را" کے تجربہ کار وزیراعظم مرارجی ڈیسائی کے اس فیصلے کو بھارتی انٹیلی جنس کی تاریخ کا سب سے بڑا "بلنڈر" خیال کرتے ہیں۔ واقعات کے مطابق 1978ء کے آغاز میں "را" کے ایک انتہائی عزیز پاکستانی رابطے نے "را" کے افسران کو یہ اطلاع دی کہ اگلے پاکستان کے کہوٹہ پلانٹ کے مکمل ایٹمی ہتھیار تیار کرنے کا بندوبست کر لیا ہے۔

Scan and PDF Waqar

اس کا کہنا تھا کہ جس شخص نے یہ سکیچ بھیجا ہے اس کے عوض 10 ہزار ڈالر دیئے جائیں۔ یہ کوئی بڑی رقم نہیں تھی اور "را" والے اپنے خفیہ فنڈ سے اس کی ادائیگی کر سکتے تھے لیکن وزیراعظم سے "را" کے کشیدہ تعلقات کے سبب اس بھونچکا دینے والی اطلاع کی اہمیت کا احساس دلانے کے لئے ڈائریکٹر منٹو کو سیدھے وزیراعظم سے مشورہ ضروری سمجھا گیا۔

مراری ڈیسائی سے "را" کے ڈائریکٹر کی بات ہوئی اور یہ کہہ کر اس کا مذاق اڑایا کہ وہ کسی غلط کام کے لئے دس ہزار ڈالر نہیں دے سکتے اور "را" کا یہ منصوبہ دھرے کا دھرا رہ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ بعد میں بھارتی وزیراعظم نے پاکستانی حکومت کو اس بات سے آگاہ کر دیا جس پر پاکستانی ایٹمی فورس حرکت میں آئی اور انہوں نے اس "غدار" کا سر اڑا کر راستے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

URDUFANS.com

بھارت کی نہرو، ٹیلی جنس ایجنسی "را" کے افسران خود کو محفوظ محسوس کرنے لگے لیکن ابھی انہیں ایک زبردست دھچکے کا سامنا ہونا باقی تھا۔ پاکستانی سفارت کاروں کے ساتھ ایک میٹنگ میں وزیراعظم مراری ڈیسائی نے انہیں کہا کہ تمہاری سیکورٹی بہت خراب ہے کہ تم لوگ اپنے واحد ایٹمی پلانٹ کی حفاظت نہیں کر سکتے اور وہاں بھی غداروں کو داخل کیا ہوا ہے جو کہوٹہ کے بارے سے "را" سے رابطہ قائم کر رہے ہیں۔ اس پر پاکستانی ٹیلی جنس حرکت میں آئی اور انہوں نے تفتیش شروع کی کہ کس جگہ سے معلومات کے باہر جانے کا امکان ہو سکتا ہے۔ یہاں اتنا زیادہ عملہ تو تھا نہیں اور ان معدودے چند لوگوں میں سے "را" کا ایجنٹ تلاش کرنا کوئی مشکل کام بھی نہیں تھا انہوں نے اس غدار کو ڈھونڈتے ہی گولی مار دی جب کہ "را" کو اپنے بہترین ایجنٹ سے ہاتھ دھونا پڑے۔

"را" کے ایک آپریٹر کا کہنا کہ اگر اس دور میں ہمیں کہوٹہ کے بارے میں معلوم ہو جاتا تو ہم حکومت کو اس بات کی ضمانت دے سکتے تھے کہ پاکستان کو کبھی ایٹمی لحاظ سے خود کفیل نہ ہونے دیں گے۔ اس حادثے کے بعد پاکستان میں "را" کے دیگر ایجنٹ گھبرا کر چھپ گئے ہوں گے اور "را" سے کی کترانے لگے اس طرح "را" پاکستان سے متعلق اپنی

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

حساس معلومات کے حصول میں ناکام ہونے لگی۔

اس دور میں حکمران پارٹی کے ممبر پارلیمنٹ سر ابراہیم سوائی وزیر اعظم مرار جی ڈیسائی کے مخالف اس الزام کی تردید کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ مرار جی ڈیسائی کے دورِ حکومت میں ہم نے کبھی "را" کے بجٹ میں کمی نہیں کی بلکہ اسے کسی اور طرح سے نقصان پہنچایا گیا صرف یہ ہوا کہ آئی بی سے جو افسران کی ایک فوج ظہور پذیر ہوئی تھی آئی بی واپس بھیج دیا گیا۔ اس دور کے وزیر اطلاعات و نشریات ایل کے ایڈوانی نے کہا تھا کہ ہم کانگریس، سی آئی اے اور را جیسے کو بھارت سے زیادہ اندرا گاندھی کے ذاتی ملازم سمجھتے ہیں اور ہم نے سیاسی جاسوسی کو ختم کیا اور کچھ نہیں کیا۔

سر ابراہیم سوائی نے وزیر اعظم مرار جی ڈیسائی کے دفاع میں کہا ہے کہ اس کے ہر فیصلے کی توجیہہ موجود ہے مثلاً مرار جی ڈیسائی نے بنگلہ دیش کے جنرل ضیاء الرحمٰن کے قتل کا منصوبہ رد کر دیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ "را" کو صرف اس بات کا غصہ ہے کہ وہ ضیاء الرحمٰن کا دفاع نہ کر سکی اور اپنے دعووں کے باوجود جھوٹی ثابت ہوئی۔ "را" اپنی اس ہزیمت کا بدلہ چکانے کے لئے جنرل ضیاء الرحمٰن کو قتل کرنا چاہتی تھی جسے کہ مرار جی ڈیسائی کا کہنا تھا کہ وہ ایک بیرونی ملک کے سربراہ کو جس نے بھارت کا کچھ نہیں بگاڑا نہ کی مستقبل میں بھارت کے لئے خطرہ پیدا کرنے کا قتل کرنے کی اجازت کیوں دیتے۔ مرار جی ڈیسائی اس کو غنڈہ گردی اور دہشت گردی سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے "را" کو سختی سے منع کر دیا۔

اس کے جواب میں "را" کا صرف یہ کہنا ضیاء الرحمٰن کے قتل کے ساتھ ان کے بہت سے مفادات وابستہ ہیں اور اس قتل کی پلاننگ میں وہ آگے دور تک جا چکے ہیں کہ اب واپس لوٹنا ممکن نہیں کچھ معنی نہیں رکھتا۔ مرار جی ڈیسائی یہ بات قبول کرنے کو تیار نہیں تھے۔ اسی لئے ان کے عہد حکومت میں "را" نے اندرا گاندھی کی اجازت سے یہ

کارنامہ انجام دے دیا۔ اس واقعہ نے مخالفوں کو مسز اندرا گاندھی کی مکمل آشیر باد حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے دوبارہ اقتدار میں آتے ہی پہلا کام "را" سے یہی کروایا، گو کہ بھارتی حکومت اس الزام کو قبول نہیں کرتی کہ مسز اندرا گاندھی نے جنرل ضیاء الرحمٰن کے قتل کی اجازت دے دی تھی لیکن یہ حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

1980ء میں جب اندرا گاندھی نے دوبارہ اقتدار حاصل کیا تو خفیہ ایجنسی ہر طرح کی کھلی چھٹی مل گئی۔ خصوصاً ان کے پروردہ افسران کے لئے تو اس سے بڑا خوشی کا موقع اور کوئی نہیں۔ آر این کاؤ کو دوبارہ سیکورٹی ایڈوائزر کی حیثیت سے اپنا گمشدہ وقار واپس مل گیا۔ کانگریس پارٹی کی جاسوسی، سیاسی مخالفین کے ساتھ وابستہ ہو گئی۔

○

"را" ایک مرتبہ پھر حکومت کا "لاڈلا بچہ" بن گئی اور سنٹرل گورنمنٹ (سی بی او) میں موجود اس کے ہیڈ کوارٹر کی پھر چاندی سرگرمیاں اپنے نقطہ عروج کو چھونے لگیں۔ دہلی کے وسط و بہار میں 100 کلومیٹر رقبے پر پھیلے "را" کے ہیڈ کوارٹر کے لئے بہت سے نئے بھرتی آفیسرز کی تربیت کے احکامات جاری ہونے لگے۔ خفیہ ہے کہ اندرا گاندھی کے دوسرے دور اقتدار میں "را" نے کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ "مائیرنگ سیکرٹس" میں گنگو کو درمیان سے ریکارڈ کرنے والے جدید ترین حساس آلات نصب ہو گئے لیکن یہ معلومات کوڈ زبان میں ریکارڈ ہوتی تھیں اور تمام انٹیلی جنس ایجنسیوں کی اعلیٰ جنس استعمال کی مطلاعات تھیں۔ بھٹنی کا اس دور کا سب سے بڑا کارنامہ پاکستان کی "ایٹمی میزائل ٹیکنالوجی" پر کنٹرول حاصل کرنا تھا۔ اس دور میں "را" کو پاکستان کی قریباً تمام اہم شخصیات کی فون پر ہونے والی گفتگو کو سننے پر عبور حاصل ہو گیا تھا لیکن بہت سی ناکامیاں بھی اس دور کا ظہور اقتدار ہیں۔

Scanned and PDF Wapda

URDUFANS.com

مسز اندرا گاندھی نے اس دور میں مارکسزم کے ساتھ نزدیکی تعلقات قائم کرنے شروع کیے۔ "را" نے فوراً یہاں اپنے اڈے قائم کر لیے کیونکہ مسز اندرا گاندھی مستقبل میں مالدیپ پر کنٹرول حاصل کرنے کی خواہاں تھی اس مقصد کے لئے ضروری تھا کہ اس کی کٹھ پتلی رام غلام وہاں کا وزیراعظم ہو۔ "را" نے مسز اندرا گاندھی کی خواہش پر رام غلام کو 1980ء کے انتخابات میں کروڑوں روپے الیکشن کی انتخابی مہم کے لئے بھجوایا۔ اس کی انتخابی مہم میں ہر ممکن مدد کی لیکن رام غلام کی حکومت برقرار نہ رہ سکی۔ اور مالدیپ کے عوام نے نئی حکومت کو ووٹ دیا۔ ابراہیم صوالی کا کہنا ہے کہ "را" نے بھارت سے ہزاروں تامل شرشہ بلا کر مالدیپ میں بھیجے۔ جن پر رام غلام کی حمایت نعرے لکھے ہوئے تھے اور یہ تامل ان کے ووٹرز میں تقسیم کیے گئے۔

غیر ممالک میں موجود "را" کے ایجنٹوں نے بھی کوئی خاص کارنامہ اس سلسلے میں انجام نہیں دیا حالانکہ ایسے دعوے کیے جاتے ہیں۔ لندن میں سکھوں کے بڑے مرکز "سادھ سنگھ ہال" میں "را" کے سکھوں کے بھیس میں موجود ایجنٹوں نے متذکرہ آبادی میں خالصتان پسندوں کی تعداد کرنے والے گروپوں میں خیالات کھرے کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن کوئی بھی خاص کامیابی حاصل نہ کر سکے سوائے اس کے کہ انہوں نے سکھوں کے مختلف گروپوں میں تقسیم کر دیا لیکن ان میں سے ہر گروپ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر خالصتان کے لئے جدوجہد کرنے والوں کی مدد کرتا ہے اس طرح گویا "را" نے بھارت کے لئے مزید مشکلات پیدا کیں کیونکہ اس نے مختلف گروپوں کے درمیان مخاصمت پیدا کرنے کے ایک طرح سے مقابلے کی شکل اختیار کر لی۔

ٹورانٹو کینیڈا میں "را" نے اپنے ایجنٹوں کا جال پھیلا ہوا ہے وہاں بھی "را" بھرپور توڑ

کرنے سے زیادہ کوئی کارنامہ انجام نہیں دے پائی۔ حتیٰ کہ ترقی پسند سکھوں میں اپنے آدمی داخل کرنے کے باوجود آج تک "را" اس بات کا پتہ بھی نہیں لگا سکی کہ اندرا گاندھی کے قتل کے پیچھے کون سے سکھوں کے کس گروپ نے اور کس طرح تباہ کیا تھا۔ حالانکہ بھارتی ہم کو یقین ہے کہ یہ کارروائی کینیڈا کے سکھوں نے ہی کی تھی۔

پنجاب میں بغاوت کو مسلسل دیکھنے کے بعد "را" نے سری لنکا میں اپنا وقار بحال کرنے کے لئے بڑی چوٹی کا زور لگایا۔ کیا حاصل ہوا؟ مسز اندرا گاندھی نے کاؤ کو حکم دیا کہ بگڑ دیش کہلی یہاں بھی زہر بکی جائے۔ "را" نے اس پر سری لنکا سے غداروں کی بھرتی شروع کی اور انہیں سری لنکا حکومت کا امن غارت کرنے کی تربیت دے کر سری لنکا میں داخل کر دیا۔ تامل ٹائیگرز کے ذریعہ امن پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ "را" نے یہاں تخریب کاروں کے کیمپ لگا دیئے۔ تامل باغی کو تربیت دینے والے ریٹائرڈ افسران کی خدمات دوبارہ حاصل کی گئیں اور تخریب کاروں کی تربیت شروع ہو گئی۔

اس بات سے قطع نظر کہ ان تخریب کاروں نے سری لنکا کی اندرونی سلامتی کے لئے کس حد تک خطرات پیدا کئے ہیں اور "را" کو اپنے مقاصد میں کس حد تک کامیابی حاصل ہوئی۔ ایک بات جس کا آج بھارت کا ہر باشعور شہری ہے وہ یہ کہ "پے بھاگرن" جیسا تامل ہیرو بھی "را" کی دریافت ہے جس نے "را" کے کیمپ میں تربیت حاصل کی اور آج سری لنکا میں موجود بھارتی فوج کے لئے دردسر بن چکا ہے اور جس نے بیس ہزار فوجی سنگھ پر بھارت کو ذلیل کر کے رکھ دیا ہے۔

اندرا گاندھی کے دوسرے دور اقتدار میں ایک مرتبہ پھر "را" میں کالی قائد افسران کا غلبہ ہونے لگا اور آئی بی قائد فوقیت حاصل کرنے لگی۔ یہ ایک حد تک ہی ہو سکتا تھا کیونکہ آخر ایجنسی کا ڈائریکٹر "را" کا براہ راست ڈائریکٹر نہیں ہوتا لیکن اس کے حمایت یافتہ اور بھارتی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی سے متاثر ہونے والے بہرحال اپنی

Scanned and PDF Waqar

URDUFANS.com

جگہ موجود تھے۔ جنہیں ہر طرح کا کھیل کھیلنے کی چھٹی مل گئی تھی۔

آئی بی والے "سیاسی آپریشنز" اپنے جاسوسوں کے ذریعے کیا کرتے تھے جسٹس سجے کی شاہ نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ایمرجنسی کے دوران بھارت میں سیاسی جاسوسی کے میدان میں "را" اور "آئی بی" کے درمیان جنگ کی فضا پیدا ہو گئی تھی اور دونوں ایجنسیاں اپنے اپنے میدان میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کارکردگی دکھانے کی کوشش میں تھیں تاکہ سرکاری خوشنودی حاصل کی جا سکے۔ اس سلسلے میں مسز اندرا گاندھی نے اپنے پارٹی ممبران کو بھی رعایت نہیں دی اور ان کی پرائیویسی بھی غیر محفوظ ہو کر رہ گئی۔

○

جنتا پارٹی کے دور اقتدار میں آئی بی والوں نے مرارجی ڈیسائی کو بھی یہی چکر لگانا چاہا اور اطلاعات دینے لگے کہ ان کی اپنی پارٹی میں ان کے مخالفین ان کے خلاف کیا کر رہے ہیں لیکن مرارجی ڈیسائی نے سختی سے حکم دیا کہ اس سیاسی جاسوسی کو ختم کیا جائے۔ انہوں نے خاص طور پر ہدایت کی کہ کسی سیاسی شخصیت کا ٹیلیفون ٹیپ نہ کیا جائے یہاں تک کہ مرارجی ڈیسائی نے آئی بی میں جنتا حکومت کے لئے انتہائی نرم گوشہ رکھنے والے ڈائریکٹر وی ناگار کو سزا دار اندرا گاندھی کے نام نہاد کیس پر چھاپہ مارنے کی اجازت دینے سے بھی انکار کر دیا حالانکہ اب بہت دیر ہو چکی تھی۔ اس صورتحال نے ناگرار کو ایک عرصے تک پریشانی میں مبتلا کئے رکھا۔

بہت سی اور بھی ناکامیاں ہیں۔ "را" کو پاکستان میں کئے گئے اپنے جاسوسی کارناموں پر بہت فخر ہے لیکن اس بات میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ ابھی تک "را" پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے متعلق وثوق کی معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔ "را"

کے سری لنکا میں سینکڑوں ایجنٹ موجود ہیں لیکن جب 1983ء میں تامل مرتبہ گروہی فسادات ہوئے تو "را" کے افسران خود بھونچکا رہ گئے کیونکہ یہ سب کچھ خلاف توقع تھا۔

بدترین ناکامی کے لئے بنگلہ دیش میں بھارتی انٹیلی جنس کا آپریشن آئی بی کا کارنامہ تھا کیونکہ یہ ملک کا اندرونی معاملہ تھا جس "را" اس ناکامی میں برابر کی حصہ دار ہے اور وہ اس سے اپنا دامن نہیں چھڑا سکتی۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں لیکن وجہ تو یہ کہ کاؤ کو سیکورٹی ایڈوائزر کا عہدہ دیا گیا اور عملی سطح پر دامن دامان کی ذمہ داری تھی اور وہ اپنی ذمہ داریوں سے لاپرواہ رہا کیونکہ اسے اپنی تنظیم کی صلاحیتوں پر بہت گھمنڈ تھا اور وہ سمجھتا رہا کہ اس کے ساتھی اس معاملے کو سنبھال لیں گے۔ دوسری وجہ کہ مسز اندرا گاندھی نے "را" کو بہترین جاسوسی ادارے کا درجہ دے کر بہت زیادہ سر پر چڑھا لیا اس لئے اس کا فرض بنتا تھا کہ وہ وزیراعظم کی توقعات پر پورا اترے لیکن "را" والے "آئی بی" کا منہ دیکھتے رہے اور تیسری سب سے بڑھ کر اور اہم وجہ یہ ہے کہ اس معاملے میں بیرونی طاقت پاکستان اور غیر ممالک میں رہنے والے سکھ بھی ملوث تھے اس لئے بھی یہ "را" کی ذمہ داری تھی کیونکہ غیر ممالک میں تمام جاسوسی آپریشن کی ذمہ دار "را" تھی۔

1983ء میں "را" کو پنجاب میں پہلی کامیابی حاصل ہوئی جب "را" کا ایک ایجنٹ سنت جرنیل سنگھ بھنڈرانوالہ کے خصوصی حلقے میں داخل ہو گیا۔ یہ شخص جسے "را" کی خفیہ فائلوں میں "ٹائیگر" کا نام دیا گیا ہے اس کے بعد غیر ممالک میں موجود سکھ حریت پسندوں میں خاصی مقبولیت حاصل کر گیا لیکن خالصتان نواز سکھوں کا کہنا ہے کہ "را" تک انہوں نے کبھی بھی کوئی کام کی بات نہ پہنچنے دی "را" تو آخر وقت تک یہ بھی علم نہ ہو سکا کہ بھنڈرانوالہ کے پاس کتنی طاقت ہے اور کس نوعیت کا اور کتنا اسلحہ موجود ہے۔ حالانکہ اس کے گرد اکرد "را" نے اپنے ایجنٹوں کا جال بچھا دیا تھا۔ "را" کا ایک کوئی

URDUFANS.com

کارنامہ ہے تو صرف اس کی طرف سے بھارتی حکومت کو فراہم کردہ یہ اطلاع تحریک خالصتان کے ڈانڈے پاکستان سے ملتے ہیں اور زیر زمین چلنے والی اس تحریک کا سرا اور بعد اور سرحد پار سے جڑتی ہے۔

○

مسز اندرا گاندھی دوبارہ برسر اقتدار آئیں تو ایک مرتبہ پھر سیاستدانوں پر ایک بھیانک زندگی سایہ فگن ہونے لگی ان کے گھروں اور دفاتر کے اندر ہونے والی ان کی ذاتی محافل کی کارروائیاں، دوستیاں، دشمنیاں، سیاسی تعلقات، ٹیلی فونوں پر چھپ چھپ کے کی گئی باتیں اور ڈاک کھول کر پڑھے جانے کا خوف اندرا گاندھی کی موت کے بعد آئی بی کا آدھے سے زیادہ عملہ اس کی بہو سونیا گاندھی اور اس کے دوستوں جاسوسی کے لئے مختص کر دیا گیا سونیا گاندھی کا فون ٹیپ ہونے لگا اکبر احمد کے جاسوسوں کی فوج لگ گئی اس کی آمد و رفت، ملاقاتیں باتیں سب کا مسلسل ریکارڈ جانے لگا۔ ہر وقت آئی بی کے جاسوس اس کے گھر کے سامنے پہرہ دیتے نظر آتے تھے اسے آرام تو ایک طرف میرین ڈرائیو والی رہائش گاہ کو جانے والے تمام راستوں پر تلاشی کی باقاعدہ چوکیاں قائم کر دی گئیں۔ میرین ڈرائیو پر اسی رہائش گاہ آنے والے ٹیلی فون نمبروں کا ریکارڈ رکھا جانے لگا اس جگہ جس نمبر سے فون کیا جاتا فون نمبر بھی ٹیلی فون جس کی نظروں میں مشکوک ہو جاتا۔

آئی بی کی بدقسمتی کہ اس مرتبہ پھر وہ بیورو کریسی زد کر رہ گئی۔ ایک طرف تو پی ایس سے سینئر افسر تھے جو اعلیٰ ترین امتحانات پاس کر کے سروس میں آئے دوسری طرف آئی بی والے جن کی تنخواہیں ان سے زیادہ ہوتی تھیں اسی طرح ایک نئے مسئلے سے سر اٹھانا شروع کر دیا آئی بی کو اعلیٰ 50 پوسٹیں آئی بی ایس آفیسرز کے

تھیں اور 50 فیصد کوٹہ پہلے دو رہے سے ملازمین کے لئے مختص کر دیا گیا کچھ ایسی ہی صورت حال "را" کی تھی جہاں سب سے بڑا مسئلہ کلیئرنس تھا۔ کسی وقت غیر ملکی میں تعیناتی کا موقع مل جاتا تو اس کے کچھ اعلیٰ افسران کو وقتاً فوقتاً ایم آئی سکس سے تربیت حاصل کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ حالانکہ یہاں سے کوئی خاص تربیت کبھی نہیں دی گئی لیکن لندن کی اس یاترا کو کچھ زیادہ ہی بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے بی سیکشن کے ایڈیشنل سیکرٹری کے عہدے پر فائز رہنے والے ایک افسر نے انکشاف کیا کہ انہیں کس طرح اپنی روزانہ ڈاک کے سفر ہونے کا تجربہ ہوا۔ وہ کہتے ہیں 1982ء میں مجھے احساس ہوا کہ میری محکمہ کی ڈاک خاصی تاخیر سے وصول ہوتی ہے میرے پاس تو بروقت ہی پہنچتے تھے لیکن ڈویژن کے ایک دن کی دیر سے ملتے ایک روز مجھے ایک خط ملا لفافے پر تو میرا ہی ایڈریس لکھا تھا لیکن جب اندر سے خط برآمد ہوا تو اس کا آغاز "ڈیئر ڈاکٹر" سے ہوا مجھے سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ کسی غلط فہمی کی وجہ سے میرا خط کسی اور کے نام تھا جو میرے محکمہ کے زیر کنٹرول ہی کام کرتا تھا۔ میں نے آگے پڑھنا شروع کیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ یہ تو ایک ایسے راز افشا

URDUFANS.com

...نکلی جس افسران کو اندرا ہونے والی سازش کا روائی صاف دکھائی دیتی تھی۔ کمرے میں ہر وقت آنکھیں چندھیا دینے والی روشنی موجود رہتی یہ اہتمام اس انداز سے کیا گیا تھا کہ گرفتار کنندہ براہ راست تیز روشنیوں کی زد میں رہتا جس سے اس کی ذہنی حالت جلد ہی غیر ہونے لگتی اول تو اس مرحلے پر تشدد ہوتا بصورت دیگر اس پر وحشیانہ تشدد توڑنے کا عمل شروع ہو جاتا۔

کمار نرائن جسے آئی بی والے "ماسٹر سپائی" کہتے ہیں کا کہنا ہے کہ اسے جاسوسی کے الزام میں پکڑ کر یہاں لایا گیا اور تیز روشنیوں میں بٹھا دیا گیا اس نے اپنے سر تھوپے جانے والے گناہ ماننے سے انکار کیا تو اسے برہنہ کر کے رسیوں سے باندھ کر بار بار برف میں پھینک دیا گیا پہلے ہفتے میں ہی کمار نرائن نے ہتھیار ڈال دیئے اور آئی بی والوں سے کہا کہ وہ جس طرح کا بیان اس سے لینا چاہیں وہ دینے کے لئے تیار ہے۔ آئی بی کے سپاہ شاہ ایجنسٹ اندرونی سلامتی برقرار رکھنے میں ناکام رہے اور ان کی پیشہ وارانہ اہلیت ہمیشہ مشکوک رہی ہے سیاست دانوں کا کہنا ہے کہ آئی بی کے تار تھوماک اور 25 اکبر روڈ پر واقع آفس میں لوگ جھک مارتے رہے اور ان کی ناک کے نیچے اندرا گاندھی کے قتل کا منصوبہ کامیابی سے تکمیل پا گیا۔

آئی بی نے تین امتحان دیئے اور تینوں میں ناکام ثابت ہوئی پہلی مرتبہ 1962ء کی چین بھارت جنگ دوسری مرتبہ 1975ء تا 1977ء کا ایمرجنسی دور اور آخر میں 1984ء میں مسز اندرا گاندھی کا ان کے اپنے محافظ کے ہاتھوں قتل یہ تک درپار صاحب پر بھارتی فوج کشی کے بعد سے آئی بی کو اپنے ایجنٹوں سے یہ رپورٹیں مسلسل مل رہی تھیں کہ سکھ اندرا گاندھی کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں اور وہ ہر صورت ایسا کر گزریں گے آئی بی والے اس بات کو دہراتے کرتے ہیں کہ مسز اندرا گاندھی کے تمام محافظ سکھ ہٹا لئے گئے تھے لیکن یہ اقدام آئی بی کی حکمت عملی کا

...مرہون منت نہیں بلکہ ایسا محض نسلی تعصب کی بنا پر کیا گیا لیکن مسز اندرا گاندھی کو اس پر اعتراض تھا کہ یہ بات ان کے ہم نہاد سکھ کو زیادہ سے نفرت کی نظر سے دیکھنے لگیں گی۔

31 اکتوبر کو مسز اندرا گاندھی نے آر کے دھون کو بلا کر اس معاملے پر دوبارہ بات کی۔ دھون نے دبلی سے ڈی سی پی کو طلب کر کے بتایا کہ وزیر اعظم سکھوں کو اپنے سیکیورٹی سٹاف میں واپس لانا چاہتی ہیں دھون نے ڈی سی پی کو کہا کہ اس بات کا خیال رہے کہ ان لوگوں کو بغیر خالی ہاتھ یا گولیوں کے بغیر بندوق کے ساتھ رکھا گیا تو وزیر اعظم پسند نہیں کریں گی۔

دہلی پولیس نے سکھ گارڈز کو اسلحے سمیت وزیر اعظم سیکیورٹی میں ڈیوٹی دینے سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن ان کی ایک نہ چل سکی۔ 29 اکتوبر کو بالآخر وزیر اعظم ہاؤس کا ڈیوٹی چارٹ تبدیل کر دیا گیا اور سب انسپکٹر بینت سنگھ اور دیگر سکھ پولیس ملازمین کو وی آئی پی سیکورٹی کے لئے بھیج دیا گیا۔ ظاہر تھا جیسے ہی معمول کی سی ہے اختیاری ہوئی 31 اکتوبر کو سکھوں نے اپنی وزیر اعظم کو مار ڈالنے کی سیکورٹی کے لئے یہ معمولی سا موقع ضائع نہیں کیا۔ 24 گھنٹے کے اندر اندر آپریشن کا سارا منصوبہ تشکیل دے دیا۔

○

راجیو گاندھی نے جب وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالا تو اس نے سیکورٹی حکام کے ساتھ اپنی پہلی میٹنگ میں ہی انہیں باور کروا دیا کہ سکھ پولیس ملازمین کو ہٹا دینے سے مسئلہ حل نہیں ہو جاتا اس سے سکھوں کے بجائے سیکورٹی حکام کی نااہلی کو اس حادثے کا سبب بتایا اور کہا کہ سیکورٹی حکام اپنے اپنے لوگوں کو نوازنے کے چکر میں رہتے ہیں اور یہی اس حادثے کا سبب تھا۔ راجیو گاندھی کا بھائی جیسے گاندھی کی "ان کو ریلیو اینڈ واچ"

Scan and Pdf by Waqar Azeem

URDUFANS.com

... ایسوسی ایشن کو کرتا تھا اور ان سنگھ جس پر راجیو گاندھی کو اندھا اعتماد تھا لیکن جو
در حقیقت نرسمہا راؤ کا حکومت میں جاسوس تھا کو انٹیلی جنس بیورو کی اور را بلانگ کی ذمہ
داریاں سونپی گئیں۔ کئی برسوں بحث و تمحیص کے بعد بالآخر نظام اس نتیجے پر پہنچے کہ ایک
جوائنٹ انٹیلی جنس کمیٹی (جے آئی سی) قائم کر دی جائے جو وزیر اعظم کو براہ راست
جواب دہ ہو اس طرح بھارتی وزیر اعظم سے "را" اور "آئی بی" دونوں کا ڈائریکٹر جنرل
ہفتہ وار ملاقات کرے گا۔ کوئیر ٹری (پیرولی انٹیلی جنس) کہا جانے لگا یہی سیکرٹری "را"
انچارج تھا اسے آر کی اور نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر کو سرحدی انٹیلی جنس اور دونوں ایجنسیوں
کی نگرانی کی ذمہ داریاں سونپ دی گئیں۔

جب گجرال دور میں جے آئی سی کا سربراہ بنا تو اس کمیٹی کو بہت پذیرائی ملی اس کے
برعکس کانگریس کے طرز انٹیلی جنس کے خلاف فضا ہموار ہونے لگی۔ کارگل جنگ کے بعد میں پانچ
بلانگ کمیٹی بنائی گئی جس کی سفارشات سے مدعو کیا گیا لیکن کہا جاتا ہے کہ دراصل کفر
کمیشن رپورٹ کے عکس میں اس کی جھلک ہوئی تھی جہاں اس کمیٹی کے بہت سے
اہم شعبوں پر بحث آئے اور خاص طور پر بھارت میں تمام تخریب کاروں کے لئے قائم
کردہ تربیتی کیمپ کے نقشہ میں اسے ہدف تنقید بنایا گیا اور اس سلسلے میں بھارت کو عالمی
سطح پر جس ہزیمت کا سامنا ہوا اور جس کی ذمہ داری بھی آر این کاؤ پر ڈالی گئی۔ اب
صورت حال ایسی بن گئی تھی کہ انٹیلی جنس ایجنسیوں کے سربراہ جب بھی چاہتیں
وزیر اعظم راجیو گاندھی سے ملاقات کر سکتے تھے لیکن یہ صرف کاغذی بات ہے
حقیقت یہ ہے کہ بیشتر میں کم و بیش اسی طریقہ کار پر عمل پیرا ہوتے رہے۔

افغانستان اور سری لنکا سے متعلق معاملات پر گوپی اروڑہ کو بلایا جاتا تھا اور سام پیترو
کو انٹیلی جنس بیورو کے سربراہ کی حیثیت سے آگاہ اختیار کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔

بھارتی سیکورٹی کے لئے خطرے پر بھی سے کوئی راستہ قائم کرنا کتنا مشکل ترین وقت ہوگا
لیکن ایک نظر ضرور سے نظام جاسوسی پر دوڑائی جا سکتی ہے اس ضمن میں ملا جلا رجحان پایا جاتا ہے

PDFWagar
Scanned with CamScanner

URDUFANS.com

زیر بحث لایا جا سکتا ہے گزشتہ چار برسوں کے دوران آئی بی کی کارکردگی پنجاب میں
قدرے بہتر ہوئی ہے۔ 1984ء میں آپریشن بلیو سٹار کے بعد قریباً پانچ سو نوجوان سکھ
سرحد عبور کر کے پاکستان چلے گئے۔ اس صورتحال سے آگاہ ہوتے ہی آئی بی نے
اپنے ایجنٹ ان لوگوں میں داخل کر دیئے جو خالصتان تحاریکوں کے روپ میں پاکستان
پہنچ گئے ان داخل کرائے گئے خالصتانیوں کی رپورٹوں سے ہی بھارتی حکومت اس نتیجے پر پہنچی
کہ پاکستان میں سکھوں کو تربیت دینے کے لئے باقاعدہ تربیتی کیمپ قائم کئے گئے ہیں
لیکن عموماً یہ رپورٹیں غلط ثابت ہوئیں اور اس کھیل میں آئی بی کو اندازے سے بہت
زیادہ نقصان بھی اٹھانا پڑا چونکہ جیسے ہی سکھ تربیت پسندوں کو اپنے درمیان موجود کسی
سرکاری ایجنٹ کا شک گزرتا وہ فوراً اس کو مار ڈالتے۔ کئی دفعہ بڑی اہم اطلاع پر اس لئے
کارروائی نہیں ہو سکتی تھی کہ اس صورت میں اپنے آدمی کے بے نقاب ہونے کا خطرہ
موجود رہتا تھا۔

گزشتہ تین سال سے آئی بی نے سکھوں کا ایک گروہ بنا رکھا ہے جس کی آڑ میں
جاسوسی کا دھندہ کیا جا رہا ہے۔ آئی بی کے جاسوس سکھوں کے روپ میں باقاعدہ
سمگل شدہ سامان کے ساتھ پاکستان میں جاتے ہیں اور واپسی پر اپنے ہینڈ کوارٹر کو
رپورٹ دے دیتے ہیں مقامی جاسوسوں کی بھارتی کا سلسلہ زور شور سے جاری ہے۔ ان
لوگوں کو بڑا معاوضہ دیا جاتا ہے۔ کیمرے اور ہتھیار فراہم کر دیئے جاتے ہیں اور
ان کے ذریعے حساس نوعیت کے کاغذات اور معلومات تک رسائی حاصل کی جاتی ہے۔

اس آپریشن کے ذریعے آئی بی نے مختلف خالصتان نواز سکھوں کے پاکستان انٹیلی
جنس سے تعلقات کے ثبوت حاصل کئے انہی شواہد کی بنیاد پر آج بھی بھارتی انٹیلی
جنس کا دعویٰ ہے کہ پاکستان میں سکھوں کو تربیت دینے کا کوئی کیمپ موجود نہیں
نہیں رہا۔ آئی بی کے ایک سینئر آفیسر کا کہنا ہے کہ ان لوگوں کو پاکستان گوردواروں میں

صرف مارنے پناہ ملتی ہے اور اس بھارتی حکومت کی طرف سے یہ بات پراپیگنڈے سے
زیادہ کچھ حیثیت نہیں رکھتی کہ خالصتان کا مسئلہ پاکستان نے کھڑا کیا ہے۔ سری لنکا کے
متعلق آئی بی کا ریکارڈ کچھ ایسا بہتر نہیں ہے۔ جب بھارتی افواج (آئی پی کے ایف) کو
سری لنکا میں داخل کرنے کا مسئلہ زیر بحث آیا تو آئی بی کے ذرائع نے رپورٹ دی کہ
ایل ٹی ٹی ای کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ نہیں ہے۔ اس بھارت دشمن گوریلا فوج کو
آسانی سے ختم کیا جا سکتا ہے۔ جب بھارتی فوجیں جافنا میں اتریں تو انہیں احساس ہوا کہ
آئی بی نے اس مسئلے میں بھک ماری تھی اور ان کی اطلاعات نامکمل اور ناقص ہیں۔
یہاں پہنچنے کے فوراً بعد بھارتی فوج کو جب اپنے بہت سے جوانوں سے ہاتھ دھونا
پڑے تو انہیں آئے دال کے بھاؤ کا علم ہوا اور بھارتی فوج کو اپنی ساری جنگی حکمت عملی
تبدیل کرنا پڑی۔ یہاں ایک اور بھک شروع ہو گئی جب آئی بی نے اس کا الزام "را"
کے سر تھوپ دیا اور "را" نے اپنا سارا بوجھ ایلم ٹائیگر کی تمیلی جنس پر ڈال دیا صورتحال کچھ بھی
رہی ہو۔ بہرحال بھارتی فوج کے اس نقصان میں "آئی بی" بھی برابر کی ساجھی دار ہے۔
اور اس ناکامی کا الزام اس کے سر بھی جاتا ہے۔ رہا "را" کے لئے تو سری لنکا کا کھیل بڑا ہی تباہ
کن ثابت ہوا کیونکہ اس کے تربیت یافتہ سینکڑوں گوریلا اب بھارتی فوج کی گولیوں
کا نشانہ بن رہے ہیں اور خود بھارت کی اس لڑائی انٹیلی جنس سے اپنے ملک کی مسلح افواج
اور وقار کے لئے کتنے بڑے بڑے مسائل پیدا کر دی ہیں یہ بھارت کی بہترین مثال
ہے۔ بھٹکی سنگھ کی شکل میں پنڈورا باکس بھی ایسا بڑا ساتھی سری لنکا میں پیدا کر دیا تھا لیکن یہاں
پہنچنے کے دو ہفتے بعد ہی اس کے باوجود "را" والے بضد ہیں کہ وہ ان کے کام کا آدمی ہے
اور گزشتہ تین چار ماہ سے پربھاکرن کو واپس بلانے کے لئے "را" نے ایڑی چوٹی کا زور
لگا لیا ہے پربھاکرن کے ساتھ "را" کے مذاکرات کی تفصیلات تو ایک عرصے تک
بھارتی اخبارات کی زینت بنتی رہیں اور "را" کے سلیکٹر ایل ٹی ٹی ای سے ایک

URDUFANS.com

سر تبہ تو پر بھا کرن اور راجیو گاندھی کو مذاکرات کی میز پر بٹھا بھی دیا تھا لیکن راجیو گاندھی اس امتحان میں پورا نہ اتر سکا۔ "را" کا اصرار ہے کہ پربھا کرن کو بھارت سے بھارتی مذاکراتی ٹیم کی ناکامی کو زیادہ عمل دخل حاصل ہے اور یہ ان کی نہیں بلکہ مسٹر راجیو گاندھی کی ناکامی ہے۔ "را" کے اپنے پیش بینی میں کامیابی کے ساتھ جاری ہیں افغانستان میں وہ خاد کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے اور سندھ پاکستان میں تخریب کاروں کو ہر طرح کی امداد بہم پہنچاتی ہے یہاں سے علیحدگی پسندوں کو "را" کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے۔

انٹیلی جنس کے باہر ایک محدود دائرے میں کام کرتی ہے یہ تمام یہاں اس کے سینئر آفیسر پاکستانی غیر ملکی انٹیلی جنس کی نظروں میں آجاتے ہیں یہ کوئی مشکل کام بھی نہیں جب بھی کسی بھارتی سفارت خانے میں کسی ایسے فرد کی تعیناتی ہوتی ہے جس کا تعلق وزارت خارجہ سے نہ رہا ہو تو وہ غیر ملکی انٹیلی جنس کی نظروں میں مشکوک قرار پاتا ہے امیگریشن سیکشن کے آفیسرز کا مقابلہ کرنے کے لئے را والے اپنے لوگوں کو مختلف بہروپ میں غیر ممالک میں داخل کر دیتے ہیں یا کسی سفارت خانوں کے بھیسے دوسرے کسی بہروپ میں بھیجا جاتا ہے۔ اس طرح وہ غیر ملکی امیگریشن حکام کی آنکھوں میں بھی دھول جھونکتے ہیں اور اپنے ہم وطنوں میں گھل مل کر اپنا کام کرتے رہتے ہیں یہ قدرے محفوظ اور آسان طریقہ ہے۔

بھارتی انٹیلی جنس کے ریکارڈ میں کچھ شاندار کامیابیاں بھی موجود ہیں جن کو ان ایجنسیوں کے ملازمین بطور مثال پیش کیا کرتے ہیں آئی بی کے لوگ آج بھی پاکستانی سفارت خانوں میں ایک پاکستانی تھرڈ سیکرٹری کو خریدنے پر فخر کا اظہار کرتے ہیں۔ اس غدار سیکرٹری نے آئی بی کو اطلاع دی تھی کہ بھارتی فوج میں موجود ایک کرنل پاکستانی جاسوس ہے ایک روز اس خریدہ کردہ سیکرٹری نے اپنے آئی بی کے کنٹرولر کو بتایا

کہ آج بھارتی فوج کا ایک کرنل جو دراصل پاکستانی جاسوس ہے پاکستانی ایجنسی میں خفیہ دستاویزات اور تصاویر دینے آرہا ہے آئی بی کے ایجنٹوں نے اس اطلاع پر دہلی میں چند گھنٹے چوکسی سے گزارے متعلقہ میں موجود پاکستانی سفارت خانے کو گھیرے میں لے لیا۔ سفارت خانے کی طرف جانے والے ہر راستے پر انہوں نے ناکہ بندی کر رکھی تھی۔

کرنل کو سفیر کی لیموزین کی ڈگی میں چھپا کر باہر نکالا گیا اور اس کی رہائش گاہ پر پہنچا دیا گیا جہاں راستے کے طویل سفر کے دوران آئی بی کی آنکھوں کو دھول جھونک کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستانی انٹیلی جنس نے آئی بی کی آنکھوں میں دھول جھونکی لیکن اب آئی بی کے لئے اس کرنل کو تلاش کرنا کچھ مشکل نہیں تھا۔ انہوں نے فوراً آرمی ہیڈ کوارٹر سے رجوع کیا اور پوچھ گچھ کی کہ ان دنوں کون سا کرنل مسلسل تین روز سے غائب ہے۔

آرمی انٹیلی جنس نے رپورٹ دی کہ متھرا کے رہنے والے ایک کرنل کی بیوی

URDUFANS.com

سے گزشتہ تین روز سے اپنے خاوند کے غائب ہونے اور پھر اچانک لوٹ آنے
اطلاع دی تھی۔ آئی بی والوں نے اس کرنل کو قابو کر لیا جس نے تفتیش پر انکشاف
کہ وہ گزشتہ چند سالوں سے پاکستان کے لئے جاسوسی کر رہا ہے اس کے لئے طریق کار
اختیار کیا گیا تھا کہ وہ مختصر اسے جدید ترین ٹیلی آئی جہاں ترین فون میں اس نے
کا خفیہ استعمال کوئی پاکستانی ایجنٹ وصول کر لیا کرتا تھا اس طرح ایسے ہی راستہ میں وہ کاغذات
سونپ کر واپس اپنی ڈیوٹی پر پہنچ جایا کرتا تھا۔ آئی بی کی یہ تحقیق کہ کامیابی کی ایسی مثالیں
اس کے پاس پیش کرنے کے لئے بہت کم ہیں کیونکہ اسے زیادہ تر سیاسی جاسوسی کے
فرائض انجام دینے پڑتے تھے۔

ایل کے ایڈوانی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے آئی بی کے ایک سینئر افسر کے دفتر
میں جانے کا اتفاق ہوا جہاں مجھے کچھ ٹیپ شدہ باتیں سننے کو ملیں۔ یہ بعض سیاسی
لیڈروں کی اخباری نمائندوں سے گفتگو کے ٹیپ تھے۔ حیرت کی بات تو یہ تھی کہ
صدر کے ساتھ سیاسی لیڈروں کی بات چیت کی ریکارڈنگ بھی یہاں محفوظ تھی اس
صورت حال نے مجھے چونکا کر رکھ دیا میں نے یہاں اپنے ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو کی
ریکارڈنگ بھی سنی اور حیران رہ گیا کہ ان لوگوں نے کس صفائی سے میری تمام گفتگو
ریکارڈ کر رکھا تھا اس کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ آئی بی نے سیاسی لیڈروں کی گفتگو
ٹیپ کرنے کا ایک وسیع نظام قائم کیا ہوا ہے۔

ایل کے ایڈوانی کی اس بات کی تصدیق بہت سے بھارتی سیاست دان کرتے ہیں
خود بھارتی صدر بھی آئی بی سے محفوظ نہیں۔ کیبانی ایل کے نے کہا تھا کہ ان کی ٹیلی فون
زندگی بالکل غیر محفوظ ہے اس کا کہنا تھا کہ راشٹرپتی بھون کے کمرے بھی "بگ" ہیں
اور ان کمروں میں ہونے والی تمام گفتگو کو ان میں چھپے ایجنٹ باسانی سن لیا کرتے تھے
"ہیمنڈلی" نے بعد میں اس بات کا ثبوت بھی فراہم کر دیا کہ کوئی بھارتی سیاست

دان آئی بی والوں سے محفوظ نہیں حتیٰ کہ سیشل ٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ کے ٹیلی فون
بھی ٹیپ کئے جاتے ہیں۔ آئی بی کو صرف 30 سیکنڈ کی مہلت کسی بھی ٹیلی فون کو ٹیپ
کرنے کے لئے درکار ہوتی ہے اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس کتنے
جدید اور حساس ترین انتظامات موجود ہیں۔

○

ٹیلی فون ٹیپ کرنے کا یہ طریق کار بہت مہنگا، پیچیدہ اور بہت جدید ملک اس
کا متحمل نہیں ہو سکتا لیکن یہ مخصوص طریقہ ہے جس پر اعتراض کی کوئی گنجائش بھی نہیں
رہتی۔ کاغذات پر کوئی بات کبھی نہیں چھپتی اور کوئی ثبوت نہیں رہتا۔

اس کا سیدھا اور عام سا طریقہ تو یہ ہے کہ ٹیلی فون محکمہ کو کسی کی طرف سے فون
خراب ہونے کی شکایت ملتی ہے اس شکایت کے ازالے کے لئے آئی بی کا ایک کارندہ
تفتیش کے روپ میں جاتا ہے اور چھوٹا سا مخصوص ٹیلی فون میں نصب کر دیتا ہے یہ اتنا
معمولی سا آلہ ہے کہ کسی کو احساس بھی نہیں ہو پاتا اور فون "ٹھیک" ہو جاتا ہے۔ اس
ٹیکنیک سے کچھ "ٹھیک" تو صرف ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو ہی نشر یا ریکارڈ کر سکتے
ہیں۔ دوسری طرح کے مخصوص آلات کمرے میں ہونے والی تمام گفتگو سن سکتے
ہیں۔ یہ گفتگو آئی بی کے کسی "سیف ہاؤس" میں ریسیور کے ذریعے سنی اور ریکارڈ کی
جا سکتی ہے اس مقصد کے لئے آئی بی نے دہلی میں دو سو دیہاڑ کا گگر اور آٹھ کشمیر
میں اپنے سیف ہاؤس بنا رکھے ہیں۔

ان سیف ہاؤس میں ہوٹل اور دیگر خفیہ نوعیت کے معاملات سے نمٹا جاتا
ہے۔ یہاں مختلف ایجنٹوں سے معلومات سے پاتے ہیں مطلوبہ لوگوں کو اغوا کر کے لایا
جاتا ہے اور ان کی خفیہ تفتیش کی جاتی ہے ان واقعات کا کوئی ریکارڈ آئی بی میں نہیں رکھا

URDUFANS.com

ہوتا اور یہاں ہونے والے تمام معاملات کی ادائیگی بھی آئی ایل کے خفیہ فنڈ سے کی جاتی ہے۔ یہ تمام سیف ہاؤس "آئی ایل" کے افسران کی رہائش گاہیں ہیں جن کا کرایہ آئی ایل کی طرف سے ادا کیا جاتا ہے۔

انٹیلی جنس کے کھیل کا ذمہ دار مخالف انٹیلی جنس میں خرید کردہ ایجنٹوں کو ہوتا ہے یا پھر ان ایجنٹوں پر جنہیں مخالف انٹیلی جنس میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ ایسے "چارے" سے ماسکو قریب میں تیا آئی اے تباہی کے دھانے تک پہنچ گئی تھی۔ ایم آئی فائیو اور ایس آئی ایس آج تک روس کے داخل کردہ ایجنٹوں کے لگائے زخموں کا مداوا نہیں کر پائی۔ اٹلانٹین سیکرٹ سروس کو بھی ہر وقت اسکی تباہی کا دھڑکا لگا رہتا ہے۔ بھارتی انٹیلی جنس کو دشمن ایجنٹوں سے کچھ زیادہ ہی ہوشیار رہنا ہوگا کیونکہ بقول ہمارے "نیم حکیم خطرہ جان" کا مصرعہ ساٹھ فیصد حصہ غیر ملکی طاقت کے دباؤ سے آزاد ہے آئی ہیں 25 فیصد سے سی آئی اے کا عمل دخل ہے۔"

میرا نیم کی یہ بات واقعی سوچنے کے لائق ہے گزشتہ سال "را" کو علم ہوا کہ سرحد نیکا آپریشن کا انچارج روی یولی کرشن سی آئی اے کا ایجنٹ ہے۔ اس کے جنسی رویے ایک امریکن جاسوس سے بڑے گہرے تھے اس جاسوس نے روپے پھر ہیرے کے ہار پر ڈالروں کی بارش کی اور اسے اپنے مقصد کی ہوا دینے کے لئے خرید لیا۔ روی کرشن اس وقت مشکوک ٹھہرا جب اس کا شاہانہ انداز زندگی اخبارات میں زیر بحث آیا۔

چند دن پہلے بی ایس ایف کو علم ہوا کہ بلوندر سنگھ گیانی جو انڈین انٹیلی جنس کا ایجنٹ ہے دراصل پاکستان ایجنٹ ہے اور کئی سالوں سے پاکستان کے لئے جاسوسی کر رہا ہے ایسے بہت سے واقعات وقتاً فوقتاً سامنے آتے ہیں لیکن انہیں دبا دیا جاتا ہے۔ بہت سے معاملات میں صرف عورت اور روپے کی ہوس کردار ادا نہیں کرتا بلکہ کوئی سروس بھی کرنے کی بنا پر قانون اس کا باعث بنتی ہے بھارت کے دیگر محکمہ جات کی طرح انٹ

جنس میں بھی پیشہ ور کرنے کا بہت عمل دخل ہے بسا اوقات مستقل لوگوں کو محروم کر دیا جاتا ہے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی دوڑ جاری ہے۔ غیر ممالک میں تعیناتی کا سلسلہ اپنی جگہ ہے تاہم کچھ سفارتی اور دوستیوں کی بنیاد پر اعلیٰ عہدوں پر تعینات چاہتے ہیں تو مستحق اور لائق افسر خواہ مخواہ احساس محرومی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہی وجوہات ہوتے ہیں جو بالآخر دیگر انٹیلی جنس کے ادارے بنتے ہیں۔

ان میں زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہوتی ہے جن کی ملازمت قریب الختم ہوتی ہے اور ان کے سامنے مایوس مستقبل منہ پھاڑے کھڑا ہوتا ہے وہ نہیں چاہتے کہ محض ایک آئی ایس کی حیثیت سے ریٹائر ہو کر زندگی بسر کریں بلکہ وہ اپنا محفوظ کیریئر بنا کر ریٹائرمنٹ کے بعد اچھی زندگی گزارنے کے خواہش مند بھی ہوتے ہیں ان لوگوں کو ورغلا کر اپنے ڈھب پر لے آنا کچھ ایسا مشکل کام نہیں ہوتا۔ آج ریچرڈ گاندھی تنہائی میں خود سے ضرور یہ سوال دریافت کرتا ہوگا کہ آخر بھارتی انٹیلی جنس کو اس کے دور حکومت میں سری لنکا اور سری لنکا سے کاندوں پر اتنی ناکامیوں کا سامنا کیوں کرنا پڑا۔

URDUFANS.com

پاکستان میں را کیسے کیسے اور کیا گل کھلاتی ہے اس کا جائزہ لینے تو ایک ہاتھ بالکل الگ طرح کھلتی ہے کہ بھارتیوں نے اپنی چالاکیانی ذہنیت کو کبھی فراموش نہیں کیا اور صدیوں سے وہ تمام انسانی اخلاقیات کو ایک طرف رکھ کر اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں۔ پاکستان میں را کی تنظیم عملی طور پر اس طرح ہے کہ

بھارتی ہائی کمیشن اسلام آباد اور قونصلیٹ جنرل کراچی میں بالترتیب 63 اور 11 کور افسران ہیں۔ بیشتر بھارتی افسران کا تعلق "را" سے ہے۔ سابقہ چیف کوارڈی نیٹر تک دیو شیر جو فرسٹ سیکرٹری کے عہدے کے بھیس میں "را" کا نیٹ طویل عرصہ تک چلاتا رہا۔ پاکستان کے لئے بھارتی مشن میں اپنے تمام عہدوں کا انتخاب کرتے ہوئے بھارتی انٹیلی جنس خاص خیال رکھتی ہے۔ ان خاندانوں سے تعلق رکھنے والے افسران کو ترجیح دی جاتی ہے۔ جو ایسے علاقوں میں جہاں سے کہ بھارت سے جواب پاکستان میں ہیں اور ان افسران کو جو پاکستان کی علاقائی زبانیں بول سکتے ہیں، زیادہ مفید خیال کیا جاتا ہے۔

ماضی کی طرح بھارتی سفارتکاروں کی تعیناتی کی بنیاد یہ ہے کہ پہلے ممتاز شخصیات کو نشانہ بنائے، پھر انہیں اپنے مقاصد کیلئے تیار کیا جائے تاکہ وقت اور حالات کے ہم قدم

جائے۔ یہ مقصد حاصل کرنے کی خاطر بھارتی ایجنٹ پارٹیوں کا انعقاد اور ان میں شرکت آسان کرتے ہیں۔ موسیقی کی تقریبات اور ثقافتی شو وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں اور اہم شخصیات سے ذاتی ملاقاتیں کرتے ہیں۔ وہ نہ صرف پاکستان کی دائیں اور بائیں بازو کی سیاسی جماعتوں، مسلم لیگ، تحریک استقلال، جمعیت علمائے پاکستان وغیرہ کے سیاسی رہنماؤں سے رابطے رکھتے ہیں بلکہ سپاہ صحابہ، قومی محاذ آزادی، سندھ عوامی تحریک اور سرائیکی نیشنل موومنٹ جیسے اہم کیوایم سے تعلق رکھنے والے عناصر سے بھی میل جول رکھتے ہیں۔ سرحد کی مشہور فیملی سے ان کے خصوصی مراسم ہیں ساتھ ساتھ پاکستان کی نظریاتی یا جغرافیائی بنیادوں سے انحراف کرنے والی کوئی بھی پارٹی، حکومتی پالیسیوں سے ناراض گروپس، بلوچستان سے راہبر دلی کے دلدادہ، آزاد خیال سیکولر عناصر اور تمام نہاد ترقی پسند گروپس ان کی خصوصی توجہ کے مرکز ہوتے ہیں۔

روس اور امریکہ کی سرد جنگ کے خاتمے کے بعد سے دنیا میں اچانک "جیو مین پولیٹکس" کا ایشو ابھر کر سامنے آیا ہے اور مغربی دنیا میں اس حوالے سے بہت کچھ کہا جا رہا ہے۔ انسانی حقوق کے تحفظ کی آڑ میں انٹیلی جنس ایجنسی اپنا کھیل بڑی کامیابی سے کھیل رہی ہیں۔ اس سلسلے میں "را" سے دنیا کے بیشتر ممالک میں پاکستان کیخلاف بڑی کامیابی سے پروپیگنڈہ مہم چلائی ہے۔ مرزائی حضرات کا روحانی مرکز قادیان بھارتی پنجاب کے ضلع گورداسپور میں واقع ہے جبکہ دوسرا بڑا مرکز "ربوہ" پاکستانی پنجاب میں ہے۔ دونوں مراکز میں مرزائیوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ ان کے سالانہ اجتماع ہوتے ہیں۔ مختلف مشنریں موجود ہیں کہ ان کی رشتہ داریاں دونوں ممالک میں موجود ہیں جیسے مرزائی حضرات بھی ہیں جن کی ایک بیوی قادیان اور دوسری ربوہ میں ہے۔ یہ لوگ را کا خصوصی شکار ہیں اگلے دنوں میں پہلے سے موجود کدورت کو بڑھا کر بورا انہیں یہ احساس دلا کر پاکستان میں ان کے بھائی بندوں کو دوسرے

Scanned PDF Waqar

URDUFANS.com

ور سیٹ کے شوہر کی سمجھا جاتا ہے "را" اپنا الو سیدھا کرتی ہے۔

چیشہ ور چائلڈ لیبر ویلفیئر خواتین، مزدور تنظیمیں، "را" کا آسان شکار ہوتی ہیں

کے سربراہ غیر ملکی فنڈز حاصل کرنے کیلئے ملکی سالمیت کو بھی داؤ پر لگانے سے باز نہیں

آتے۔ اس سلسلے کی بہترین مثال لاہور میں ایک مقامی سماجی ور ورکر رام نہاد لیبر

خان کی ہے۔ خان سے بڑی ہوشیاری سے چائلڈ لیبر کی آڑ میں گھناؤنا کھیل کھیلا

پاکستان میں لاکھوں کی تعداد میں کم عمر بچے قالین بافی کی صنعت سے وابستہ ہیں

قالینوں کی ایکسپورٹ سے پاکستان کو زر مبادلہ کماتا تھا۔ اس میدان میں

بھارت کو اکثر ممالک میں پاکستان کے مقابلے میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

"را" نے اپنے ایجنٹ کے ذریعے (Abused Child) یعنی بچوں پر تشدد

موضوع کو پہلے پاکستانی پریس میں اتنا اچھالا کہ پاکستان سے قریباً

بڑے امپورٹرز نے قالین درآمد کرنے کی پابندی لگا دی۔ اپنا کام مکمل کرنے کے بعد

خان غیر ملک فرار ہو گیا۔ اس کا ساتھی پاکستانی سماجی کارکن گرفتار ہو گیا۔ جسے بعد میں عدالت

پر دباؤ ڈال کر پاکستان سے فرار کروا دیا گیا۔

یہ تنظیمیں را کا سافٹ ٹارگٹ ہیں۔ ان کے لیڈروں کو را اپنے غیر ملکی پریس

موجود ایجنٹوں کے ذریعے راتوں رات آسمان شہرت پر پہنچا دیتی ہے تاکہ ہمارے

پاکستانی ایجنسیاں ان لاقانونی پریشر کا شکار رہیں۔ اس سلسلے میں ہماری ایجنسیوں

پاکستانی این جی اوز خصوصاً ترقی پسند خواتین کی تنظیموں، حیومن رائٹس کی تنظیموں

چائلڈ ویلفیئر کی تنظیموں، امداد و مشیات کی تنظیموں کے سرکردہ ممبران کی غیر ملکی

میں آمد و رفت کا خاص نوٹس لینا چاہیے اور نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے تبادلے

دوروں" پر بھی چیک رکھنا چاہیے۔ بھارتی سفارت کاروں سے متاثر صحافیوں کا رویہ

حضرات، قانون دانوں، جاگیرداروں، سیٹھوں اور ایم این اے حضرات سے روابط

کر رکھے ہیں۔ وہاں کے کہنے پر انہیں ویزے وغیرہ کی سہولتیں فراہم کر کے اپنا احسان

احسان جتاتے ہیں۔

مہنگی تنظیمات کی نشاندہی کے علاوہ بھارتی کورا افسروں کو یہ تربیت بھی دی جاتی

ہے کہ وہ ویزا حاصل کرنے والوں میں کیسے لوگوں کو تلاش کریں جو متوقع ایجنٹ بن سکتے

ہوں۔ اگر کوئی ایسا آدمی مل جائے تو اس کا تفصیلی اخراج لیا جاتا ہے تاہم اپنے ایجنٹوں

کے طور پر وہ ایسے لوگوں کو ترجیح دیتے ہیں جو آرمی کے علیحدہ والے علاقوں کے رہنے

والے ہوں۔ ایک سو روپے ایجنٹ کی نشاندہی اور بعد ازاں تیاری کے لیے درج ذیل

طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔

1۔ تاڑنے والوں کا کام بھارتی ورکنگ کرتے ہیں۔

2۔ کورا افسران کی ہدایت پر سیمیوں پر کچھ نوازشات کر کے انہیں اپنا ممنون احسان

بناتی ہیں۔ ملازمت پیشہ جوڑے عموماً کے ساتھ ان کے بچے سے میں آجاتے ہیں۔

3۔ کورا افسران کی بھارتی بیویاں اس مقصد کیلئے تقریبات منعقد کرتی ہیں اور مخصوص

خواتین تنظیموں کی تقریبات میں شرکت بھی کرتی ہیں۔

4۔ مختلف سفارتی تقریبات دوستی کی تنظیموں کے جلسوں اور مختلف سیمیناروں میں

شرکت کے دوران وہ اپنے ہمیاری مشن کو تلاش کرتے ہیں۔

5۔ بعض اوقات دوستی کلب سے تعلق رکھنے والے افراد کو گاڑی میں لفٹ دینے کی پیش کش کرتی

ہیں یا خود لفٹ مانگتی ہیں۔

6۔ قومی دنوں اور مذہبی تہواروں کے موقع پر مختلف افراد کو ٹیلی فون کیے جاتے ہیں۔

7۔ علاقائی اور قومی پر مشتمل تقریبات کو استعمال کیا جاتا ہے۔

8۔ فرقہ وارانہ معاملات میں سرپرستی کر کے ادا کرتے ہیں۔

9۔ سندھ کے سرحدی علاقوں اور پاکستان کے دیگر حصوں میں آباد ہندوؤں کو

URDUFANS.com

دینے کی سہولتیں دے کر پھنسایا جاتا ہے۔

10۔ سرحد پار رشتے داروں بالخصوص کشمیریوں اور متاثرہ خاندانوں سے استفادہ کرنا۔

11۔ عشق و طرب کی محفلوں کے دوران اغوا یا ہتھیاروں کے رقص و نیاں سے اور شراب پینے کے مناظر کی خفیہ فلم بندی کرنا۔

12۔ پاکستان میں مقیم بھارتی صحافیوں اور انڈین ایئر لائنز کو اس مقصد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

13۔ سیر و سیاحت کی دعوتیں دی جاتی ہیں اور بھارت کے دورے کے دوران ان کی جنسی تعلقات / عیاشی سے خوش کیا جاتا ہے۔

14۔ دیگر سفارتی مشنوں کے ارکان سے ذاتی دوستی کرنا۔

15۔ لبھانا جنسی خطرہ والی پرکشش نئی سفارتی نوجوان حسینائیں بھارت سے پاکستان میں داخل ہوتی ہیں اور معاشرے کے اعلیٰ شخصیات کو اپنے دام الفت پھنساتی ہیں اور پالیسی سازوں تک رسائی حاصل کرلیتی ہیں۔

منتخب ایجنٹوں کو مرتب کردہ پروفارما پر "را" ہیڈ کوارٹر کی جانب سے منظوری کے بعد کوڈ نام اور نمبر الاٹ کر دیئے جاتے ہیں۔ بیشتر ایجنٹ خواتین ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ادائیگی بھارت میں کی جاتی ہے یا پھر دبئی کی سہولتیں فراہم کرکے خوش کیا جاتا ہے۔ سفر تیار کئے جاتے ہیں اور ایجنٹوں کو دبئی اور کینیڈا میں ٹریننگ دی جاتی ہے۔ زیادہ تر میٹنگیں بھارتی ہائی کمیشن یا کونسلر افسران کی رہائش گاہوں پر کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ کوئٹہ، کینیڈا، انڈین ایئر لائنز کے دفاتر بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ میٹنگ کے لئے ایجنٹ ہینڈلرز اکثر کھلی جگہوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ مثلاً صبح صادق کے وقت یا آدھی رات کو جب ٹریفک بہت کم ہوتی ہے۔ ہنگامی جلسے کے اوقات اور موسلا دھار بارش کے دنوں میں بھی اکثر میٹنگیں کی جاتی

ہیں۔ ایجنٹ ہینڈلرز کے ساتھ میٹنگوں کا اہتمام بذریعہ ٹیلی فون اور پہلے سے طے شدہ کوڈز کے استعمال کرتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ عام طور پر مشن "را" ہیڈ کوارٹر کی جانب سے سونپے جاتے ہیں اور بعد ازاں جاسوسوں کو EEI فراہم کر دی جاتی ہے۔ بعض اوقات ایجنٹ ہینڈلرز ایجنٹ کو آڈیو ریکارڈر فراہم کرتا ہے۔

بھارتی کورٹ افسران سفارتکاروں، سرکاری ٹیم سرکاری اداروں، تنظیموں مسلح افواج تک پاکستان کی اہم ترین انٹیلی جنس ایجنسیوں کے کئی ایک ملازمین کو تاڑ، پھر انہیں جاسوسی کے لئے تیار کیا۔ یہ ملازمین بڑے محتاط انداز میں ان کیلئے کام کر رہے ہیں جبکہ پاکستانی صحافی جن کی اخلاقی شخصیت کمزور ہے وہ بھی بھارتی کورٹ افسران کے جھانسے میں آچکے ہیں اور شبہ ہے کہ وہ ملک کے خلاف جاسوسی سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔

پاکستان بھارت سرحد کی چھٹی کی وجہ سے "را" خوں "سے سرحد کی دونوں جانب چھپ چھپا کر آنا جانا ممکن ہے۔ یہ کمزوریاں بھارت کو سمگلروں کا مشکوک سرکاری ملازمین اور حکومتی اہلکاروں کو جاسوسی کیلئے تیار کرنے کے ان کے ذریعے شاطرانہ اقدامات کا حصول ہے۔ اس میں ایک تکنیک یہ بھی کارفرما ہوتا ہے کہ آل کار افراد کو بعد ازاں بلیک میل کیا جاسکے۔ سرحد کی دونوں جانب بھارت سمگلروں کو رابطے، پیغام رسانی اور پیسے کی ادائیگیاں بھیجنے والے ایجنٹ کی تلاش اور پھر جاسوسی کی تیاری کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک برطرف شدہ پولیس کانسٹیبل کو جس نے سمگلنگ کا دھندہ شروع کر دیا تھا بھارتیوں نے گرفتار کیا اور بعد ازاں اسے اپنے کام کرنے پر مجبور کیا۔ پولیس کانسٹیبل نے اپنے بھارت کے دورے سے متعلق پاکستانی حکام کو اطلاع دے دی۔ بھارتی اور پاکستانی انٹیلی جنس دونوں سے رابطے قائم کرنے کے بعد اس نے بڑی ہوشیاری سے "ڈبل ایجنٹ" بن کر خود کو محفوظ بھی رکھا اور سمگلنگ کا دھندہ بدستور جاری رکھا۔ اس نے ایک مخبر سروس قائم کی اور ایک سرچ ٹیم کو بھارتی انٹیلی جنس

URDUFANS.com

سے متعارف کرایا۔ یہ دونوں نوجوان جلد ہی ان کے دام تزویر میں آ گئے اور بھارتیوں کے لئے کام شروع کر دیا۔

اس کے بعد بھارتی انٹیلی جنس نے جاسوس تیار کرنے کا سلسلہ وار طریقہ اپنایا۔ ایک جاسوس نے کہا کہ وہ ایسے نوجوان لڑکے اس طرح چار سو سے زائد نوجوانوں کو ملا چکا ہے۔ ایک گروپ کشمیر کو جاسوسی کے لئے تیار کیا گیا۔ ان لوگوں سے کام لینے کے لئے

URDUFANS.com

اشیا اور الیکٹرانکس سازوسامان کی بھرمار ہے اس کے علاوہ دواؤں کی ڈبہ بند تیار شدہ اشیا کیلئے ڈبوں میں اور اشیا لینے کے لئے بیشتر سے معروف ہیں۔

قوم پرست تنظیمات اور گروپوں کو ہوا دے کر ہوسکے اختیار پسندوں کے گروہ چاروں صوبوں کے حساس سرحدی علاقوں میں گھس آتے ہیں۔ سندھو دیش، آزاد بلوچستان، آزاد کشمیر، شمالی علاقہ جات، سرائیکی صوبہ، پختونستان کے نعرے تقویت پہنچانے کے لئے علاقائی رجحانات کو کامیابی سے استعمال کیا جاتا ہے۔ فرقہ وارانہ سرگرمیوں کی بیخ کنی میں سرحدی علاقوں کی عدم دستیابی اور معاشی محرومیوں سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ ان علاقوں میں راسخ العقیدہ اور سیاسی پارٹیاں اپنے مخصوص مفادات کے لئے ان حربوں کو بڑی مہارت سے استعمال کرتی ہیں۔ ان کی تنظیمیں ہمارے ملک میں جگہ جگہ دفاتر رکھتی ہیں۔

پاکستان اور جنوبی ایشیا کے دیگر ممالک کے خلاف اپنی سرگرمیوں کے لئے راستے بھارت کے دس صوبوں میں 51 تربیتی مراکز قائم کر رکھے ہیں جن کی تفصیلات اس طرح ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں ایسے بارہ تربیتی کیمپ قائم کئے گئے ہیں۔

1۔ بارہ مولہ 2۔ بڈی پورہ 3۔ سری نگر 4۔ میر اکول 5۔ راجوری 6۔ چنگاس قلعہ 7۔ ادھم پور 8۔ سنڈر مندی 9۔ سندر بانی 10۔ اودی وہانہال 11۔ چنگاس چوکی 12۔ کپواڑہ۔

صوبہ پنجاب میں ایسے 5 مراکز پٹھان کوٹ، فیروز پور، گورداس نگر، امرتسر، گنگی قائم ہیں۔ یوپی میں 5 مراکز ہردوان کے نزدیک چکراتا، دیہرہ دون کے شمال میں ڈاری اور دھکرانا چکراتا، سہارنپور کے نزدیک بچنی باغ کلسی اور ہمایوں کے نزدیک تھلی میں 2 کیمپ لوک وھار اور کچھ وال۔

راجستھان میں موجود 13 مراکز کی تفصیل اس طرح ہے۔ گنگا نگر، چترگاری، بیکانیر، کشن گڑھ، جیسلمیر، فلیاسٹ کا میرا، سپاپور بیار، لال، چوتان، (بار میر) بھاکسر، جیسلمیر کے نزدیک باغی اور رام گڑھ۔

گجرات میں 9 مراکز تھارو، اونی گام، اکھپت بندر، بھوج، گاندھی نگر، پور بندر، لوتا، جونا سوری بار، گونڈل اور راجپور میں قائم ہیں۔

Scan and PDF by Waqar

URDUFANS.com

Scanned and PDF Wadi

[illegible] گیا ہے۔ مہاراشٹر میں دو کیمپ کھڑوا اور دوسرا نگپور میں موجود ہیں۔

کرناٹک جنوبی بھارت میں بنگلور میں دہشت گردوں کی تربیت کا ایک بڑا کیمپ بنایا گیا ہے اور آسام میں تو را شاخا یونٹ میں ایک بڑا تربیتی مرکز قائم کیا گیا ہے۔

ان تمام مراکز میں ہمسایہ ممالک کے ایجنٹوں کو دہشت گردی اور قتل و غارت کی تربیت دے کر متعلقہ ممالک میں بھیج دیا جاتا ہے۔ ان مراکز سے تربیت یافتہ دہشت گردوں نے سری لنکا، بنگلہ دیش اور پاکستان میں سب سے زیادہ تباہی پھیلائی ہے اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

ان کیمپوں کے حوالے سے دو تاریخی واقعات کا ذکر ضروری ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کبھی کبھی تو شاذ ہی کبھی تو شاذ ہی کبھی تو شاذ ہ

URDUFANS.com

اس نے دیگر تمام معاملات پر اختلاف کیا لیکن پاکستان دشمنی میں کبھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

حکومتوں کی بنا کرنے اور "کنگز پارٹی" بنانے کی پالیسی میں بنیادی رول ادا کرتی رہی ہے۔ "را" کی اندرونی محاذ پر ایک دور میں بھٹو کی حکومت کی معمولی مخالفت کا سامنا ضرور رہا ہے انہوں نے اگر تک تو ممکن ہے یہ بات درست رہی ہو کہ جب بھارتی وزیراعظم مرار جی ڈیسائی نے "را" کے خلاف پاکستان آ کر بیان پر تنقید کی تھی لیکن عملاً یہ ممکن نہیں۔

"را" کی پاکستان دشمنی کا بدترین عروج تو 1971ء کی "را" اور مکتی باہنی کا قیام ہے لیکن اس کے بعد سے آج تک "را" نے پاکستان کے خلاف اپنے آپریشن کی شدت میں اضافہ ہی کیا ہے، کمی نہیں آنے دی۔

موجودہ چند سالوں میں تو "را" پاکستان دشمن کارروائیاں پہلی حیثیت سے کہیں زیادہ اپنی فضا بنجی "سومار" کے تعاون سے بہت بڑھ گئی ہے۔ خصوصاً مقبوضہ کشمیر میں جہاد آزادی کو "را" کو پاکستان کے خلاف بہت تیز کر دیا ہے اور ہر آنے والے دن "را" پاکستان کے خلاف تخریب کاریوں کا ایک نیا باب کھول رہی ہے۔

○

پاکستان میں زبان اور نسل کی بنیاد پر منافرت پیدا کرنے میں "را" بہت سرگرم دکھائی دیتی ہے خصوصاً پاکستان کا صوبہ سندھ اس کی خصوصی کارروائیوں کا شکار رہا ہے۔ اشوک رائنا نے اپنی کتاب InsideRaw "ان سائیڈ را" میں برملا اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ پاکستان کے شمال مغربی صوبہ سرحد میں پختونستان نواز عناصر سے "را" کے گہرے روابط استوار رہے ہیں اور اس نے ان ایام میں جب پختونستان نواز عناصر سے کام لیا جاتا تھا اختیار کی ہوئی تھی ان سے تعلقات مضبوط کئے اور انہیں

بے حساب فنڈز مہیا کئے تاکہ پاکستان کے خلاف اور پختونستان کے حق میں اپنا زہریلا پراپیگنڈہ جاری رکھیں۔ ان دنوں "را" اور "خاد" کے مشترکہ مفادات کے تحت ان عناصر کو قوی اور مزید ان قوانی سطح پر ہر ممکن معاونت بہم پہنچائی۔

پنجاب کے چھوٹے حصے میں "را" نے سرائیکی تحریک کا تانا بانا بنا اور اس تحریک کو صرف پاکستان میں لاکھوں روپے کی امداد وقتاً فوقتاً پہنچائی گئی بلکہ سرائیکی تحریک کو تقویت بخشنے کے لئے نومبر، دسمبر 1993ء میں دہلی میں ایک متوازی سرائیکی کانفرنس کا انعقاد بھی کیا۔ اس نام نہاد کانفرنس میں سرائیکی نواز دانشوروں اور ادیبوں کو مدعو کیا گیا اور سرائیکی صوبے کے حق میں زبردست پروپیگنڈہ کیا گیا۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ "را" کے مستقل ایجنٹ سرائیکی نواز بھارتی پروفیسر اور سرائیکی ساہتیہ سنگم کے جنرل سیکرٹری (Seraiki Sahitya Sangam) چندر بھترا (Chandrarbatra) نے کچھ عرصہ بعد پاکستان کا دورہ کیا۔ خان پور، رحیم یار خان میں منعقدہ سرائیکی کانفرنس میں زہریلا خطاب کیا۔ متوازی آبادی کو پاکستان کے خلاف استعمال کرنے کے سرحدی علاقے میں سرحد کے دوسری طرف موجود سرائیکیوں سے اتحاد کی دعوت دی اور بڑا کام کرکے چھٹا۔ اخبارات شور مچاتے رہے لیکن یہ تنظیمیں اپنے کاموں پر جوں کی توں لگی رہیں۔

○

حالات کی سطح پر حالات و واقعات کی رفتار کے ساتھ ساتھ لیکن وہ ان تحریکوں کے ذریعے "را" نے اپنا بنیادی کام سرانجام دینا شروع کر دیا ہے جہاں ایک طرف عرصے سے اس نے پاکستان کے خلاف "پراکسی وار" شروع کر رکھی ہے۔ وہاں دوسری طرف سرحدی علاقوں کے لئے "را" کو مستقبل میں بڑی زرخیز زمین میسر آئی ہے۔

PDF Waqar
Scanned

URDUFANS.com

سرحدوں کے ساتھ ساتھ موجود بڑی تعداد میں ہندو آبادی کی ہمدردیاں اسے قدرتی طور پر حاصل ہیں۔ ان آبادیوں میں اپنے "محفوظ مراکز" Safe Houses قائم کر کے اپنے اہم نوا ہندوؤں کی مدد سے "را" کے ایجنٹوں کو سندھ کے اندرونی علاقوں تک آسانی سے رسائی اور تحفظ میسر آ جاتا ہے۔

ہندو آبادی پر جب بھی کسی شک شبہ کے بعد کوئی انکوائری کے لئے قومی ایجنسی ریڈ کرتی ہے تو "را" اپنے پروردہ پریس کے ذریعے رائی کا پہاڑ بنا کر کھڑا کر دیتی ہے اور معاملہ کو اتنا اچھالا جاتا ہے کہ وہ سارا عملہ کے معاملے سے زیادہ ایک سیاسی معاملہ بن کر رہ جاتا ہے۔ ایک مختصر مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں کہ جب کبھی پاکستان کی کسی بھی ایجنسی نے سندھ کی ہندو آبادی سے کسی مشتبہ عورت یا مرد کو گرفتار کیا ہے اس مسئلے کو فوراً مذہبی رنگ دے دیا جاتا ہے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ ہماری اپنی ہی

ہیومن رائٹس تنظیمیں بھی آسانی سے "را" کے اس جال میں پھنستی چلی جا رہی ہیں۔

"را" نے سندھ کی ہندو آبادی میں سب سے زیادہ دہشت گردی پھیلانے کی تربیت دینے اور پروپیگنڈہ کے ہتھیاروں سے لیس کر کے سندھ کو پاکستان سے الگ کرنے کے لئے میدان عمل میں اتارا ہے۔ سندھو دیش تحریک کے ساتھ ہی "را" نے علیحدگی پسند تنظیموں سے بھی روابط استوار کئے ہوئے ہیں۔ ان کے "ٹی ٹیبل" کو اپنے تخریب کاری کیمپس میں تربیت دی۔ کراچی میں آر ڈی ایکس کے بعد سے گرفتار ہونے والے دہشت گردوں کے بیانات نے "را" کے اس گھناؤنے کردار سے پردہ اٹھایا ہے۔

سندھ پر اس وقت موجود اپنے زر خرید ایجنٹوں کی مدد سے ایک موثر اور مضبوط پروپیگنڈہ مہم کے ساتھ جس میں "را" کو پورے اور بیشمار اکیس میڈیا کی مکمل حمایت حاصل ہے سندھ کے عوام کو عملی طور پر پاکستان سے علیحدگی کے لئے تیار کر رہی ہے

اس مقصد کے حصول کے لئے "را" کی طرف سے وقتاً فوقتاً سیمینارز، لٹریچر کی اشاعت کی جاتی ہے اور ان سیمینارز میں جو عموماً بھارت یا پھر کسی اور ملک میں ہوتے ہیں پاکستان سے سندھ کی دانشوروں کو بطور خاص مدعو کیا جاتا ہے جہاں ان کو نہ صرف تمام ہم پہنچا کر اپنے حق میں فضا سازگار کی جاتی ہے۔ سندھی زبان میں "را" کی طرف سے لٹریچر ساری دنیا میں تقسیم کیا جاتا ہے جس پر دو پاکستان کی کسی سندھی تنظیم کا نام لکھا ہوتا ہے۔ سندھی زبان میں ریڈیو نشریات کے ذریعے پاکستان کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔

"را" سندھ پاکستانی عوام کو ذہنی پراگندگی کا شکار کرنے کیلئے بڑے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ "را" کی طرف سے علیحدگی پسند تنظیموں کا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔

1۔ پاکستان کا قیام دو قومی نظریہ اور "بھارت ماتا کی تقسیم" کو لے کر سندھ دیش کی سوچ کو پروپیگنڈہ کے ذریعہ غلط ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور خصوصاً 1979ء میں افغانستان پر روسی افواج کی یلغار کے بعد یہ تصور کی سوچ ابھاری گئی کہ اسلام کا نام لینے والی کوئی بھی تنظیم اگر یہ کوئی مضبوط ہوا تو اسلام کے نام پر متحد ہو کر روس ملک سے دوستانہ تعلقات کیوں ہوتے؟

اس طرح "را" کی طرف سے مکمل طور پر سندھ دھرتی اور پاکستان میں پھیلائی جاتی ہے کہ اگر ہندوستان متحد رہتا تو مہاجر ہو کر پاکستان میں زندگی بسر کرنے والے لاکھوں دیہات سے بدرجہا بہتر زندگی بسر کر رہے ہوتے اور اس "تقسیم" نے ہندو سندھ کے تقریباً اسی لاکھوں خاندانوں کے مقابلے میں اسی لاکھ تقسیم کیا ہے۔

3۔ قائداعظم سے اب تک کی تمام پاکستانی لیڈر شپ کو بھی تقسیم کنندہ کہا "را" کا پروپیگنڈہ ہے جس سے پاکستانی قوم کو ہمیشہ ان کی لیڈر شپ سے متنفر کیا جائے۔

URDUFANS.com

3۔ ایسے نفسیاتی حربے اپنا کر "را" نے پاکستانیوں کو جنہوں نے ایک متحدہ قوم بن کر "ٹیکل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر" ہونے کا نعرہ لگا کر اپنے لئے الگ ملک حاصل کر لیا تھا، گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

"را" نے نفسیاتی محاذ پر بڑی کامیاب جنگ لڑی ہے اور آج پاکستان میں جو قومیتی، لسانی، گروہی، مذہبی اور سیاسی نظریات کی بنیاد پر سیاسی جماعتیں اور گروہ وجود میں آ گئے ہیں۔ "را" کا مقصد دراصل یہی ہے کہ اس طرح پاکستانی قوم کا شیرازہ بکھیر کر انہیں اپنی لیڈر شپ اور نوازنے کی طرف سے مکمل مایوسی کا شکار کر کے بھارت کی طرف راغب ہونے پر مجبور کر دیا جائے۔ اس طرح بھارتی لیڈر شپ کے اس پرانے خواب کو جسے "اکھنڈ بھارت" کہا جاتا ہے پورا کرنے کا سامان خود بخود پیدا ہو جائے گا۔ اس سلسلے میں بھارت کے ٹی وی چینلز بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں اور ہمیں یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ بھارتی ٹی وی چینلز سے پاکستانی نوجوان اور نوجوان نسل کی بڑی تعداد کے ذہنوں کو پراگندہ کر دیا ہے۔

"را" کے پراپیگنڈہ کا بنیادی مقصد یہ دکھائی دیتا ہے کہ بھارت کے کسی بھی حصے میں پیش آنے والے کسی بھی حادثے میں آئی ایس آئی (انٹر سروسز انٹیلی جنس) ملوث ہے۔

مقبوضہ کشمیر کی جدوجہد آزادی ہو، خالصتان کی تحریک جنوبی بھارت، بھارت کی جنوب مشرقی ریاستوں میں موجود باغیانہ اور زیر زمین تحریکیں ہوں، دہلی، بمبئی یا کلکتہ کے بم دھماکے ہوں یا کسانوں، مزدوروں اور اقلیتوں کی کوئی احتجاجی تحریک "را" والے اپنے کھاتے میں ڈالنے والی ہے چینی کا بحران آئی ایس آئی کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔

اس ضمن میں اپریل 1996ء میں شائع ہونے والی بھارتی فوج کے چیف آف سٹاف جنرل چودھری کا یہ بیان مکمل نظر ہے جس میں انہوں نے بھارت کے جنوب مشرقی حصے میں مختلف گوریلا تحریکوں کا ذمہ دار آئی ایس آئی کو قرار دیا۔ مقبوضہ کشمیر، خالصتان تحریک کو آئی ایس آئی کا شاخسانہ بتایا اور حیرت انگیز طور پر یہ الزام بھی داغ دیا کہ ان دنوں بنگلہ دیش کی وزیراعظم محترمہ خالدہ ضیاء جو پاکستان کے دورے پر آئی ہوئی تھیں۔ دراصل آئی ایس آئی سے مدد لینے آئی تھیں کہ کس طرح بنگلہ دیش کی سرحدوں سے بھارت کے خلاف آئی ایس آئی سے "پرتشدد کارروائیاں" کروائی جا سکتی ہیں۔ بھارت کی اس قدر ذمہ دار اور اعلیٰ سطحی شخصیت کی طرف سے ایسا بیان ان کے پراگندہ ذہن

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

کا شاہکار ہی کہا جاسکتا ہے گاہے گاہے اس کے ایجنٹوں اور بی جے پی کے دوسرے لیڈروں کے بیانات سے مسلمانوں کی بات سن چکے ہیں۔

"را" کا مقصد یہ رہا ہے کہ وہ آئی ایس آئی کے خلاف ایک منظم پروپیگنڈہ مہم چلا کر پاکستان کو دنیا کی نظروں میں ایک دہشت گرد ملک ثابت کرے۔

1992-93ء میں "را" نے امریکہ اور یورپ میں اس مقصد کے لئے 20 ملین ڈالر کی رقم مختص کی تھی۔ اس رقم میں سے ان دنوں "را" کے سربراہ جے این دیکھی نے اسرائیل، الجزائر، مصر اور اردن کے دورے بھی کئے تاکہ ان ممالک میں ہونے والی اس سرگرمی کو پاکستان کے خلاف استعمال میں لایا جاسکے۔ اس کے علاوہ بھی "را" کی بھرپور معاونت کی گئی کیونکہ یہودیوں کے مغربی پریس میں تعلقات ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ "را" کو کسی حد تک اپنے مقصد میں کامیابی بھی حاصل ہوئی جب اس نے پاکستان کو امریکہ کی دہشت گردوں کی "واچ لسٹ" میں شامل کروادیا لیکن بعد میں کوئی ٹھوس ثبوت نہ ملنے کی وجہ سے پاکستان کو "واچ لسٹ" سے نکال دیا گیا۔

1993ء میں "را" نے تقریباً 800 کروڑ روپے پاکستان کو دوبارہ اس "واچ لسٹ" میں شامل کروانے کیلئے مختص کئے لیکن مغربی ممالک میں موجود محب وطن پاکستانیوں کی دن رات کی محنت کی وجہ سے "را" کے سارے منصوبے پر پانی پھیر دیا اور اسے پھر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

"را" نے پروپیگنڈہ کے محاذ پر کئی تکنیک ایجاد کی ہیں اور ایک کامیاب حربہ یہ اپنایا ہے کہ "را" کی طرف سے بعض اسلامی ممالک اور مغربی ایشیائی نو آزاد ریاستوں

میں یہ تاثر پھیلایا جارہا ہے کہ ان کے ہاں پائی جانے والی تباہ کن Fundamentalism کے سوتے دراصل پاکستان میں پھوٹتے ہیں۔

"فنڈامنٹلزم" امریکہ اور مغربی کا من پسند سوشوشہ ہے اور بنیاد پرستی کا ہوا ان کے دماغ پر بری طرح سوار ہے اس لئے "را" کو یہاں خاصا "سالمٹ کارنر" مل جاتا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ "را" نے اس ضمن میں پاکستان کے امیج کو کافی حد تک قومی سطح پر خاصا نقصان پہنچایا ہے۔ پروپیگنڈہ کے محاذ پر اپنی برتری قائم کرنے میں "را" کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان اپنی شناخت برصغیر کے دیگر ممالک جیسے سری لنکا، بھوٹان، نیپال وغیرہ کی طرح کرائے۔ اپنے سیاسی، سماجی اور ثقافتی رشتے [illegible] سے منسلک کرنے پر مجبور ہو جائے اور جس نے اپنے قومی تشخص کو نمایاں کرنے کے جنوبی ایشیا کے دیگر چھوٹے ممالک کی طرح بھارت سے ایسے خفیہ ملک کی حیثیت سے نمودار ہے۔ دوسرا ہدف یہ دکھائی دیتا ہے کہ پاکستانی عوام اور حکومت کو اس بات پر قائل کروایا جائے کہ پاکستان کا کوئی مستقبل نہیں۔ نہ تو یہاں کسی کو انسانی حقوق حاصل ہیں نہ ہی یہاں کا سیاسی کلچر اتنا مضبوط ہے اور جہاں تک "اداروں" کا تعلق ہے ان کا سرے سے پاکستان میں وجود ہی دکھائی نہیں دیتا۔ یہاں کی فضا کسی بھی قسم کی سیاسی، معاشی یا سماجی نشوونما کے لئے سازگار نہیں۔

خفیہ میدانوں میں "را" اپنے فن میں "کمال فن" کی دعویدار ہے خصوصاً جاسوسی کے میدان میں توڑ پھوڑ کی سرگرمیاں (تخریب کاری) اس کا خاص میدان ہے اور اس حوالے سے اس نے پاکستان اور سری لنکا میں خصوصاً بڑے بڑے "کارنامے" انجام دیئے ہیں۔ پاکستان میں "را" کو ہمیشہ تخریبی عناصر کی تلاش رہتی ہے اور کسی بھی قسم کے تخریبی خیالات رکھنے والے گروہوں اور جماعتوں کو "را" کی پشت پناہی حاصل رہتی ہے۔ حکومت مخالف عناصر، "باغیر" اور "سپہ گیر" کے کردار اس طرح

Scan and Post by Waqar Azeem Pakistani Pride

URDUFANS.com

استعمال کرتی ہے۔

کچھ پاکستانی دانشور اور سیاست دان "را" کے اکثر مہمان رہتے ہیں۔ ان لوگوں کو تنقید تقاریب کے بہانے بھارت بلا کر ان کے اندر کے چھپے جذبے پورے کیے جاتے ہیں اور "را" کے مقاصد کی بجا آوری کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ حقیقت کتنی تلخ لیکن اس سے انکار ممکن نہیں کہ پاکستانی میڈیا میں "را" کے باقاعدہ بااجلاس موجود ہیں جو اپنے "ماسٹرز" کی فراہم کردہ ہدایات پر اس مقبوط میڈیم کے ذریعے پاکستانیوں کی اعصاب شکستگی میں لگے رہتے ہیں۔

ایک مرحلے پر "را" اپنے ان زر خرید دانشوروں اور صحافیوں کو اپنے پروردہ سیاست دانوں سے متحرک کروا دیتی ہے اور انہیں یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ ان کی خیرات اور بیانات کی خوب تشہیر کریں۔ ان حلقوں کی رسائی اخبارات میں کروا کر ان کے ذریعے ہر اس ادارے اور شخصیت کو مشکوک بنایا جاتا ہے جو محب وطن ہوں۔

پاکستان میں علیحدگی پسند لیڈروں عبدالغفار خان اور ان کے کچھ ساتھی صوبہ سرحد سے ولی خان اور ان کے کچھ ساتھیوں کو "را" کی خفیہ معاونت اور پشت پناہی ہمیشہ حاصل رہی ہے۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ ولی خان ایم پی عبدالغفار خان اور ان کے ساتھی اپنے دورہ بھارت میں پاکستان کے خلاف زہر اگلتے اور برملا سرائی کرتے رہے ہیں۔

جی ایم سید کی روسے ذلت کتاب

Now Pakistan

Should be Disintengrated

"را" نے راجستھان سے شائع کروا کر پاکستان اور دنیا کے دیگر ممالک میں تقسیم کی تھی۔ اس پر اجیکشن پر "را" نے زور شور سے کہا اور اس کو پھیلانے پر بھی

پوری توجہ مرکوز ہوا تھا۔

پراپیگنڈہ کے ذریعے "را" ہمیشہ پاکستانیوں میں ذہنی انتشار پھیلانے، باغیانہ خیالات کو جنم دینے، فرسٹریشن خصوصاً نوجوان نسل کو گمراہ کرنے میں کوشاں رہتی ہے۔ اس ضمن میں مختلف نوعیت کا لٹریچر شائع کرتے پاکستان میں غیر قانونی طریقے سے پہنچایا جاتا ہے۔

ہمارے قومی نظریے پر "را" نے مختلف ممالک میں سیمینار اور مباحثے، مذاکرے کرانے کی پراپیگنڈہ محاذ بنا رکھے ہیں جن کے "آئس بیرز" دکھاوے کے لئے ملک دشمن اور بھگوڑے پاکستانیوں کو بنایا جاتا ہے مگر ان کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے رکھا جاتا ہے لیکن ان کی طنابیں کسی اور کے ہاتھ میں ہوتی ہیں۔ ان نام نہاد تنظیموں اور سیمینارز کا اصل روپ، اصل مقاصد دنیا کے سامنے تشہیر کی جاتی ہیں۔

بھارتی پرنٹ، الیکٹرونک میڈیا اور تمام ایسے بھارت کے ریڈیو سٹیشن جن کی نشریات پاکستان میں سنی جاتی ہیں، پاکستانی عوام کے ذہنوں کو حکومت اور ملکی سالمیت کے خلاف سرگرم کرنے کے لئے مسلسل سے مذموم پراپیگنڈہ کرتے آرہے ہیں۔ اس سلسلے میں آل انڈیا ریڈیو کی مثال پیش کی جاتی ہے، جس کے بیشتر پروگرام براہ راست "را" کے بیڈ کوارٹر نارتھ بلاک روڈ نیو دہلی کی دوسری منزل پر موجود جدید آلات سے لیس ریکارڈنگ روم میں تیار کئے جاتے ہیں۔ آل انڈیا ریڈیو کے ساتھ ایسے سینکڑوں ملازمین "را" کے ایجنٹ ہیں۔ ان کے بیشتر پروڈیوسر کے نام تبدیل ہوتے ہیں اور وہ ہندو ہوتے ہوئے بھی پاکستانی عوام کو دھوکہ دینے کیلئے مسلمانوں والے نام رکھتے ہیں۔

1965ء اور 1971ء کی لڑائیوں میں اور اس کے بعد بھی جب بھی "را" کو ضرورت محسوس ہوتی ہے پاکستان میں موجود اپنے ایجنٹوں کو خفیہ پیغامات اور ہدایات

URDUFANS.com

آل انڈیا ریڈیو کے پروگراموں سے "را" کی صورت میں جاری کرتے ہیں۔ اس
شعبے میں سندھ کے مرحلی خاکوں میں ڈاکوؤں کے کیس میں مرکزی "را"
ایجنٹوں کو آل انڈیا ریڈیو کی رات کی نشریات سے "پیغامات" دیئے جاتے تھے جو
پاکستان کی کاروائی جس سے ان کی پیغامات کو "ڈی کوڈ" کرکے جو سے ہوئے ڈاکو
کارروائی بھی کیا جس کے بعد سے یہ سلسلہ کچھ تعطل پڑ گیا لیکن اب بھی
ہونے والی قتل و غارت گری کے لئے آل انڈیا ریڈیو سے کیفیتی پیغامات ہوتے ہیں
"خصوصی" "نمبر" "مخصوص اضافہ" کے ساتھ "مخصوص لوگوں" تک پیغام پہنچایا
جاتا ہے۔ بھارتی ریڈیو نشریات سے خصوصاً سندھیوں اور مہاجروں میں بددلی اور
دشمنی کے بیج بوئے جاتے ہیں۔ انہیں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ وہ پاکستان میں دوسرے
درجے کے شہری ہیں اور ان کے ساتھ سوتیلا سلوک کیا جا رہا ہے۔

بدقسمتی سے "را" کو اس سلسلے میں دانستہ یا نادانستہ کچھ عاقبت نااندیش پاکستانی
سیاستدانوں کی مدد بھی حاصل ہو جاتی ہے جس کے مکمل اختیارات میں نکلے کالموں اور
مضامین کو "را" بطور حوالہ اپنی نشریات میں دہراتی ہے۔ بیانات و تقاریر میں اندھے ہوئے
کچھ نام نہاد کالم نگار "را" کی کٹھ پتلیاں بن چکے ہیں۔ ایک جملہ جس کی زبان میں اکثر
"سندھ کو الگ کیا جا رہا ہے"۔

"را" کا ایک بہت بڑا اثر و رسوخ کا مرکز بھی ہے جہاں سے لٹریچر شائع کر کے
سندھ، صوبہ سرحد اور آزاد کشمیر تک فیڈر ٹانوں مرکزیے سے پہنچایا اور تقسیم کیا جاتا ہے۔
سٹریچر، نشریات اور پروپیگنڈہ سے کے دوسرے طریقے اپنا کر "را" ہمیں نقصان
پہنچانے کی جو کوشش کر رہی ہے ان کا تذکرہ تو پہلے ہو چکا ہے۔ اس پروپیگنڈہ کی
بنیادی مقصد پاکستان میں زبان، رنگ، نسل، مذہب اور صوبائی سطح پر مختلف
گروہوں کی تشکیل ہو انہیں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنا ہے۔

گزشتہ تین چار سال سے "را" کی طرف سے جو پروپیگنڈہ ہم پاکستان اور بیرون
دنیا میں چلائی جا رہی ہے اس سے ہماری مقاصد مندرجہ ذیل دکھائی دیتے ہیں۔

1۔ مہاجروں کو علیحدہ آزاد ریاست کے قیام کیلئے اکسانا۔

2۔ سندھیوں کو "سندھو دیش" بنانے کے لئے تیار کرنا۔

3۔ تاکہ پاکستانی اور بیرونی دنیا کو یہ تاثر دیا جائے کہ ایمرجنسی کی وجہ کن صورت حال کی
وجہ سے سندھ میں کوئی بھی ذریعہ سفر محفوظ نہیں رہا اس طرح سے "را" اپنے دہشت
گرد ایجنٹوں کے ذریعے ریلوں اور بسوں پر حملے کرا کر یہ تاثر بھی پہنچا رہی ہے)۔

4۔ مقبوضہ کشمیر میں جہاد آزادی کے بعد سے پاکستان اور آزاد کشمیر کے عوام کو متاثر
رہا کہ کشمیری پاکستان سے الحاق نہیں چاہتے۔

5۔ یہ تاثر پیدا کرنا کہ "را" کی تخریب" سے جنوبی پنجاب میں زور پکڑ رہی ہے اور
"را" کی عوام بھارت کے ساتھ الحاق کر کے الگ ملک بنانے کے خواہاں ہیں۔

6۔ یہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ گلگت اور چترال میں بھی بغاوت کی کیفیت پیدا ہو چکی
ہے اور یہ علاقے حقوق نہ ملنے کے شاکی ہو رہے ہیں۔

7۔ پاکستانی قیدیوں پر بھوسے مظالم کا تسلسل سے پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں
جہاں شیعہ کی تنظیمات کو ہوا دی جاتی ہے وہیں خصوصاً قادیانیوں اور مسیحیوں کو بھی
مظلوم بنا کر پیش کیا جا رہا ہے اور یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ وہ ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں
انہیں اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے سے بزور روکا جاتا ہے۔ عیسائیوں کے ساتھ
زیادتیوں کا پروپیگنڈہ تسلسل سے کیا جاتا ہے۔

8۔ یہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ پاکستانی حکومت کے مظالم سے تنگ آ کر سندھ کی ہندو
آبادی بھارت کی طرف نقل مکانی کر رہی ہے۔

9۔ سندھ میں پاکستانی فوج کے خلاف اور مستقل مراکز سندھیوں کو کیمپ کے لئے

URDUFANS.com

کیا جا سکتا ہے۔

10۔ سندھ کے قدرتی وسائل کو سندھ کے بجائے دوسرے صوبوں کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں کالا باغ ڈیم سے متعلق بہت گمراہ کن پروپیگنڈا کیا گیا۔

11۔ "ای میل" E.Mail کے ذریعے تحریر پر چار کر کے نوجوان پاکستانیوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔

پاکستان موجودہ دنیا کا واحد ایسا ملک ہے جسے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اور اسلام کی بالادستی ہی اس کے قیام کا مقصود بھی تھا۔ اسلام دنیا کا سب سے بڑا امن پسند مذہب ہے جو اپنے پیروکاروں کو ہر حالت میں تحمل و برداشت سکھاتا ہے۔ میانہ روی اور صبر کی تلقین کرتا ہے۔ ہر سختی سے بچاتا ہے۔ بعض نام نہاد علماء نے اسلام کی روح کو سمجھا نہیں اور ایک ان پڑھ معاشرے میں اپنی اجارہ داری قائم رکھنے کے لئے فرقہ واریت کو فروغ دیا اور اب حالت یہ ہے کہ فرقہ پرستی جنون کی حد تک پہنچ چکی ہے۔ پاکستان کی مختلف تحقیقاتی ایجنسیوں کی تیار کردہ بیشتر رپورٹوں میں یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ کسی نہ کسی طرح ان فرقہ پرست جماعتوں کے ڈانڈے "را" سے ملتے ہیں۔ ان فرقہ پرست جماعتوں میں اپنے مطلب کے لوگوں کو توڑنے کے بعد "را" ان کو مالی امداد فراہم کرتی ہے اور انہیں ترغیبات دے کر دہشت گردی پر اکساتی ہے۔ مختلف ذرائع سے انہیں روپیہ پیسہ بھی پہنچایا جاتا ہے۔ اپنے مؤقف میں سختی سے بچانے کے لئے بعض مرتبہ جب "را" سے کنٹرول کرنے والے مختلف فرقہ پرست جماعتوں سے خود براہ راست رابطہ کرتے ہیں تو اپنے آپ کو ظاہر نہ رکھنے کے لئے "را" سے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے ان تنظیموں سے دہشت گردانہ کارروائیاں کرواتے ہیں۔

PDF Web
scan and

URDUFANS.com

پاکستان کے متعدد شہروں میں شیعہ سنی مسلمانوں کی مساجد اور دیگر دینی محفلوں میں "را" کے ایجنٹ کئی بار خودکش حملے کر چکے ہیں۔ یہ ایجنٹ براہ راست بھی پکڑے گئے اور بالواسطہ بھی۔ ایسے کچھ ایجنٹ پولیس نے گرفتار بھی کئے ہیں۔ نمازیوں پر اندھا دھند فائرنگ، جلوس، مذہبی جلسوں پر حملے اور گنجان آباد علاقوں میں بم دھماکے "را" کا پسندیدہ طریقہ واردات ہے۔ "را" کے گرفتار ہونے والے ایجنٹوں عبدالمجید (سجاول) اور کرم (وہاڑی) نے اپنی متعدد وارداتوں کا اعتراف کیا۔ ان لوگوں کو باقاعدہ تربیت کر کے پاکستان بھیجا گیا۔ مقصد مقصد کے مطابق انہیں فرقہ وارانہ مخاصمت بھڑکانے کی ذمہ داری سونپی گئی اور یہ صرف براہ راست انہوں نے مساجد اور امام بارگاہوں میں داخل ہو کر فائرنگ کی بلکہ پسند تنظیموں کے نوجوان کارکنوں کو اس کی تربیت بھی فراہم کی۔

○

پاکستان، بنگلہ دیش اور سری لنکا "را" کے خصوصی توجہ کا مرکز رہے ہیں۔ پاکستان بعد اس نے اپنا دشمن نمبر ون اس خطے میں پہنچ سری لنکا کو بنایا۔ لیکن بنگلہ دیش مسلسل عوامی لیگ حکومتوں کی وجہ سے پھر دوسرا نمبر بنگلہ دیش کو دے دیا۔ بنگلہ دیش سے متعلق یہ تاثر کہ وہ بھارت کا حلیف ملک ہے انتہائی غلط ہے۔ حکومت کی ایسے ملک پر اعتماد کرتی نہیں سکتی جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو۔ یہ ہے کہ مدل ازم کے مخالف ممالک اور ریاستوں سے اپنے بہتر تعلقات کے "را" نے وہاں اپنا مضبوط جاسوسی نیٹ ورک بھی بنا رکھا ہے جہاں سے اکثر سفارتکاروں کو نکالا بھی جا چکا ہے لیکن بھارتی اس حد تک ضرور میں کہ سفارتی میں کامیاب ہوئے ہیں کہ وہاں سے بھارتی سفارتکاروں کا اخراج وہ موقع سے اور بغیر پریس کو اطلاع دیئے ہو جاتا ہے۔ اس تلخ حقیقت کا ادراک

ایسٹ کی خفیہ ایجنسیوں کو ضرور ہے کہ "را" نے ان ممالک میں اپنے گروپ کتنی مضبوطی سے پھیلا رکھا ہے۔

پاکستان کو بھارت نے ہمیشہ اپنے دشمن ملک کی حیثیت دی ہے اور اس کی تمام پالیسیاں بھی اسی بنیاد پر بنائی جاتی ہیں۔ "را" کی منصوبہ بندی میں بھی سب سے زیادہ اہمیت پاکستان کی دی گئی اور ابتدا سے آج تک "را" کی سب سے مضبوط "پاکستان ڈیسک" ہے۔

"را" کا قیام 1963ء میں عمل میں آیا۔ تاہم پاکستان کو "را" کا آغاز کہا جاتا ہے۔ پالی نے 1949ء میں آئی بی کا ادارہ قائم کیا تھا اور اب "را" کی تشکیل بھی انہی کے ہاتھوں انہی سرپرستی ابتدائی مراحل میں "را" آئی بی کا حصہ شمار ہوتی تھی اور 1968ء تک یہی صورتحال رہی لیکن 21 ستمبر 1968ء کو "را" ایک الگ محکمہ خود مختار انٹیلی جنس ایجنسی کا روپ دھار گئی۔

"را" نے اپنی غیر ملکی سرگرمیوں کا آغاز پاکستان ہی سے کیا تھا۔ سب سے پہلے سفارتکاروں کے بھیس میں "را" نے اپنے ایجنٹ پاکستان، جو کہ اس وقت جاپان میں داخل کئے جنگی کو تبت اور تبت سے کر کیا گیا۔ بعد ازاں انہوں نے سری لنکا، ملائیشیا اور نیپال میں اپنے قدم جمانے کی منصوبہ بندی کی۔ 1971ء کے بعد "را" نے مشرقی وسطیٰ کا رخ کیا اور قریباً اس خطے کے ہر قابل ذکر ملک میں اپنا نیٹ ورک قائم کیا۔

آج صورتحال یہ ہے کہ ملائیشیا سے مشرقی وسطیٰ، یورپ، امریکہ، کینیڈا اور آسٹریلیا تک "را" نے اپنی سرگرمیوں کا جال سارے گلوب پر پھیلا رکھا ہے۔ اس کی افرادی قوت 250 سے بڑھ کر دس ہزار تک پہنچ چکی ہے اور سالانہ بجٹ 3 کروڑ روپے سے بڑھ کر 1200 کروڑ سے بھی تجاوز کر گیا ہے۔ بلاشبہ اب "را" اس خطے کا سب سے بڑا اور جدید ترین انٹیلی جنس نیٹ ورک ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ "را"

URDUFANS.com

کی تشکیل میں کشمیری پنڈتوں سے اہم کردار ادا کیا۔ جواہر لال نہرو نے اس خیال کو عملی روپ دینے کی ہدایت کی اور ان کی بیٹی مسز اندرا گاندھی نے "را" کو اس قابل بنایا کہ چھوٹے ممالک کیلئے دہشت بنا کر رکھ دیا۔ "را" کی تشکیل اور اسے موجودہ صورت تک پہنچانے میں پی این ہکسر، مانک پی این کول اور آر این کاؤ جیسے ہی قنوطی پنڈت پیش پیش تھے۔ بھارتی بیوروکریسی کے ستونوں سے اہم کردار ادا کرنے والے بالعموم کشمیری پنڈتوں کا گروپ کہا جاتا ہے۔ اس گروپ کو مسز اندرا گاندھی کی مکمل آشیرباد حاصل تھی۔

کراچی میں سابق بھارتی سفارتکار راجیشور دیال کا بھی "را" میں اہم رول رہا ہے۔ اپنے آغاز کی سے "را" نے پاکستان کو اپنی ہمسایہ کی بجائے دشمن ملک کی طرح دیکھا۔ یہ حقیقت ہے کہ "را" کے نامور پاکستانی ایجنٹوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو کسی نہ کسی حیثیت میں کبھی نہ کبھی پاکستان کے متعلق بھارتی پالیسی وضع کرنے کے عمل سے متعلق نہ رہا ہو۔ "را" کی تشکیل 1963ء میں انٹیلی جنس بیورو (آئی بی) کے خارجی ونگ کو الگ کر کے کی گئی تھی۔ اس ونگ کے تین جوائنٹ ڈائریکٹوریٹ تھے۔ جو بنیادی طور پر پاکستان، مشرق وسطیٰ، مشرق بعید، روس اور امریکہ سے متعلق تھے۔ اس کو سونپے گئے مختصر سے عرصے میں "را" کی بہت بڑی غلطی کی نشاندہی کی گئی ہے جو مسز اندرا گاندھی کے براہ راست حکموں میں دے دیا گیا تھا۔ کینیڈا سکھ ریفرنس کی حیثیت میں اس ونگ کا کام سب صرف بیرونی ممالک تک ہی محدود تھا۔

حکومت کے مختلف سیاسی رجحانات کی جاسوسی میں "را" ہمیشہ سب ایجنسیوں سے زیادہ سرگرم رہی ہے۔ بالخصوص 75-77ء کی ایمرجنسی کے دوران مسز اندرا گاندھی نے "را" کو اپنے سیاسی مقاصد کیلئے جس طرح استعمال کیا جیسے کبھی کسی حکمران نے کیا تھا۔ "را" نے اس دوران احکامات جو سننے والی زیادتیوں اور مظالم میں مسز اندرا گاندھی

کی مکمل معاونت کی جس سے ایجنسی کی بدنامی تو ضرور ہوئی لیکن مسز اندرا گاندھی کی غیر ضابطہ سربراہی کے سبب اس مرحلے پر "را" کا چھوٹا سا پیشہ ور اپنے ایک وسیع نظام کی شکل اختیار کر گیا۔

چند سو افراد پر مشتمل عملہ ہزاروں کی نفری میں تبدیل ہو گیا۔ سیکرٹریٹ کے قریب "دھنت دھار" کا خستہ حال سا دفتر ہوا کرتا تھا جو اب لودھی روڈ پر لودھی کمپلیکس میں تبدیل ہو چکا ہے۔ جہاں اس کے مرکزی دفاتر ہیں۔ لودھی میں "را" کے زیر استعمال مزید کئی عمارات بھی ہیں۔ اس کے سیفٹی ہاؤس کی تعداد صرف دہلی میں 25 سے زیادہ ہے جن میں جدید ترین ہوٹلوں سے لے کر عیش اور تعیش سہولیات سے آراستہ ڈاک بنگلے بھی شامل ہیں جہاں "را" اپنے ایجنٹوں اور "تازہ مال" کے علاوہ اپنے "آقاؤں" کی ریکارڈ "خدمت" کو بھی لایا کرتی ہے۔

"را" جس کا آغاز نہایت معمولی حیثیت سے ایک دیوہیکل ایجنسی کا روپ دھار چکی ہے اس کے اہلکاروں کی تعداد 10 ہزار سے تجاوز کر چکی ہے اس تعداد میں وہ ہزاروں ایجنٹ شامل نہیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں "را" کے پے رول Pay Roll پر کام کر رہے ہیں۔ "را" کا سالانہ بجٹ پانچ بلین روپے ہے۔ ایک دلچسپ تو یہ بھی ہے کہ بجٹ کا بیشتر حصہ جو پاکستان کے خلاف استعمال ہوتا ہے اس کا بڑا حصہ بھارتی پارلیمنٹ کے ارکان کو بھی نہیں دیکھنے دیا جاتا۔ یہ اس دور کی بات ہے جب "را" نے ابھی کشمیر کی آزادی کی تحریک کو کچلنے کیلئے بھارتی پالیسی اور افرادی وسائل فراہم کرنا شروع نہیں کیا تھا۔ خفیہ ریسرچ اینڈ انالیسز ونگ (آر اینڈ اے ڈبلیو) کیلئے دیئے گئے موجودہ تمام تر ذرائع سے بہت زیادہ سہولتوں کی سپلائی کا آغاز ہوا۔

"را" نے مختلف ممالک سے تیار کردہ جدید اور مہنگے ترین اسلحہ کا ذخیرہ لینے کیلئے اپنی ریسرچ ونگ کا ایک ڈویژن الگ قائم کیا ہوا ہے۔ حکومت کی دشمن ایجنسی ان ہتھیاروں کو حاصل کرنے ان کی کارکردگی کا مطالعہ کرتی ہے۔ اس

Scanned and PDF Wagar

URDUFANS.com

صورت میں کہ ایٹمی ہتھیار پاکستان یا شمالی کوریا جیسے دشمن ممالک کے پاس موجود ہوں۔ "را" نے حکومتی سرپرستی میں اپنے "آفس آف ریسرچ اینڈ انالیسز" کے ذریعے پورے کرہ ارض پر اور دنیا کے دیگر ممالک میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے مخبروں کا جال بچھا رکھا ہے۔ بظاہر تو یہ فرشتے تجارتی معاملات سے متعلق ہیں لیکن اصل میں یہ سمگلنگ کے ذریعے ان ملکوں پر حملہ کرنے میں "مطلوبہ اشیاء" سمگل کی جاتی ہیں جو خطرناک اور حساس نوعیت کے سامان سمگلنگ کے علاوہ انسانی سامان بھی شامل ہے۔ بھارتی حکومت چونکہ اپنے ایٹمی خصوصاً میزائل پروگرام پر جنون کی حد تک عمل پیرا ہے جس کیلئے اسے بھاری پانی اور ہیوی انجینئرنگ کی مشینری اور بہت سی دیگر اشیاء کی ضرورت رہتی ہے۔ ایسی تمام اشیاء کو غیر قانونی طریقے سے دنیا کے مختلف ممالک میں "مائیا" سے حاصل کرنا اور پھر اسے بھارت تک پہنچانا "را" کی اہم ذمہ داری ہے۔ ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے "را" نے ان تجارتی فرموں کا جال بچھایا ہے۔

بھارت ایک غریب ملک ہے۔ جس کے (61) فیصد عوام بنیادی انسانی سہولتوں سے بھی محروم ہیں۔ اپنے ملک میں ایک ایٹمی جنگ چھیڑنے کا تصور ہی متعدد کی حامل ہو اور چانکیائی سیاست کی پیروکار۔ کسی فرد کے لئے پر بہت بڑا بوجھ ہے۔ یوں بھی بھارت میں تباہی کا خطرہ موجود ہے۔ ہر دشمن حکومت کو یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کوئی سرپھرا اپوزیشن کا فلاحی فرقہ کا نیذر کسی پارلیمنٹ میں "سلیپنگ آفس دی ریپار اٹ انٹیلی جنس" کی عمارت ہی نہ اڑا دے۔ اس خطرے کا تدارک کرنے کیلئے "را" غیر قانونی طریقے سے پیسہ حاصل کرتی ہے کہ اسے متعلقہ اشیاء کے قریباً ہر ملک میں موجود کسی نہ کسی "ایجنٹ" کو قابو کرنے اور اسے اپنے مخبر بنانے مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی دھن لگی رہتی ہے۔ تیسری دنیا کے غریب ممالک میں یہ کتنی اہمیت کا حامل ہے؟ اس کا اندازہ "را" کے انٹیلی جنس سے بہتر اور کسے ہوگا؟ بھارت سے ہر سال اربوں روپے کی ہیروئن اور اس کی تیاری میں استعمال ہونے والا کیمیکل سمگل ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ "را" کے سرپرستوں کی ناک تلے ہوتا ہے۔ بھارت کا ساحلی علاقہ ہو یا پھر بارڈر پولیس کی متعدد مرتبہ اس کی خبریں شائع ہو چکی ہیں۔ جن کے مطابق بھارت کے سمگلنگ علاقوں سے پکڑے جانے والے "ڈرگ مافیا" کے سرکاری

scanned and

URDUFANS.com

پیشہ پتا کی حاصل ہوتی ہے۔

روس کی شکست و ریخت کے بعد روس کی سرحدوں سے ملحقہ ریاستوں میں موجود اپنی مراکز سے پوریم مشیات کی طرح دنیا بھر میں سمگل ہو رہا ہے، اس سمگلنگ "را" کے اہم روں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ نومبر 1994ء میں بھارت کے راجستھان میں علیحدگی پسند سکھوں اور بھارتی سیکیورٹی ایجنسیوں کے درمیان ہونے والی جھڑپ میں ایک بھارتی وزیر کے بیٹے کو یرغمال بنانے والے سکھوں کا تعلق بھارتی پولیس نے پوریم سے آمد کیا تھا۔ پوریم ان سکھوں تک کیسے پہنچا اس سوال سے دنیا کی بڑی بڑی ایجنسیوں کو چکرا کر رکھ دیا لیکن بھارتی پولیس نے اس معمے کا حل بھی سامنے آگیا اور یہ لرزا دینے والی سچائی سامنے آئی کہ اس تمام پوریم کا اصل بھارتی سپریم انٹیلی جنس ایجنسی نے ہی اپنے "خصوصی" سے پہنچایا تھا جس کینیڈا جرمنی میں ایک سکھ لیڈر سے رابطہ کر کے اسے ایک انٹیلی جنس آفیسر کے "اغوا" ہونے کی یقین دہانی کروائی گئی اور ڈرامے حقیقت کا رنگ بھرنے کیلئے اس سکھ انٹیلی جنس آفیسر کو طرلس سے جو دراصل ہی کا آفیسر تھا ایک خطیر رقم کا مطالبہ بھی کیا گیا۔ سکھوں نے یہ رقم فراہم انہیں بھارت میں ان کی مطلوبہ جگہ پر ایک ریلیز کیس پہنچا دیا گیا جس میں پوریم اپنی مخصوص پیکنگ کے ساتھ موجود تھا۔ حیرت کی بات تو یہ ہے اس پوریم کا استعمال کی کئی جاں تحفظ کی عام قسم کے دہشت گردوں کے ہوتے ہیں کہ وہ زیادہ خطیر ہتھیار استعمال کر سکیں۔

کیس یقین دہانی کروائی گئی تھی کہ اس پوریم سے لطرناک اسلحہ "خصوصی" سے ملا دیا جائے گا۔ سادہ لوح یا انتقام کی آگ میں اندھا ہونے کی سزا قوم کو "را" نے ا

استعمال کیا۔ اغوا کار اسے اپنے کیمپ تک پہنچایا گیا۔ اغواکاروں میں "اپنے آدمیوں" کو قرار کروایا گیا اور "حقیقی" اغوا کار" کو ایک زبردست مقابلے کے بعد موت کے گھاٹ اتار کر اس کے قبضے سے پوریم برآمد کر لیا گیا۔

اب "را" نے اپنے اصل مقاصد دکھانے اور سکھوں کو پاکستانی آئی ایس آئی سے منسلک کرنے کا پراپیگنڈہ کرنے کے بعد یہ تاثر دیا کہ انہیں پوریم بھی آئی ایس آئی نے فراہم کیا تھا۔ ممکن تھا کہ ان کی یہ سازش بھی کامیاب ہو جاتی لیکن کسی کچے دھاگے کی آفیسر کی گھٹیا منصوبہ بندی نے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا کہ اس منصوبے کے "تکنیکی پہلوؤں" پر "را" کی نظر نہیں تھی سو یہ منصوبہ سرے نہ چڑھ سکا اور بیچ بازار میں پھوٹ گیا۔ جب بھارتی اخبارات نے یہ خبر شائع کیں کہ اغوا کار سکھوں کے قبضے سے پوریم بھی برآمد ہوا ہے اور اشارہ سے کنائے سے اس کا ذمہ دار "آئی ایس آئی" کو گردانا گیا تو عالمی ایجنسیاں چونکیں اور بعض ایسے تکنیکی سوالات اٹھنے لگے جن کے "را" کے پاس شاید جواب نہیں تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس معاملے پر پھر اچانک پراسرار خاموشی اختیار کر لی گئی۔

"را" کی دہشت گردی کے کچھ عرصے بعد جرمنی میں پوریم کی سمگلنگ کے ایک ایسے ہی واقعہ میں آئی ایس آئی کو ملوث کیا گیا لیکن جرمن پولیس نے بھی اسے غلط قرار دے دیا۔

○

وزارت خارجہ جس کا "را" کے ساتھ ہمیشہ ٹکراؤ رہا ہے اور جو ان کی ہر اساس کر رہی ہے کہ کارروائیوں سے نمٹ چکی ہے، ان نے صورتحال سے فائدہ اٹھایا اور بین الاقوامی طور پر بھی خبریں شائع کروائیں کہ حکومتوں کو وہاں "را" کے ایجنٹوں کی موجودگی

URDUFANS.com

سے آگاہ کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ گزشتہ چند برسوں کے دوران "را" کے 20 سے زیادہ ایجنٹ پکڑے جا چکے ہیں۔ جہاں "را" کے سینئر اہلکار بطور سفارتکار تعینات کئے گئے تھے جن میں کینیڈا، آسٹریلیا، امریکہ، انگلینڈ اور کویت کی حکومتوں نے اپنے شہریوں کے جاسوسی کے الزامات لگا کر ملک بدر کر دیا۔ "را" کے ہر سیل میں یقین کیا جاتا ہے کئی ممالک بشمول روس، امریکہ اور برطانیہ کی جاسوسی تنظیموں کے ساتھ اطلاعات کا تبادلہ کرتی ہے۔ 1962ء کی جنگ بھارت جنگ سے بعد کی آئی اسے کے ساتھ رہے ہیں اور حال ہی میں "را" نے موساد کے ساتھ بھی روابط قائم کئے ہیں۔ "را" کی کارروائیوں سے بھارتیوں کو مقبوضہ کشمیر کی آزادی کی تحریک کے خلاف برسر جنگی کارروائیوں سے بھارتیوں کو مقبوضہ کشمیر کی آزادی کی تحریک کے خلاف برسر جنگ کرنے میں مدد ملی ہے۔ اس تمام آپریشن کا حتمی ہدف پاکستان اس کا واحد کلیئر پروگرام ہے۔

اس سلسلے میں کچھ عرصے کے کیس، جن کے منظر عام پر آنے سے پاکستان سلامتی سے متعلق اہم کلاسیفائیڈ معلومات حاصل کرنے کیلئے مشترکہ کاوشوں ہونے کا انکشاف ہوا ہے، درج ذیل ہے۔

ا۔ ایک پاکستانی (موساد کا ایجنٹ) کی گرفتاری اور بعد ازاں تفتیش سے گہری اہمیت کا حامل انکشاف ہوا۔ اگرچہ اکثر خطرے کا انکشاف ہوا۔ ظاہر ہے پاکستان کی مسلح اور کلاسیفائیڈ معلومات حاصل کرنے کیلئے یہ "را" موساد کی مشترکہ کوشش تھی۔

ب۔ پہلے کراچی میں بھارتی قونصلیٹ کے ذریعے قونصلر کو سونا تحریب کاری اور جاسوسی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کی بنا پر "پرسونا نان گراٹا" قرار دیا گیا تھا۔ اس کے بعد بھی اس کے ساتھ خفیہ رابطے قائم رہے۔ دہلی میں پاکستانی ہائی کمیشن کے ذریعے بھارت کے متعدد کے ایک سینئر افسر سے پاکستانی ہائی کمیشن کے ذریعے جو قومی اہمیت کی حساس بھارت میں مدد حاصل کر چکا تھا، اقوام متحدہ کے دفتر کے اندر ایک

نوٹ لانے کی تکمیل دی تھی۔ وہ کلاسیفائیڈ معلومات حاصل کرنے میں مددگار تھا اور اقوام متحدہ کے سفارتی تعیناتی کے دوران کلاسیفائیڈ معلومات کو مستقل بنیادوں پر حاصل کرتا رہتا تھا۔

ج۔ 1988ء کے دوران ایک انتہائی خفیہ ذرائع سے تیار کردہ تجزیہ کا انکشاف ہوا۔ اس میں کچھ بھارتی باشندوں کو پاکستان میں اقوام متحدہ کے مشن سونپے گئے۔ ایسا کرتے ہوئے اس تجزیہ کی باضابطگی کو نظر انداز کر دیا گیا۔

د۔ جنوری 1989ء میں دارالحکومت خرطوم، سوڈان کے ایک اسٹیشن کو جو سوویت سیکشن میں کام کر رہا تھا، جاسوسی کے الزامات میں واپس بلا لیا گیا۔ تحقیقات سے ظاہر ہوا کہ وہ سوویت سفارتکاروں کی بدعنوانی اور کمزوریوں میں خفیہ آپریشنز کنڈکٹ کرنے کیلئے "را" کے اعلیٰ سینئر افسران اور ایک افغان سفارتکار (فرسٹ سیکرٹری) کے ساتھ مل کر کام کر رہا تھا۔

عجیب بات یہ ہے کہ دو بھارتی ڈپلومیٹ کا "ایکشن" آئی بی کیلئے خفیہ والی مجرموں اور دہشتگردوں کے ذریعے وارداتیں کرانے کے ماہرین کو کلاسیفائیڈ معلومات فراہم کرتا رہا۔ اسے 27 جنوری 1989ء کو گرفتار کیا گیا۔ اسلام آباد میں کیس خفیہ ملاقات میں افغان ڈپلومیٹ (را کا ایجنٹ) کو کلاسیفائیڈ دستاویزات دیتے ہوئے گرفتار کیا گیا۔ اس نے اعتراف کیا کہ وہ افغان اور بھارتی سفارتکاروں سے ایسی خفیہ دستاویز کی چوری گرمیوں میں پوری کرتا رہا تھا۔

URDUFANS.com

ناز نگ کا ایک کیس بھی شامل ہے پاکستان میں ریاست مخالف سرگرمیوں کو تحلیل
کی کوشش میں اس نے تخریبی عناصر کی بھرتی میں تربیت کیلئے اپنے تعاون کی پیش
کی۔ ایک غیر ملکوف جاسوسی جال میں وہ کراچی میں کی جانے والی جاسوسی سرگرمیوں
کے پیچھے کارفرما دماغ کی حیثیت سے نمایاں طور پر سامنے آیا۔

"را" کے انٹیلی جنس میں جو پاکستان کے خلاف خفیہ ریاستوں، افغانستان
بنگلہ کانگرس، برما، سنگاپور اور کابل و جلال آباد میں کام کر رہے ہیں جہاں سے وہ
یکجنوں کو روانہ کرتے ہیں، پاکستان میں خفیہ کارروائیاں کرتے ہیں اور رقم، ہتھیار
چوری کرتے ہیں۔ اقوام متحدہ کے دفاتر کے کارکن، فورس، ٹرانزٹ، وزیٹرز، ایجنسی
سیاحوں وغیرہ کو پاکستان سے معلومات کے حصول کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے
دوسرے ملک میں رہتے ہوں یا پاکستان آ رہے ہیں۔

"را" کے آپریشن عموماً ایسے بلاک آفسر کمپلیکس آر کے پورم نئی
دوسری منزل سے لانچ کئے جاتے تھے۔ نئی دہلی میں آپریشنل مقاصد کیلئے
درجنوں عمارات حاصل کی ہوئی ہیں۔ ان میں خفیہ تنصیبات کے دفاتر اور تربیتی
قائم ہیں۔ اور "سیف ہاؤسز" جنہیں دہائی کی حالتوں میں اپنے بہت سے "سیف
بھی موجود ہیں جہاں "سورس" مخبروں اور ایجنٹوں سے ملاقاتیں کی جاتی ہیں۔
سرا انکلاو اور دفاتر کو روپے پیسے مالیت کی خود کار روشنی والی عمارت پر واقع ہے
بلڈنگ میں منتقل ہو چکے ہیں۔ اس عمارت میں ایک چار منزلہ ٹیکسی الگ سے
ہے۔ "را" کے موجودہ ہیڈ کوارٹر کی تعمیر کا آغاز 1976ء کے اوائل میں
راز داری کے تحفظ کے نقطہ نظر سے اس کی تعمیر کا ٹھیکہ مقامی انجینئرنگ سو
گئی تھا۔ اس عمارت کے ڈیزائن کرنے اہم پروجیکٹ (نیو کلیئر پروف) ہیں اور
سرنگوں کا ایک انتہائی جدید الیکٹرانک سسٹم سے آراستہ نظام بھی یہاں موجود

ہیں اور دو سرنگوں کو ایک دوسرے سے "سرنگ بلاک" کے ساتھ پراہم سفر اور پریذیڈنٹ
ہنر سے منسلک کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ دھولا کوآں (Dhaula Kuan) اندر
پرستھا (Inderprastha) میں ترقیاتی مراکز، دو سیف ہاؤس نمبر 5 اور نمبر 7 ہیلے روڈ
(Halley Road) اور دو کلاسری فیلٹس نمبر ای 401 اور ای 402 صفدر جنگ
ہسپتال کے عقب میں گوری سدن اپارٹمنٹس (Guri Sadan) میں موجود ہیں۔
پیپارٹمنٹ میسرز بائیوش (M/S Byush) اور فلیٹس ہیلتھ کی فرموں کی آڑ
میں قائم کئے گئے ہیں۔ ایک اور سیاسی "سیف صفدر جنگ انکلیو (Safdar Jang
Enclave) اور دو فلیٹس (Asiad Village) کمپلیکس میں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں
"را" نے ایک بنگلہ 137 اور سیدپور کے اور سے 91 فلیٹس کالونی میں بھی سیف گھر
ہے "را" نے ایک فلیٹ "ورلی پارک اپارٹمنٹس" اور ایک فلیٹ لیبن ولی میں سیف گھر رکھا ہے۔
صرف دہلی میں "را" کے 25 سیف ہاؤسز ہیں جہاں سے وہ اپنے آپریشن لانچ کرتی
ہے اور یہاں وہ سیف ہاؤسز ہیں جہاں اس سے خیر مقدمی مہمانوں کی میزبانی "را" کی تربیت
یافتہ ایجنٹ کیا کرتی ہیں۔ ایسے مرتبہ ایسے کہ کئی سیف ہاؤس میں راستہ گزارنے والا کوئی
غیر ملکی ایجنٹ زندگی میں دوبارہ کبھی وہاں راستہ گزارنے کی خواہش کرتا ہے۔

"را" کے دلی دفاتر ہیڈ کوارٹر سے تقریباً بیس شہروں میں موجود ہیں۔ ان دفاتر کو چیف
ڈپٹی کمپیوٹر زاور اسسٹنٹ ڈائریکٹر آپریشنز کنٹرول کرتے ہیں۔ ہیڈ کوارٹر کی آفس سے مربوط ہیں۔
اکی سلسلے میں کینیڈا، بنگلور، مدراس، کلکت، لکھنؤ، پٹنہ، سلیگوڑی اور پاکستانی سرحد کے
ساتھ ہر قابل ذکر شہر سے علاوہ ہوائی مرکز سے تمام شہروں میں "را" کے دفاتر قائم ہیں۔
ملک ممالک میں موجود ہندوستان کی تمام فارن آفیشل کمپنیوں۔ تعمیراتی کمپنیوں
ایئر لائنز، شپنگ کمپنیوں سے دفاتر میں "را" کے کور آفیسر (Cover Officer) کسی نہ
کسی اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں۔ یہ آفیشلز "آفیسر" کے روپ میں تعینات کئے جاتے ہیں۔

URDUFANS.com

بھارت کی خبر رساں ایجنسیوں کے غیر ممالک میں تقریباً نمائندے کام کرتے ہیں۔ ان میں "را" کے کور آفیسر (Cover Officer) شامل ہیں جو کل اخبار، ریڈیو، بھارتی ٹی وی اور بھارت میں شائع ہونے والے سیلولائیڈ کے قریباً پچاس فیصد سے زیادہ غیر ممالک میں تقریباً تو براہ راست جاتے ہیں یا پھر اس کیلئے ایجنٹ کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے ہیں۔ دیگر بین الاقوامی ایجنسیوں میں کام کرنے والے بیشتر بھارتی "را" کیلئے بھی کام کرتے ہیں۔

بھارتی حکومت اپنے بیرون ملک سفارتخانوں کے ذریعے اپنے اثر و رسوخ کا دائرہ وسیع کرنے میں ہمیشہ کوشاں رہتی ہے جس کے اہم اسباب پہلا سبب تو یہ کہ بیرون ملک بھارت کی تجارتی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع ہو۔ اس نے کئی جگہ زیر زمین تحریکوں میں ناگ پھنسا رکھی ہے دوسرا سبب بھارت میں پائی جانے والی آزادی اور علیحدگی کی تحریکیں ہیں جن کے ڈانڈے بیرونی ممالک میں موجود ہیں۔ بھارتی حکومت جانتے ہیں۔ بھارتی سمجھتے ہیں کہ اس طرح وہ ان تحریکوں کی سرگرمیوں کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔ بھارتی حکومت اپنے غیر ملکی سفارتخانوں میں "را" کے افسران کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا ہے۔ بھارتی تو تصلیف کم از کم تین اہم عہدوں پر "را" اور "آئی بی" کے افسران کی تعیناتی کی جاتی ہے فرسٹ سیکرٹری اور سیکنڈ سیکرٹری کے عہدے بھی شامل ہیں۔ بھارتی ایجنسیوں کی دلچسپی غیر ملکی معاملات خصوصاً سفارتی معاملات میں اتنی زیادہ ہے کہ بھارت کا ملک ظاہر ہے بھی اس پر زبردست سے چیکنگ کا اظہار کرتا ہے تاکہ کی تی کیفیت طاری ہے۔

بھارتی حکومت کے غیر ممالک میں سفارتخانوں اور قونصلیٹ میں

باقاعدہ مراکز قائم ہیں۔ یہاں سے سفارتی بھیس میں موجود "را" کے افسران اپنی مذموم سرگرمیوں کو چلاتے رکھتے ہیں۔ سفارتی بریف کیس میں بھارت "را" کے ایجنٹ بھارتی وزارت خارجہ کی طرف سے کسی بھی اخلاقی یا آئینی پابندی سے مبرا ہیں۔ ان کی تمام کارروائیوں کو "را" کے ہیڈ کوارٹر سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے ایجنٹ اپنی رپورٹس بھی براہ راست "را" کو ہی بھیجتے ہیں۔ بھارتی وزارت خارجہ کے بیورو کریٹ حلقوں میں اس بات کی بہت چہ میگوئیاں ہوتی رہتی ہیں اور ایک مشہور بھی ہے جہاں انہوں نے اپنی "سفارتی برادری" کو اپنے ہی ملک کے ان "انٹیلی جنس بیورو" سے بھی خبردار رہنے کا اشارہ کر دیا۔

بھارت کے سفارتی مراکز کے علاوہ بھی "را" نے بعض ممالک میں خفیہ بزنس آرگنائزیشنز، کارپوریشنز اور دیگر قانونی و نیم قانونی آڑ میں اپنے باقاعدہ مراکز قائم کئے ہوئے ہیں جہاں سے وہ متعلقہ ملک کے علاوہ ہمسایہ ممالک میں بھی اپنی سرگرمیوں کا احاطہ کرتے ہیں۔

○

ان دفاتر سے "را" کے آپریشن منیجرز کنٹرول کئے جاتے ہیں اور کامل خوبی سے "را" نے یہاں زیادہ تر بھرتیاں بھی متعلقہ ممالک سے ہی کی ہوتی ہیں۔ اس ضمن میں "را" کے پاکستانی خاصے غور و خوض کے بعد ایسے لوگوں کو منتخب کرتے ہیں جن کا بہ آسانی استعمال کرنا ان کیلئے بہت آسان ہے۔

تخریب کاری پھیلانا، اپنے ہمسایہ ممالک کو خوفزدہ رکھنا "را" کی بنیادی پالیسی ہے اور اس کیلئے وہ کسی بھی حد تک جانے کیلئے تیار رہتے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی بھارت کے کسی ہمسایہ چھوٹے ملک نے سر اٹھانے یا اپنی مرضی سے اپنی پالیسیاں بنانے کی کوشش کی بھارتی حکومت نے اسے سبق سکھانے سے گریز نہیں کیا۔

URDUFANS.com

87ء میں نیپال نے جب بھارت کے ساتھ تجارتی معاہدے کے خلاف احتجاج کیا بھارتی حکومت نے نیپال کی ناکہ بندی کر کے ملک میں تقریباً قحط کی پوزیشن پیدا کر دی تھی جس کے بعد نیپالی حکومت کو طوعاً و کرہاً بھارتی شرائط پر صلح کرنی پڑی۔

مالدیپ کے خلاف پہلے بغاوت کا ڈرامہ رچایا گیا جس کے بعد اسے خود ہی ختم کر دیا گیا۔ اسی طرح سری لنکا کے خلاف پہلے تاملوں سے تحریک شروع کروائی گئی اور جب اپنے مقاصد حاصل ہو گئے تو دنیا حیران رہ گئی کہ بھارت ہی سے "بھارتی امن فوج" بھیج کر سری لنکا کو ہتھیار دیئے گئے اور انہوں نے امن مالی کارروائیاں کیں۔ ان بھارتی فوجیوں نے سری لنکا میں ایک طرح سے اپنی متوازی حکومت قائم کر لی تھی جس کے کچھ بعد از خرابی ہیسیار سری لنکا سے چھٹکارا حاصل کیا۔

بنگلہ دیش سے "را" کے خصوصی تعلقات کا ذکر مناسب جگہ آئے گا اور پاکستان میں "را" کی کارروائیوں دنیا میں کسی بھی باخبر شخص سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ جنوبی ایشیا کے ہر ملک میں "را" نے اپنا تھوڑی مضبوط جاسوسی کا نظام بھی قائم کر دیا ہے۔

○

باہر پھیلے جانے والے جاسوسی نیٹ ورک کے دو بنیادی دائرے ہیں۔ اول پولیس اور آئی بی سے لئے جانے والے ایجنٹ جنہیں سفارتی کور میں مختلف مشن سونپے جاتے ہیں جبکہ دوسرا دائرہ ان ایجنٹوں پر مشتمل ہے جو "را" کی باقاعدہ قوت ہیں اور انہیں ضرورت پڑنے پر مختلف ممالک میں بھاری کمیشن پر بھیجا جاتا ہے۔ دوسرے دائرے کے تقریباً چھ ایسے ایجنٹوں کو وزارت خارجہ امور میں ان کی ریسرچ اور ایکوزیشن میں بھی بھیجا جاتا ہے۔ یہ ڈائریکٹوریٹ وزارت کی عمارت کے اندر ہی واقع ہے۔ "را" کے یہ افسر اپنی مدت (عموماً 2 سے 6 سال تک) کے دوران وزارت خارجہ امور میں اپنے

ساتھیوں میں آزاد خیال سمجھے جاتے ہیں اور ٹیلنٹڈ فارن سروس افسران کی حیثیت سے اپنے ہمیں کو پرکشش بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بیرون ممالک کے تمام بھارتی مشنوں میں کسی نہ کسی حیثیت سے "را" کے نمائندے موجود ہیں۔ عام طور پر "را" کے سینئر کور افسران کو فرسٹ سیکرٹری کا درجہ دیا جاتا ہے۔ تاہم واشنگٹن، ماسکو، ٹوکیو اور لندن جیسے اہم مشنوں میں کسی تو کونسلر یا منسٹر کا درجہ دیا جاتا ہے۔ وہ "آزاد" کام کرتے ہیں اور "را" کے ریجنل آفس سے براہ راست رابطہ رکھتے ہیں۔ اور بہت سے کیسوں میں مقامی چیف بھی ہوتے ہیں۔

"را" سفارتی کمیشن سے باہر اپنے ایجنٹ کئی طرح سے بھرتی کرتی ہے جو کہ یہ ہیں۔

1۔ تمام کمیونسٹ ممالک میں "را" کے کور افسران بیرون ملک بھارتی کمپنیوں، تجارتی فرموں، صنعتی یا تجارتی اداروں اور ثقافتی مشنوں میں کیریئر کور افسران تعینات ہیں اور مقرر کیے گئے۔

2۔ غیر ممالک کے تمام نگار بالخصوص ہندی اور انگلش اخبار، نیشنل میڈیا میں کام کرنے والے بھارتی باشندے بھی بیرونی مستقروں کے لئے "را" کے بڑے ذرائع ہیں۔ بالخصوص دارالحکومتوں میں آل انڈیا ریڈیو کے بہت سے نامہ نگار "را" کے ایجنٹ ہیں۔

3۔ اقوام متحدہ اور یونیسیف جیسے دیگر بین الاقوامی اداروں میں کام کرنے والے کچھ بھارتی باشندے بھی "را" نے بطور ٹیکنیکل ایجنٹ مقرر کر رکھے ہیں۔

4۔ انڈین نیشنل کانگریس نے اپنے بیرون ممالک مشنوں میں انٹیلی جنس حصوں میں مزید وسعت کی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ بڑے مشنوں میں اہم سفارتی مناصب پر "را" آل انڈیا کے تین کارندوں کو تعینات کیا جاتا ہے۔ بیرون ملک بھارتی سفارت کے تمام انٹیلی جنس کارندوں میں خفیہ طور پر زیادہ سے زیادہ کردار ہے خارجہ امور سے بھی اس کا اپنے خفیہ شعبے کا اظہار کیا ہے۔

URDUFANS.com

سفارتی عملوں کے اندر "را" نے اپنے سٹیشن قائم کر رکھے ہیں جنہیں "راء مرکز" کہا جاتا ہے۔ یہ مختلف ممالک کو کور کرتے ہیں اور زونوں میں منقسم ہیں۔ "را" کے تمام ایجنٹ اطلاعات یا معلومات "راء مرکز" میں پہنچاتے ہیں۔ ان سٹیشنوں سے خفیہ آپریشن بھی کنٹرول کئے جاتے ہیں۔ یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ شمالی امریکہ اور جنوبی امریکہ کے لئے "راء مرکز" ہالٹر تیپہ نیویارک اور ریوڈی جنیرو میں واقع ہیں۔ سیٹ طور پر یہ دونوں مراکز پورے کو سلامیہ کو کور کرنے کیلئے تین مراکز ہیں۔ ہفراد میں واقع مرکز "سی آئی ایس" کو بھی کور کرتا ہے۔ داخلی "را" میں موجود کچھ عناصر نے خارجہ سیکرٹریٹ سے کام لیتے ہوئے خود اپنی ایجنسی کی بداطواری کو بے نقاب کیا اور چنانچہ حکومت سے مطالبہ کیا کہ آسام اور پنجاب میں حکومتوں کو غیر مستحکم کرنے سے متعلق "را" کی سرگرمیوں کے بارے میں ایک قرطاس ابیض شائع کیا جائے۔

"را" نے بھارت کے مذموم عزائم پر پردہ ڈالنے کی کوشش اور غلط منصوبوں کو تقویت دینے میں نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ "را" کو جو پہلا مشن سونپا گیا، وہ تھا مشرقی پاکستان کو دولخت کرنا۔ جیسا کہ اشوک رائنا نے اپنی کتاب "ان سائیڈ را" میں انکشاف کیا ہے، "را" نے "مجیب کے گروہ" کے ساتھ رابطے استوار کر لئے تھے اور 1962-63ء کے دوران آئی بی کے تعاون سے آپریشن شمول مختلف ماڈیول بعد میں راسے مجیب اور مجیب کے گروہ کے درمیان گرفتاریوں کے دوران آپس میں منسلک ہوئی تھی۔ اس منسلک کے تحت مشرقی پاکستان رائفلز کے اسلحہ ڈپوؤں پر حملے کرنے کی ہدایت دی گئی تھی۔ یہ کارروائی آخرکار مشرقی پاکستان کی علیحدگی پر منتج ہوئی۔ اس کارروائی کا آغاز کرنا قابل ذکر ہے کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی پسند عناصر کو منظر عام پر لا کھڑا کیا اور اس کارروائی پر پیشگی سے تقویت دی جس کے ذریعے یہ الزام لگایا جا رہا تھا کہ پاکستان مظالم ڈھا رہا ہے اور مشرقی پاکستان کی معیشت برباد کر رہا ہے۔

1969ء میں "را" نے اپنے زیر تربیت دیگر کارکنوں کو بھی بلا لیا اور اگلے دو برسوں کے دوران ایک اندازے کے مطابق ان جنگجوؤں کو مسلح کیا اور تربیت دی۔ اشوک رائنا کے انکشاف کے مطابق "را" کے ایجنٹ باغی قوتوں کو مربوط کرنے کیلئے مشرقی پاکستان کے ہر گوشے کو پہنچے

PDF Waqar

URDUFANS.com

میں سرنیت کر گئے۔ اپریل 1971ء میں آزادی ایکشن شروع ہوئے عوامی لیگ کے متعدد سیاسی اور طالبعلم رہنماؤں کو "را" والے کلکتہ لے گئے جہاں سے جلاوطن حکومت قائم کرنی۔ پاکستان آرمی کے بنگالی افسروں نے مکتی گوریلوں کی قیادت کی اور ٹریننگ آرمی کے کمانڈوز پاکستانی افواج کو شکست دے کر چند روز سے بنگلہ دیش کی قسمت پر مہر لگا دی گئی۔ تاریخ کے اس سیاہ باب کے اب قریباً صاف ہو چکی ہے اور ساری دنیا "را" کے گھناؤنے کردار سے آگاہ ہو چکی ہے حیرت اور شرم کی بات ہے کہ بھارتی ستے "را" کا کریڈٹ خیال کرتے ہیں۔

بدقسمتی سے "را" کا یہ تیسرا پلان بنگلہ دیش کی آزادی کے ساتھ ختم نہیں ہوا سنے محسوس کر لیا تھا کہ وہ بھارتی سامراج کا شکار ہوئے ہیں اور بھارتی اپنی مدد کی قیمت وصول کر رہے ہیں جب سے نکلے عام بھارت کو بنگلہ دیش کے تمام کا ذمہ دار قرار دیا اور امریکہ کے ساتھ روابط استوار کرنے کی کوشش کی تو اس وہ زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکی اسے بھی اپنے تمام اثر و رسوخ کے باوجود "را" کے چنگل سے نہ بچا سکی جو اس ناپاک منصوبے کیلئے تیاریات کئے بنگلہ دیش میں "را" کی سرگرمیاں جاری ہے "را" بنگلہ دیش آرمی بشمول ملٹری جس کی صفوں میں گہری سرایت کر گئی ہے۔ تھوڑا عرصہ گزرا "را" کے دل ایجنٹوں کو گرفتار کیا گیا جو فوجی انٹیلی جنس و نیشنل سیکورٹی میں گھسنے میں کامیاب ہو تھے۔ "را" کی جانب سے شانتی باہنی والوں اور چکما قبائل کی تربیت جاری ہے اور بھارت خود اپنے انٹیلی جنس پارٹنروں کو سپانسر کر رہی ہے۔

○

"را" بنگلہ دیش میں اپنے آپریشن مختلف مقامات سے انجام دیتی ہے لیکن

ہائی کمشن ڈھاکہ اپنی ہائی کمشن چٹاگانگ اور راجشاہی کو بنگلہ دیش مخالف سرگرمیوں کا گڑھ قرار دیا جاتا ہے۔ "را" کے درجنوں آفیسرز ان سفارتی مشنوں میں بظاہر ڈپلومیٹ خاوند کے ملازمین کے روپ میں یہ گھناؤنے کام سرانجام دیتے ہیں چونکہ ان کے پاس مضبوط سفارتی کور ہوتا ہے اس لئے وہ اطمینان سے اپنا کام بلا خوف و خطر کرتے ہیں اور بنگلہ دیش انٹیلی جنس کی نظریں آنے کے باوجود بھی اپنے خلاف کارروائی سے محفوظ رہتے ہیں کیونکہ بنگلہ دیش کی حکومت کو ایسے کسی بھی بھارتی ایجنٹ کو ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر ملک بدر کرنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچنا پڑتا ہے۔ بنگلہ دیش میں جاسوسی کے علاوہ "را" آفیسر کے زیر کمان "را" کی ایک مضبوط یونٹ بھی ہوتی اور تخریبی کارروائیاں چلاتی رہتی ہے مکتی باہنی سے بنگلہ دیش آرمی میں یہ کارروائیاں کرتا ہے جسے ان کا مول سیلنڈر 20 روپے ماہانہ بخشش حکومت کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ ایک سیٹ اپ کے تحت ایک سلیپنگ ایجنٹ شیلانگ اور دوسرا اگرتلہ میں بھی کام کر رہا ہے جہاں سے بنگلہ دیش کی سالمیت کے خلاف آپریشن چلائے جاتے ہیں۔

ان تمام ایجنسیوں کا اپنا اپنا الگ الگ دائرہ کار ہے جہاں یہ جاسوسی اور تخریبی کارروائیاں کرواتے رہتے ہیں۔

"را" کے ایجنٹوں نے بنگلہ دیش میں جاسوسی کا ایک مربوط اور مضبوط جال اپنے ایجنٹوں کے ذریعے پھیلا رکھا ہے یہ تو وہ لوگ ہیں جو "را" کے باقاعدہ ایجنٹ ہیں جبکہ اتنا باقاعدہ ایجنٹوں سے تعلق نہ رکھنے والے بنگلہ دیش میں کثیر تعداد میں ایسے لوگ بھی ہیں جو "را" کے نام نہاد ایجنٹ بھی ہیں۔

"را" کے ایجنٹوں کو تین کیٹیگریز میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(1)... بھارتی شہریت رکھنے والے ایجنٹ جنہیں جاسوسی اور تخریبکاری کی باقاعدہ

URDUFANS.com

تربیت دے کر بنگلہ دیش میں داخل کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ اپنے اپنے ٹارگٹ ایریا میں
مختلف روپ دھار کر قیام کرتے ہیں ہر ایجنٹ سے اپنی ایک جعلی شناخت "کور" ہوتی
ہے جیسے کہ تاجر، بزنس مین، طالب علم، فنکار اور لیکچرار وغیرہ۔ ایسے معاشرتی
خول اپنے چہروں پر چڑھا کے یہ لوگ اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں۔

(2)..... بنگلہ دیش کے وہ شہری جو مختلف لالچ مثلاً روپیہ پیسہ، کاروبار کی منفعت
نظریاتی وابستگی (جنم ہونے کی صورت میں) کے تحت "را" کے ایجنٹ بن جاتے ہیں۔

(3)..... کسی تیسرے ملک کے شہری جن کا تعلق بنگلہ دیش یا بھارت سے نہیں ہوتا
ان میں زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہوتی ہے یا پھر غیر ملکی آرگنائزیشن مثلاً کسی بزنس
ہاؤس کارپوریشن یا نیشنل کمپنی کے ملازمین جن کا تبادلہ اپنے کام کے سلسلہ میں بنگلہ
دیش میں ہوتا ہے یا پھر وہ کسی این جی او کے تحت بنگلہ دیش میں ملازمت
اختیار کرتے ہیں۔

"را" کی طرف سے اپنے ایجنٹوں کو بنگلہ دیش میں عموماً اس طرح کی ڈیوٹیاں دی
جاتی ہیں۔

بنگلہ دیش کے دفاع اور قومی پالیسیوں سے متعلق خفیہ اور حساس نوعیت کی
اطلاعات حاصل کر کے "را" کو پہنچانا۔

بھارت کے مفاد اور دیگر مفادات کا تحفظ اور انہیں جاری و ساری رکھنا۔ مثلاً گنگا
کمن پانی تنازعہ کے دوران بنگلہ دیشی عوام کو ان کے ملکی مفادات کے خلاف سرگرم عمل
کر کے بھارت کے حق میں فضا ہموار کرنا۔

سیاسی انتشار پھیلانا، تخریب کاری کو بڑھاوا دینا اور ایسے حالات پیدا کرنا جن
سے تمام تر توجہ اندرونی معاملات کی طرف مبذول ہو جائے اور بنگلہ دیش کی معاشی
ترقی رکی رہے۔ غربت برقرار رہے اور وہ اپنی معیشت کو سنبھالا دینے کیلئے بھارت سے

آزاد ہیں آزادانہ طور پر اپنی کوئی پالیسی نہ بنا سکیں۔

سالمی اور مذہبی فسادات کرواتے رہنا۔

بنگلہ دیش کی درسگاہوں میں اتحاد کی پھیلاؤ رکھنا تاکہ بنگلہ دیشی طالب علم یکدل
ہو کر بھارتی تسلط کے اداروں کا رخ کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

بنگلہ دیش میں پڑھنے والی طلبہ کی اور دوستانہ گروپوں کی تحریکوں کو مضبوط کرنا۔

11 اگست 1994ء کے ہفت روزہ ایشیا ویک نے اپنے شمارے میں لکھا کہ
بھارتی بڑی چالاکی سے ایسے اقدامات کرتے رہتے ہیں جن سے بنگلہ دیش میں
بھارت دوستوں کی جڑ تالیں جا رہی ہیں اور بنگلہ دیش کی کابینہ کبھی مضبوط نہ ہو سکے۔
"را" تعلیم نسواں جیسی ہر کردہ عورتوں کو اپنی تنظیموں کو ایجنٹ بنا کر بنگلہ دیش
کی مذہبی جذبات کو بھڑکاتی رہتی ہے "را" کے ایجنٹ ہمیشہ ایک محاذ پر گرم رہتے ہیں
بنگلہ دیش کو بھارتی اشیاء کی منڈی بنانے کیلئے "را" کے ایجنٹوں نے "جنتا بل" کو
منظور کرانے کی سازش کی تاکہ بنگلہ دیش کی صنعتی ترقی کو روک کر وہاں اشیائے صنعت کو
فروغ دیا جائے۔

19 اپریل 1993ء کے ہفت روزہ "تکبیر" میں بنگلہ دیش میں قومی شہرت کے
حامل پروفیسر سید علی احسن سفاکیہ چوہدری کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں کہا کہ یہاں
کچھ لوگ بھارت کے ساتھ زیادتی کی سیاہی سے بھرا ہوا بستہ بنگلہ دیش کے
سر پر رکھنا چاہتے ہیں۔ انہیں
بھارت کی کوئی غلطی یا زیادتی کبھی دکھائی نہیں دیتی یا جسے دیکھنا نہیں چاہتے کہ
بنگلہ دیش کو نگلنے کے لئے کتنے کتنے سے بھارتی سازشوں کو جانتے ہوئے بھی ان
کے خلاف اچھا زبان سے ایک لفظ نہیں کہتے خود کو ترقی پسند کہلانے کے شوق میں وہ
بھارتی پیسے جاد سے ہوئے تنقید کرتے رہتے ہیں دراصل یہ لوگ بنگلہ دیش کو
ختم کرنے کیلئے دیمک کا کام کر رہے ہیں تم بالا سے ستم کہ ملکی سالمیت

URDUFANS.com

ان دشمنوں کی زبان بندی بھی کوئی کرنے کو تیار نہیں اور انہیں
نظریات پھیلانے کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ ان حربوں سے "را" کے لئے
کام کی نوعیت سمجھ آجاتی ہے اور صاف دکھائی پڑتا ہے کہ وہ معمولی کی
ایجنسی سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ بنگلہ دیش کی جڑیں کاٹنے میں مصروف

بنگلہ دیش میں کچھ عاقبت نااندیش جو نہرو دانشور یہ کہتے دکھائی
بھارت کو اپنا سائز مزید بڑھانے کی کیا ضرورت ہے وہاں تو پہلے ہی غربت
لوگوں کا برا حال ہے اور بھارت بنگلہ سرحدوں کو مزید وسیع کر کے آخر اس
مزید جنجال کیوں پالے گا۔

بنگلہ دیش کو بھارت میں ضم کرنا "را" کا حتمی ٹارگٹ ہے۔

بھارت کی شمال مشرقی ریاستوں میں چلنے والی آزادی کی تحریکوں کا
دیش کی سرحدوں تک پھیلا ہوا ہے اور "را" کی طرف سے مسلسل اس منصوبے
ہو رہا ہے کہ بنگلہ دیش کو کمزور کر کے بنگلہ دیش کی سرحدوں پر موجود
صفایا کر دیا جائے۔

○

"را" کے کرتا دھرتا اپنے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کے
یا کھنڈ بھارت" کے عملی تعبیر دینا اپنی اور دھارمک فریضہ سمجھتے ہیں
جوش و خروش سے اس کام پر لگے ہیں اس سچائی سے انکار ممکن نہیں کہ ہندو
بھارت کی تقسیم کو دل سے قبول کیا تھا اور آج بھی بنگلہ دیش بھارتی لیڈر
آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھ رہا ہے۔

1971ء کی جنگ میں مشرقی پاکستان کے بنگالیوں کی مدد بھارتیوں نے

نہیں کی تھی ان کا مقصد ہندو کے اس خواب کو پورا کرتے مشرقی پاکستان کو
ریاست کا حصہ بنانا تھا۔ 1971ء کی جنگ کے بعد بھارت آزاد گورنمنٹ آف بنگلہ
دیش کے قیام پر راضی نہیں تھا بلکہ وہ ایسا بنگلہ دیش چاہتا تھا جس پر ہمیشہ کیلئے بھارت کی
گرفت مضبوط رہے یہ وہ سب کچھ خفیہ معاہدہ ہے جو اکتوبر 1971ء میں بھارت اور
بنگلہ دیش کی عبوری حکومت کے درمیان سے پایا اور جس کی مراد کلکتہ میں تحریر ہوئی تھی نام
ہے بنگلہ دیش جلاوطن حکومت سے جس سے یہ خفیہ معاہدہ طے ہوا تھا جسے بعد میں
بنگلیوں کی مرضی کے خلاف جبر اور دھونس دھاندلی سے مسلط کیا گیا۔

نکات ملاحظہ فرمائیں.....

(1)..... بنگلہ دیش کی آزادی کے بعد موجودہ ایڈمنسٹریٹو آفیسرز (مراد بھارتی
اور "را" کے افسران جنہوں نے بنگلہ دیش کی جنگ آزادی میں حصہ لیا
اپنے اپنے عہدوں پر فائز رہیں گے آزادی کے بعد کسی بھی آفیسر کو نکالنے اور بھرتی
کرنے کی ذمہ داری "بھارتی ایجنسیوں" کی ہوگی۔

(2)..... بنگلہ دیش کی آزادی کے بعد وہاں پر کوئی بھارتی فوجیں بنگلہ دیش میں
نہیں رہیں گی (یہاں دفاتر اور قونصلیٹ نہیں بنائیں)

(3)..... بنگلہ دیش کی آزاد حکومت اپنی حیثیت میں کسی بھی قسم کی "غیور فوج"
رکھنے کی مجاز نہیں ہوگی۔

(4)..... سیکورٹی اور انٹیلی جنس کے معاملات سے نمٹنے کے لئے "خفیہ معاہدہ"
کے تحت ایک مشترکہ ادارہ قائم کیا جائے گا (ظاہر ہے کہ اس ادارہ میں بھارتی ایجنٹ ہی ہو سکتے تھے) جس سے ایسے
اقدامات کو روکا جائے گا۔

(5)..... انڈین آرمڈ فورسز کا چیف آف سٹاف پاکستان کے خلاف جنگ کی قیادت
کرے گا جبکہ باقی انڈین آرمڈ فورسز کی کمان کے تحت کام کرے گی۔

URDUFANS.com

(6)..... آزاد بنگلہ دیش اور بھارت کے درمیان تجارت اور لین دین
اوپن ہوگا سال میں ایک مرتبہ دونوں ممالک کی تجارتی نقل و حمل کا جائزہ لیا
گا اور اوپن لسٹ پر نظر ثانی ہوگی۔

(7)..... بنگلہ دیش کا وزیر خارجہ بھارتی وزارت خارجہ سے مزید کی تعلیم
ان کی مشاورت کا پابند ہوگا بھارتی وزارت خارجہ بنگلہ دیش وزیر خارجہ کی
Assist کرنے کی "پابند ہوگی۔

(بحوالہ ہمایوں رشید چودھری کا انٹرویو Raw and CIA In The Liberation
War of Bangladesh مصنف مسعود الحق)

مسٹر ہمایوں رشید چودھری کی "چیف آف دی مشن آف پروونشل گورنمنٹ
بنگلہ دیش ان دہلی" سے اپنے انٹرویو کے دوران انکشاف کیا کہ مندرجہ ذیل
پرجیڈنٹ آف پروونشل بنگلہ دیش گورنمنٹ اس معاہدے پر دستخط کرنے
بہت مشکل پائے لیکن دیکھ کر نہیں سکتے تھے اس سازش کا اندازہ اس بات
کہ آج تک اس معاہدے کو بھارت یا بنگلہ دیش حکومت دونوں میں سے کسی نے
شائع نہیں کیا۔

متذکرہ بالا معاہدے پر عملدرآمد کے لئے بنگلہ دیش کی پروونشل گورنمنٹ
درج ذیل اقدامات کئے تھے۔

(1) جنرل نور کا کمانڈر انچیف جنرل عبدالغنی عثمانی کی بجائے لیفٹیننٹ کرنل
عثمانی اردو کو مقرر کیا جائے۔

پاکستانی فوج کے ہتھیار جنرل اروڑہ کے سامنے ڈالوائے گئے۔

(2) مول سروس کے افسران سے بنگلہ دیش آزاد ہوتے ہی ڈھاکہ
انتظامیہ کی تمام ذمہ داریاں سنبھال لیں۔

16 دسمبر 1971ء کو پاکستانی فوج کے ہتھیار ڈالنے کے بعد بھارتی فوجیں بنگلہ
دیش میں مقیم رہیں۔

بھارتی حکومت تو اپنی افواج کے بنگلہ دیش میں ایک دہائی تک قیام پر بضد تھی
لیکن بنگلہ دیش کے عوام کی شدید مخالفت اور دس جنوری 1972ء کو شیخ مجیب الرحمن
کی آمد سے بھارتی فوجوں کو واپسی پر مجبور کیا کیونکہ شیخ مجیب نے جلسہ عام میں بھارتی
فوجوں کی واپسی کا مطالبہ کر دیا تھا بھارت کے سابقہ صدر گیانی ذیل سنگھ نے اپنے ایک
انٹرویو میں جو 27 جولائی 1987ء کے بھارتی اخبارات میں شائع ہوا "بھارتی
مقصد" کا پردہ چاک کر دیا کہ کس طرح

گیانی ذیل سنگھ نے اس انٹرویو میں کہا کہ "بھارتی فوجوں کی واپسی قریبی اضافہ
نہیں تھی اس سے بھارتی مفادات کو زبردست دھچکا لگا"

○

"را" کا یہ منصوبہ کہ بنگلہ دیش کے قیام کے بعد بھارتی فوجیں وہاں موجود رہیں
مکمل ہو گیا تو اس سے بھارتی پارلیمنٹ اس قابل ہو جاتی کہ وہ کم از کم دہائی تک
طریقے اختیار کرتے رہتے منصوبہ ساز اس تلخ حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے کہ کسی
بھی ملک کو زیادہ دیر تک اپنے قبضے میں فوج کے ذریعے نہیں رکھا جا سکتا
آج کی دنیا میں کوئی بھی فوج کسی خودمختار قبضے کو برداشت نہیں کرتی بلکہ مسلح دنیا
میں اسے زبردست عالمی ردعمل کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ
استعماری قوتوں نے اپنی کوشش ترک کر دی ہیں اس نے صرف اپنی حکمت عملی کا
کو ایک مثال بنا کر پیش کر رہے ہیں

اب ایسے طریقے اختیار کئے جا رہے ہیں جس کے تحت کسی بھی ملک پر قبضہ مقصود

URDUFANS.com

ہو تو اس کی ایک ہی توجیہ کی جاتی ہے کہ عوام کا اعتماد اپنی حکومت پر سے اٹھ جاتا ہے۔ معصوم عوام کی ناپختہ کاری اور کمتر معیاری وجہ سے مقامی عوام اپنے ہی ملک کو تجارت منڈی بنا دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہاں استعمار کی طاقتیں تجارت کی آڑ میں ڈیرے لگتی ہیں جس کا حتمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ملکی معیشت کا دیوالیہ نکل جاتا ہے اور قرضوں کی ادائیگی کے قابل ہی نہیں رہتا عوام کی قوت مدافعت ان پے در پے نقصان اور معاشی حملوں کی وجہ سے دم توڑ چکی ہوتی ہے اور وہ غیر ملکی مداخلت کے خلاف دھنگ سے احتجاج بھی نہیں کر پاتے۔

بظاہر دو ملک ایک آزاد ملک ہوتا ہے لیکن نفسیاتی اور معاشرتی طور پر وہاں کے عوام غلامانہ سوچ سے جب تک نجات حاصل کرنے پر مجبور ہوتے ہیں ان کی قومی شناخت ختم ہو چکی ہوتی ہے اور وہ قوم کی بجائے منتشر گروہوں کے گروہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں پھر ایک دن ایسا بھی آتا ہے جب ان کے نزدیک آزادی کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہ جاتی انہیں اس بات سے کوئی غرض ہی نہیں رہتی کہ ان پر کون مسلط ہو چکا ہے بس ان کی زندگی ایک ہی نقطہ پر رہ جاتا ہے جس کا نام ہے "پیٹ"۔

○

"را" بنگلہ دیش کو بڑی تیزی سے اس صورت حال کی طرف گھسیٹ رہی ہے جس میں بھارت سے بہنے والے دریاؤں کے پانی پر بنگلہ دیش کی نوعیت سے کہیں زیادہ بھارت کا انحصار ہو جائے۔ بنگلہ دیش کی پیداوار کی قابل کاشت زمین کا 80 فیصد حصہ بھارت سے آنے والے پانی پر منحصر ہے۔ بھارت کے ساتھ بنگلہ دیش کی تجارت کا توازن بھی بنگلہ دیش کے خلاف ہے۔ بنگلہ دیش کی 90 فیصد مسلم آبادی کو اس کی شناخت سے محروم کرنے کے لئے سیکولر نظریات سرحد پار اور دیگر ذرائع سے ان کے اذہان پر بڑی زبردست حملہ کیا گیا ہے۔ اسلامی عقائد پر ایک حملہ یہاں متعین کی بات میں کر رہے ہیں۔

تسلیمہ نسرین ان کی ایک کٹھ پتلی مثال ہے جو "را" کی پیداوار تھی اور جسے "را" نے استعمال کرنے کے بعد ٹشو پیپر کی طرح ایک کونے میں پھینک دیا۔

"را" کے ایجنٹوں کی طرف سے بنگلہ دیش میں سیاسی انتشار پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ صورتحال اتنی گھمبیر ہو چکی ہے ان ایجنٹوں کی حرکات سے عوام کا بڑا حصہ واقف ہو چکا ہے۔ شیخ مجیب الرحمن کا احترام کرنے لگے ہیں۔ اور ان کی پہچان بھی کھونے لگے ہیں۔

بڑی یونیورسٹیوں میں بڑے جلسوں اور مظاہرے کروا کر وہاں کا ماحول پراگندہ کیا جا رہا ہے تاکہ اپنی تعلیم جاری رکھنے کیلئے طلباء و طالبات بھارتی درسگاہوں میں داخلہ لینے پر مجبور کر دیئے جائیں۔

فری یونین ازم کی "تحریک" بنگلہ دیش کی فیکٹریوں اور کارخانوں میں ماحول کو پراگندہ کرنے کی ہے۔ آئے روز ہڑتالوں اور تعطل کی وجہ سے معاشی حالات کو بگاڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

بنگلہ دیشی عوام کو نفسیاتی طور پر مسلسل عدم تحفظ کا شکار کرنے کیلئے بھارت کی پارڈر سکیورٹی فورسز کے تشدد آمیز واقعات میں تیزی آ رہی ہے۔ بھارت سے دوسرے دفاعی نوعیت کے بنگلہ دیشی سرحدی علاقوں پر زبردستی قبضہ کر کے انہیں بھارت کا حصہ بنا دیا ہے۔ (بی ایس ایف پارڈر سکیورٹی فورسز بھارتی انٹیلی جنس کے ایجنٹ جب بھی چاہتے بنگلہ دیش میں گھس جاتے ہیں وہاں سے شہریوں کو اغوا کرنا اور قتل کر دینا معمول کارروائی بن کر رہ گیا ہے۔ مسلسل بڑھ کر یہ کہ بنگلہ دیش کی 90 فیصد مسلم آبادی کو اس کی شناخت سے محروم کرنے کے لئے سیکولر نظریات سرحد پار اور دیگر ذرائع سے ان کے اذہان پر بڑی زبردست حملہ کیا گیا ہے۔ اسلامی عقائد پر ایک حملہ یہاں متعین کی بات میں کر رہے ہیں۔

تسلیمہ نسرین ان کی ایک کٹھ پتلی مثال ہے جو "را" کی پیداوار تھی اور جسے "را" نے استعمال کرنے کے بعد ٹشو پیپر کی طرح ایک کونے میں پھینک دیا۔

"را" کے ایجنٹوں کی طرف سے بنگلہ دیش میں سیاسی انتشار پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ صورتحال اتنی گھمبیر ہو چکی ہے ان ایجنٹوں کی حرکات سے عوام کا بڑا حصہ واقف ہو چکا ہے۔ شیخ مجیب الرحمن کا احترام کرنے لگے ہیں۔ اور ان کی پہچان بھی کھونے لگے ہیں۔

URDUFANS.com

"را" سب اس چکر میں ہے کہ لوگوں کا اعتماد مکمل طور پر اپنی لیڈر شپ
منتشر ہونے سے ختم ہو جائے اور خانہ جنگی کی ایسی کیفیت پیدا ہو کہ لیڈر حضرات
فوجی طاقت کو (71ء کی طرح) مداخلت کر کے اپنے ہی ملک پر قبضہ کرنے کی
دعوت دینے پر مجبور ہو جائیں۔

ہمایہ کی ریاست حکم پر ایسے ہی حالات پیدا کرنے کے بعد بھارت نے قبضہ کیا

○

سمہ والی سازش کا تانا بانا "را" برق رفتاری سے بنگلہ دیش میں تن رہی ہے تو
از جہد اس کھیل کو منطقی انجام تک پہنچانے میں کوشاں ہے جو کی مہارت اور یکسوئی
شاندار بنگلہ کی معیشت کو مفلوج کرنے، سیاسی انارکی پیدا کر کے یہاں ایسی عدم
اور نفسا نفسی کی فضا پیدا کرنے میں کوشاں ہیں کہ پھر بھارت کو ماضی کی طرح
روک نہ سکے بنگلہ دیش میں اپنی فوجیں داخل کرنے کا موقعہ مل جائے یا بنگلہ دیش
حکومت کو خود اپنے حالات پر قابو پانے کے لئے بھارتی فوج کی ضرورت محسوس ہو
وہ بھارت سے مداخلت کی باقاعدہ درخواست کرے۔

تاہم مداخلت کی درخواست کا یہ بہانہ پیدا کرنے کے لئے 1971ء کے فوراً بعد
بھارت نے بنگلہ دیش کے ساتھ 25 سالہ دفاعی معاہدہ کر لیا تھا اسی طرح
یکسو قانونی طریقہ واردات اپنایا گیا جس کے ساتھ ہی تنسیخ نسرین جیسی "ب"
کیلئوں کے ذریعے بھارت اور بنگلہ دیش کے درمیان موجود سرحدوں کو ختم کر
گھناؤنی سازش چل رہی ہے تاکہ بنگلہ دیش کو باقاعدہ بھارت کا حصہ بنایا جا سکے
بڑی سے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ بھی زبان بھی مرد بنگ کی کیفیت

نہ ہی ختم ہو چکی ہے۔ بھارت کی انٹیلی جنس ایجنسیاں ابھی تک مشرقی اور مغربی بنگال کو
متحد کرنے کی تحریک چلا رہی ہیں اور اس کا مسئلہ پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔

بنگلہ دیش "را" کے لئے ایک آسان شکار کی حیثیت اختیار کر چکا ہے جہاں وہ اکھنڈ
بھارت کا بلیو پرنٹ تیار کر رہی ہے۔

"را" نے نہرو کے ناپاک عزائم کو عملی جامہ پہنانے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ "را" کی سرگرمیوں
کے تسلسل کے ساتھ یہ پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ بنگال کی تقسیم کے ذمہ دار محمد علی
جناح تھے یہ "را" کے اس خطرناک منصوبے کا حصہ ہے جس کے ذریعے وہ بنگلہ دیش کی
عوام کو ماضی کی اس تقسیم کی غلطی کے تسلیم کر کے بنگال اور بنگلہ دیش کے درمیان
سرحد ختم کرنا چاہتے ہیں۔ "را" کی سرگرمیوں سے بنگلہ دیش عوام کے ذہنوں میں یہ بات
بٹھائی جا رہی ہے کہ بنگال کی موجودہ تقسیم غیر فطری ہے اور اس کے ذمہ دار جناح اور
ان جیسے کچھ اور "کیوں لیڈر" تھے اب اس منصوبے کا اگلا مرحلہ یہ ہے کہ اس "غیر
فطری" سرحدی لکیر کو مٹا دیا جائے۔

"آئندہ بازار پٹرول" کمپنی نے حال ہی میں بنگلہ دیش کی معیشت اور معاشرت پر
ایک تہلکہ خیز رپورٹ مضمون کی جس میں ثابت کیا کہ بنگلہ دیش کی معیشت اور معاشرت
تباہ ہو چکی ہے اور بنگلہ سیدھی دلیل کے ساتھ اس مضمون کے آخر میں بنگلہ دیش
حکومت کو بڑی ڈھٹائی اور بے شرمی سے مشورہ دیتے ہوئے کہ

"بنگلہ دیش کے عوام کو ان تلخ سچائیوں کا احساس کرنے کے بعد بھارت میں ضم
ہونے کا باقاعدہ مطالبہ کرنا چاہیئے۔"

A thorn has been picked, in my throat in '947.
I do not want to swallow it.
Rather I desire to extort it.
To reclaim the undivided soil of my ancestors.

(ہفت روزہ مسلم انٹرنیشنل 3 جولائی 95ء)

URDUFANS.com

تسلیمہ نسرین کو کلکتہ میں بہت سے بھارتی ایوارڈز سے نوازا جا چکا ہے
زندگی اور "را" سے خصوصی تعلقات کی کہانیاں بھی منظر عام پر آ چکی ہیں

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ہمارے بزرگوں نے بھی بنگال کی تقسیم نہیں
وہ کسی بھی صورت میں "تختہ دہلی" کی غلامی قبول کرنے پر بھی رضامند
انہوں نے بیک وقت انگریز اور ہندو دونوں کی غلامی سے نجات کیلئے آزادی
سکتے تھے لیکن یوں لگتا ہے جیسے "را" نے تاریخ سے کوئی سبق نہ سیکھنے کا مصم
ہے اور وہ پوری شدومد کے ساتھ "اکھنڈ بھارت" کے منصوبے پر عمل درآمد

28 فروری 92ء کو ڈھاکہ میں منعقدہ بنگال کو آپ میں آنے سا
میں تقریر کرتے ہوئے انڈین نیشنل کانگریس کے ایک سرکردہ لیڈر مایارام
Mayaram Surgeon نے جو روزنامہ "آجکل" کا ایڈیٹر بھی ہے کہا
متحد ہو سکتا ہے کیونکہ ہم 47ء والی پوزیشن پر واپس نہیں جا سکتے۔"

افسوسناک بات تو یہ ہے کہ اس سیمینار میں کسی نے مایارام کی زبان کو لگام
البتہ وہاں موجود "را" کے زرخرید ایجنٹوں نے اس تجویز کو سراہا اور وہ
سکے ڈوگمرے برساتے ایک اور سیمینار میں جو کہ سنٹر فار ڈیولپنگ دی سپرٹ
بنگال نیشنل لزم نے بنگالی کیلنڈر کی 15ویں صدی کی آمد پر منعقد کیا تھا
آنریبل منسٹر نیشنل افیئرز کے خود ساختہ لیڈر حسن امام نے "را" کے ایجنٹ مایارام
کفریہ کی زبردست حمایت کی اور کہا۔

"برصغیر کی تقسیم اور تقسیم نے ہمارے دلوں کو بھی ٹکڑوں میں بانٹ
حالانکہ ہم اکٹھے رہنا چاہتے تھے شاید اسوقت کوئی اس بات کا یقین نہ کر
مستقبل میں پھر ایک ہو جائیں گے" (روزنامہ انقلاب 30۔اپریل 96ء)

حسن امام لگاتار دلال نمبر کتنی (71ء سے پاکستان حمایتی غداروں کا صفایا کرنے
کمیٹی کا ایک سرگرم ممبر ہے۔ اس کا مندرجہ بالا بیان یہ بتانے کے لئے کافی ہے کہ
حسن امام نہاد کمیٹی کے دیگر ممبران کس ایجنسی کے لئے کام کر رہے ہیں؟
بنگالی قومیت کے نام نہاد علمبردار آخر مغربی بنگال کے لوگوں کو یہ سبق کیوں نہیں
دیتے کہ وہ بھارت سے قطع تعلق کر کے بنگلہ دیش کے ساتھ الحاق کر لیں؟
آخر وہ اس کام کے لئے بنگلہ دیش کے لوگوں کو کیوں اشتعال دلاتے رہتے ہیں؟
آخر وہ بنگلہ دیشیوں کو کیوں بھارت میں ضم ہونے کی ترغیب دے رہے ہیں۔
کیا ہم نے اپنی جانوں کی قربانیاں اس لئے دی تھیں کہ بالآخر بھارت کی غلامی
اختیار کر لیں؟ یہ ہیں وہ سوالات جو حال ہی میں بنگلہ دیش میں "را" کے کاسہ لیس کرتوت
بے نقاب کرنے والے ممتاز صحافیوں نے اٹھائے ہیں۔

مایارام اور ان جیسے دوسرے "را" کے ایجنٹوں کو جو منہ کی کھانی پڑی تو نظر آ رہا ہے
لیکن وہ دو کروڑ بنگلہ دیشی جو پورے گولہ بارود کا حشر کیوں نہیں یاد رکھتے۔ غیر فطری اتحاد
کے نقصانات کتنے بھیانک ہوا کرتے ہیں۔

"را" کو ان تلخ حقائق کا شدت سے ادراک ہے کہ بنگالی مسلمانوں کا مذہبی تشخص اور
مذہب کی بنیاد پر وجود میں آنے والی ان کی ریاست بنگلہ دیش کے بھارت میں ادغام کے
راستے کی بڑی رکاوٹ ہیں۔ سچا مسلمان کبھی اپنے مذہب اور اقدار سے خط نہیں توڑ سکتا۔
اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اور مسلمان اس سے ہر شعبہ زندگی میں رہنمائی
حاصل کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زبان ایک ہونے کے باوجود بنگالی مسلمان اور ہندو
کے طرز معاشرت میں زمین آسمان کا فرق ہے حالانکہ دونوں مچھلی، دال، اور چاول
بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

URDUFANS.com

"را" نے اسلامی اس حقانیت کا توڑ اپنی دانست میں اس طرح کیا ہے کہ بنگلہ دیش میں بنگالی قومیت کو تقویت سے ہمدوش کی جا رہی ہے تاکہ بنگالیت کی "ر" میں اتحاد ہندو مسلمان بنگالی" مسلمانوں میں متعارف کروا کر انہیں اسلام کی اقدار سے عاری کیا جا سکے۔ اسے وہ متحدہ بنگال کا نام دیتے ہیں۔

بنگال میں رہنے والے مسلمانوں اور ہندوؤں میں ایک قدرتی تفاوت ہے کہ ایک دوسرے کے ہمسایہ ہونے کے باوجود بنیادی طور پر ایک ہی مقصد کے لئے بولی جانے والی زبان میں مختلف الفاظ استعمال کرتے ہیں مسلمان بنگالی بولتے ہوئے روزمرہ زندگی کی اشیاء ضرورت کے لئے زیادہ تر فارسی اور عربی کے استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ ہندو سنسکرت کے الفاظ زیادہ استعمال کرتے ہیں یہی تمدن کے لئے ہندو "آشیر واد" اور مسلمان معافی" دعا" دیتے ہیں مغفرت کے لئے بنگالی ہندو کھیما" اور مسلمان مغفرت" لفظ استعمال کرتے ہیں ایسی ہزاروں مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

بنگالی مسلمانوں اور ہندوؤں کی ایک ہی گلچر میں رہتے ہوئے ایک دوسرے سے مختلف رسومات ہیں مرنے جینے عبادت غرض ہر شعبہ زندگی میں مسلمانوں کی انفرادیت دکھائی دیتی ہے۔ "را" بنگالی مسلمان نوجوانوں کو مسلسل یہ باور کروا رہی ہے کہ ہندو گہرا رچی ہوئی ہے کہ 71ء کی جنگ نے دو قومی نظریے کو باطل کر دیا ہے اور بنگلہ زبان کی بنیاد ثابت ہو گئی ہے۔

گزشتہ کچھ سالوں سے "را" نے اپنی تمام تر توانائیاں بڑی شدت سے بنگالی کے نام پر بنگلہ دیش میں ہندو رسومات کو متعارف کروایا جا رہا ہے اور بنگلہ دیشی مسلمان مذہب پر دھبہ لگانے اور گھٹیا بنانے کی تمام تر کوششیں اپنانے لگے ہیں لیکن یہاں بھی ناکام دکھائی دیتے ہیں تاریخ بتاتی ہے کہ مندرجہ بالا رسومات بھی کبھی تمام بنگالیوں میں رائج نہیں رہیں اور یہ بھی بنگالی گلچر کا کوئی ناگزیر حصہ نہیں تھیں لیکن یہ حقیقت

سے بغیر کوئی چارہ باقی نہیں رہتا کہ "را" نے اس محاذ پر بہت کامیابیاں حاصل کی ہیں اور اپنے ہم خیال بنگالی مسلمان دانشوروں کا ایک گروپ بنانے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ اس صورتحال کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے پروفیسر سید مؤمن احسن کہتے ہیں۔

"بنگالی مسلمانوں میں ایسا ایسا گروہ پیدا ہو چکا ہے جو دبے چھپے نہیں بلکہ کھلم کھلا اور تحریر و تقریر کے ذریعے اپنی روایات جھاڑنے لگے ہیں۔ ہمارے گھریلو اور قومی تقاریب میں یہ قباحتیں در آئی ہیں جبکہ تاریخ بتاتی ہے کہ یہ تمام ہندو تہذیب کی نشانیاں اور ان کا اس خطے کے رہنے والوں کے طرز معاشرت سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا"

(ہفت روزہ ہمدرد 19، 25۔ اپریل 93ء)

90ء کے بعد سے بنگلہ دیش میں دانشوروں کا ایک ایسا حلقہ بن گیا ہے جو بنگالی کلچر کی بنیاد "بنگالی کلچر" کے نام پر اس ہندو روایت کا اعادہ کرتا ہے اس تمام نہاد بنگالی کلچر کی نمائندگی کرنے کے لئے نوجوانوں کا ایک گروپ مختلف قسم کے ماسک چہروں پر لگا کر اور مختلف سوانگ رچا کر گلیوں بازاروں میں ناچتے گاتے ہیں ان میں راہ اور راون کے روپ بھی دکھائی دیتے ہیں۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ بنگلہ دیش دور اقتدار میں بھی ان گلیوں بازاروں میں "بنگالی سال" نہیں منایا جاتا تھا جو اب منایا جا رہا ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہو گیا ہو گا کہ "را" کس طرح غریب مسلمان بنگالیوں اور ہندوؤں کو اکٹھا کر کے ایک علیحدہ گلچر کی بنیاد ہو سے مکارانہ طریقے سے رکھنے کے لئے کوشاں ہے ہمیں یہ بھی "را" کو اس بات کا علم ہے کہ بنگالی ہندو کبھی مسلمان کو بنگالی تسلیم نہیں کریں گے وہ تو اسے ملیچھ اور کافر سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے۔

تاریخ میں ایسی بھی ایسی مثال دکھائی نہیں دیتی کہ متحدہ بنگال کے دنوں میں کبھی اس طرح کی تقاریب منائی جاتی رہی ہوں لیکن اب کچھ نام نہاد دانشور جو اس میں "را" کے زر خرید بتائے جاتے ہیں جن ثقافت کو بنگالی ثقافت کا نام دے کر بنگلہ دیشی

URDUFANS.com

نوجوانوں کے اذہان پر مسلط کر رہے ہیں اسے ڈھاکہ کے گلی بازاروں میں گائی
سرسوتی، رادھا، کرشنا، رحمٰن اور شو کے روپ دھار کر مسلم بنگالی نوجوان
دکھائی دیتے ہیں۔

1990ء سے پہلے بنگلہ دیش کے مسلمان نے بنگلہ دیش میں ہندو
ایسی تحریک کا نظارہ کبھی نہیں کیا تھا۔

بابائے بنگلہ دیش شیخ مجیب الرحمان بنگلہ دیش میں سرکاری طور پر 4 یوم
4 یوم آزادی، 4 نومبر کے دن اور 3 دسمبر سے سرکاری طور پر منایا کرتا تھا
کبھی اس کے دور حکومت میں دیکھنے کو نہیں ملا جو آج کل بنگلہ دیش میں دکھائی دے
ہے۔ شیخ مجیب الرحمٰن سے ہزاروں تقریروں اور تحریروں میں ایک لفظ بھی
بنگالی کلچر کے حوالے سے نہیں ملے گا جس میں ہر بنگالی سال کے موقع پر بنگالی
رسم اور رواج کے بخیئے بھرتے دکھائی دیتے ہیں۔

○

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ 90ء کے بعد "را" نے آخر یہ تماشا بنگلہ دیش میں
دکھایا ہے؟ مقصد صاف ظاہر ہے اور اب تو صورت حال بہت حد تک گھمبیر ہو چکی ہے
مسلمان نوجوان ہندوؤں سے زیادہ بڑھ چڑھ کر اس تقریب میں حصہ لینے لگے ہیں
اس نے بنگالی کلچر کے بڑے نمائندے بھی دکھائی دے رہے ہیں۔

صوفیہ کمال ساٹھ ستر کے عشرے تک اسلامی نظریات کی حامل اور پاکستان
محبت کرنے والی دانشور خاتون تھی اس نے قائداعظم اور پاکستان کیلئے متعدد نظمیں
لکھیں۔ ستر کے آغاز میں جب اسے پاکستان ٹوٹنے کے آثار دکھائی پڑے تو اس
دردمند خاتون کیلئے نہ صرف یہ "جنگ آزادی" کے نام سے دور ان دنوں

بیٹھی رہی اچانک اس نے خود کو جنگ آزادی کا ہیرو بنا لیا اور یک دم وہ بھی
تاریخ دیکھتے دیکھتے اس نے اپنی کی ہر روایت اسے بنگالی کلچر کی نذر کر دی۔

سراج الاسلام جو پاکستان کی مشہور دانشور تھا بنگلہ دیش بننے کے بعد پلٹا کھایا اور خود کو
بنگلہ آزادی کا ہیرو بنا لیا یہ اور حکومت میں اس کے سکول کے بچوں کیلئے ایک
کتاب "پاکستان" لکھی تھی جس میں بنگلہ پاکستان کی زبردست وکالت کی ہوئی ہے اور
مغربی پاکستان کو مشرقی پاکستان کے لئے ناگزیر قرار دیا گیا ہے اب سراج الاسلام "را"
کے ہاتھوں میں کھیل رہا ہے۔

16 دسمبر 71ء تک متحدہ پاکستان کا زبردست حمایتی محسن الرحمن بھی "را" کے
پروگرام بنگلہ کلچر کا پرچارک بنا ہوا ہے۔

یہ لوگ خود کو ترقی پسند اور بنگالی کلچر کے نمائندے ظاہر کرتے ہیں رات
دن بھارتی فلمیں اور گانے سنتے ہیں اور یہ سب کچھ بنگلہ دیش جنگ آزادی کے
ہیروؤں کا روپ دھار کر کیا جا رہا ہے یہ
بنگلہ دیش سے مخلص ہے
کہ اپنی قوم کو زیادہ سے زیادہ ہندوانہ رنگ میں رنگتے ہیں اور "را" کے
ایجنٹ بڑھتی چلی جائے۔

"را" کو اس حقیقت کا علم ہے کہ جب تک بنگالی مسلمانوں میں اسلام سے محبت کا
جذبہ قائم ہے وہ بنگلہ دیش کی سالمیت کو نہیں ختم کر سکتے اس لئے انہوں نے بنگلہ دیش پر
بنگالی کلچر کا زبردست ثقافتی حملہ کیا ہے اور بنگالی کلچر کی آڑ میں دراصل ہندو کلچر کا بنگلہ دیش
کے نام نہاد دانشوروں کے ذہنوں میں خوفناک زہر بھر رہا ہے۔

"را" نے بنگلہ دیش کے تعلیمی اور سیاسی لیڈروں کو تباہ کرنے کے بعد اب ایک نیا

URDUFANS.com

طریقہ واردات اپنایا ہے وہ یہ ہے کہ بعد مسلمان بھارتی علماء اور بنگلہ دیشی علماء کو
بلانے کیلئے دھڑا دھڑ مختلف وفود کی آمد میں بنگلہ دیش میں داخل کر رہے ہیں
اسد صدیقی دار العلوم دیوبند، بھارتی کا شانی بابا آف درگاہ نظام الدین اولیاء اور
شریف ستہ علماء اس مقصد کیلئے بنگلہ دیش جا رہے ہیں۔

یہ تمام بھارتی مذہبی پیشوا بنگلہ دیشی علماء سے ملاقاتیں کرتے ہیں
اپنے دام تزویر میں پھنسانے کیلئے "را" کا یہ خفیہ پیغام ان تک پہنچاتے ہیں۔

ہندوستان کی تقسیم مسلمانوں کیلئے سود مند نہیں اب بھی متحدہ ہندوستان
مسلمانوں کی بقا ہے۔

مسلمانوں کی مساجد اور مقامات کی بھارتی حکومت کی طرف سے بہتر
اور نگہداشت کی جا رہی ہے (یہاں وہ بابری مسجد کو بھول جاتے ہیں)

یہ صرف پراپیگنڈہ ہے کہ پاکستان اور بنگلہ دیش میں اسلامی قوانین
مستقل میں ہو سکتے ہیں جبکہ بھارت میں مسلمانوں کا اپنا "پرسنل لاء" ہے
جس "شاہ بانو کیس" کی مثال بار بار دی جاتی ہے۔

بنگلہ دیشی لیڈروں کو بھارت پر تنقید فوراً بند کر دینی چاہئے اس
مسلمانوں کی بھلائی ہے۔

بنگلہ دیشی لیڈروں کو بھارتی حکومت کے خرچ پر دورہ بھارت کی دعوت دی
ہے اور اس دورے کو خیر سگالی کے بجائے اس میں ان مذہبی اور سیاسی
شخصیات کو بھی شامل کر دیئے جاتے ہیں۔

"را" کا اس امر کیلئے دن رات کوشاں ہے کہ بنگلہ دیش کی نوجوان نسل
سے اسلامی تشخص و افکار کو نکال کر وہاں ہندو کلچر ٹھونس دیا جائے اس
مرحلہ وار طریقہ کار پر انہیں ہندو بنانے کے بعد "را" کا اگلا قدم ہوگا "بنگلہ دیش
میں اودھ کا قیام"

تسلیمہ نسرین کی تحریریں کبھی متاثر کن نہیں رہیں ان کا کوئی ادبی معیار ہے
لیکن "را" نے تسلیمہ نسرین کی کتاب "Nirbichita Column" پر کلکتہ
کے مشہور کاروباری ادارے "آنند بازار گروپ آف کلکتہ" کی طرف سے ایک خطیر
رقم ایوارڈ کی صورت میں بطور انعام دلوائی حالانکہ یہ کتاب مروجہ ادبی معیار پر بھی
پوری نہیں اترتی تھی۔ دراصل یہ ایوارڈ "را" کی طرف سے تسلیمہ نسرین کے ایجنٹ
ہونے کا "تصدیق نامہ" تھا جس کے ملک سے فرار اور غیر ملکی سیاسی پناہ میں آسانی
ہو گئی۔ بھارتوں سے ہمدردی رکھنے والے بیشتر لوگ کہتے ہیں کہ تسلیمہ نسرین کی یہ کتاب سکھوں کی
بھارتی فوج کشی کی کتاب "آپریشن بلیو سٹار" اور سلمان رشدی کی "آیات شیطانی" کی طرح ہے لیکن بجائے اس کے
کہ تسلیمہ نسرین کے خلاف پہلے ہی سے ساری کا مقدمہ قائم کیا جاتا آنند بازار والوں سے ایوارڈ
دلوا کر تسلیمہ نسرین کو اس تک مغربی بنگال کے شاعر اور ادیب اس "غلیظ حرکت" پر سراپا
احتجاج تھے اور ان کی تحریروں سے اس وقت تسلیمہ کو کلکتہ سے بھاگنے پر مجبور کیا تھا۔
تسلیمہ نسرین کا تازہ ناول "لجا" Lajya جس میں اس نے اسلامی اقدار و روایات
کا مذاق اڑایا ہے اور جس پر "را" ایک سازش کے تحت اس وقت منظر عام پر لائی
تھی جب "بابری مسجد" کو ہندو بلوائیوں سے شہید کروایا تھا اور ساری دنیا میں بھارت کا

Scanned and PDF

URDUFANS.com

سیکولر چہرہ ننگا ہو گیا تھا اس دوران "را" کے دانشوروں کی ٹیم نے ایک کہانی تیار کی
کا پلاٹ کچھ اس طرح ہے کہ جس میں ہندو خاندان کو مظلوم اور مسلمانوں کو
در پردہ دکھایا گیا ہے اس حقیقت کے مستند ثبوت موجود ہیں کہ "را" نے یہ
تیار کیا اور تسلیمہ نسرین کا اس پر نام دے دیا یہ تک وہ "را" کی پروردہ اور وفادار ایجنٹ

اس ناول کی اشاعت سے "را" کے مقاصد کچھ اس طرح کے تھے

1۔ بنگلہ دیشی مسلمانوں کو مذہبی جنونی اور بنگلہ دیش کو بنیاد پرست ریاست ثابت
کرنا۔

2۔ اسلامی روایات و اقدار کا تمسخر اڑانا۔

3۔ بنگلہ دیش کے نقشے میں تبدیلی کا یہ تاثر پیش کرنا کہ وہاں ہندو اقلیت
کہہ رہی ہے اس لئے اسے بنگلہ دیش سے الگ علیحدہ کر دیا جائے (بنگ بھومی کی بنیاد
بھارتی بنگال سے الحاق کر لیں۔

4۔ "را" یہ سمجھتی ہے کہ اگر وہ بنگلہ دیش کو ایک نظریاتی ملک کی حیثیت سے
بدنام کرے گی اور دنیا کو یہ تاثر دے گی کہ وہاں اقلیتوں کے حقوق محفوظ نہیں تو عالمی
ممالک کی طرف سے بنگلہ دیش کو ملنے والی امداد بند ہو جائے گی۔ پاکستان سے
ان کی نیکی پالیسی ہے۔

5۔ "را" نے تسلیمہ نسرین کے مسئلے پر بنگلہ دیش کے عوام کو دو گروپوں میں
تقسیم کر دیا ایک "مذہب حمایتی" اور دوسرا "مذہب مخالف" اس طرح "را"
کی دونوں گروپوں کے آپس میں ٹکراؤ سے بدامنی پیدا ہو گی اور "را" کو کھل کر کھیلنے
موقعہ ملے گا اور وہ اس آزاد ملک حکومت کو غیر مستحکم کرنے میں کامیاب رہے گی۔

"را" سے ان مقاصد میں جزوی کامیابی حاصل کی واقعی ملک میں فساد کی
پیدا ہوئی اور حکومت کو بالآخر اس ناول پر پابندی لگانا پڑی یہ الگ بات ہے کہ

مغربی بنگال میں یہ ناول کھلے عام فروخت ہو رہا ہے اور "را" نے اس کی ہزاروں کاپیاں
دنیا بھر میں تقسیم کی ہیں ایک مرتبہ تو بنگلہ دیشی حکومت سخت کرائسس میں آ گئی تھی
جب واقعی اس مسئلے پر اس کی غیر ملکی امداد بند ہونے کی دھمکیاں ملنے لگی تھیں لیکن
وزارت خارجہ نے کس خوبصورتی سے اس معاملے کو سنبھال لیا۔

بھارت کے معروف دانشور صحافی ٹل اسے بھی اس صورت حال پر تبصرہ
کرتے ہوئے لکھا

"را" کی طرف سے بنگلہ دیش پر حملہ جارحیت کی ایک اہم مثال تسلیمہ نسرین
ہے۔ "را" نے ایک تحریک کی ذریعہ شہرت عورت کو جس کا بنگلہ دیش دنیا میں دور دور
تک کوئی نام و نشان دکھائی نہیں دیتا تھا اپنے پیچھے کے بل بوتے پر کلکتہ کے دانشوروں
کے ذریعے ایک متنازعہ عورت بنا دیا حالانکہ تسلیمہ خود جانتی تھی کہ وہ ایک
مذہبی معاشرے سے تعلق رکھتی ہے جہاں ایسی حرکات کا سخت نوٹس لیا جاتا ہے لیکن
"را" کی تو چاندی تھی۔ (ڈیلی نیشن 2 ستمبر 94)

تسلیمہ نسرین بنیادی طور پر ایک عورتوں کے حقوق کی خصوصی شہرت رکھتی تھی وہ فری سیکس کی
پرچارک اور شادی بیاہ کے بندھن کو فضول کہنے والی عورت ہے۔ تسلیمہ نے
اسلام اور قرآن سے متعلق ایسی ایسی لایعنی گفتگو کی ہے کہ خدا کی پناہ ایسی حرکات
سے اس نے سارے ملک کو اپنے خلاف کر لیا۔ عوام کے شدید احتجاج پر جب اس کا
گرفتاری حکومت سے تعاون نہ کیا تو "را" کے ایجنٹ اسے "انڈر گراؤنڈ" کر دیا۔

○

"را" کا ڈرامہ کامیاب رہا اور دنیا بھر میں ہندو دانشوروں نے اس کی
حمایت کی تو "را" نے تسلیمہ کی حمایت سے اس کا پراپیگنڈہ کیا کہ عیسائی صدر کلنٹن کو بھی

URDUFANS.com

تسلیمہ نسرین کے خلاف بیان دینے پر مجبور ہونا پڑا۔

تسلیمہ نسرین جو عورتوں کے حقوق کی چیمپئن بنی ہوئی تھی اب پورپ
پنہ کے عرصے لوٹ رہی ہے جہاں اسے اسلام دشمن تنظیموں کی مکمل مالی
معاونت حاصل ہے۔ بہر حال ایسے سلجھے شدہ حقیقت کو "را" بھی تسلیم کرتی
ہے اس معاملے میں کامیابی حاصل ہوئی ہے یا نہیں البتہ بنگلہ دیش کے عوام
دشمن کی پہچان ضرور ہو گئی ہے۔

"را" کا تازہ ترین حملہ بنگلہ دیش پر اتنا شدید ہے کہ اس سے قبل بنگلہ دیش کبھی
ہی کر دیا ہے انتہائی طاقتوں کی آنکھوں نے بنگلہ دیش کو جوانوں کو گمراہ
راستے پر لگا دیا ہے بنگلہ دیش کے قیام کے آغاز میں ہی "را" نے مشترکہ
ہال بچھا دیا تھا اور جب شیخ مجیب الرحمن سے چیف آف آرمی کو بنگلہ دیش کی
والوسٹ دی اور ان سے تعلقات بہتر ہونے لگے تو چٹاگانگ کے ان قبائل کو
اپنی سکیم میں لے کر وہاں "شانتی باہنی" کے نام پر ایسا نام نہاد مسلح تنظیم کھڑی
جو آج تک بنگلہ دیش کے لئے مسائل پیدا کر رہی ہے۔ بنگلہ دیش میں دو بڑے
دہشت گرد تنظیمیں "بنگلہ ایجنسی" اور شانتی باہنی ایجنسی جس کا قیام بنگلہ دیش
کے فروغ کے لئے عمل میں آیا تھا اب "را" کے دو مضبوط گڑھ بن چکے ہیں
کسی مسلمان سکالر کو اول تو داخل ہی نہیں ہونے دیا جاتا اگر کوئی اپنی ہمت سے
حاصل کر بھی لے تو اس کیلئے کام کرنا ممکن بنا دیا جاتا ہے۔ 6 فروری 93ء کو
ضیاء سنٹر کی سالانہ تقریب کا افتتاح کیا تھا یہاں پیش کئے
پروگراموں پر تبصرے آئے۔ ان پروگراموں میں سینکڑوں بنگلہ دیشی انجینئر
انجینئروں نے حصہ لیا پروگراموں کو لکھنے والے گیارہ مقابلوں میں سے 10
ان طرح بنگلہ ایجنسی کی طرف سے دہشت گردی میں

کی ہیں لیکن آج تک ایسے کتاب بھی بنگلہ دیش نیشنل ازم پر سامنے نہیں آئی اس
ایجنسی کی شائع کردہ کتب کی فہرست جو صرف کتب میں لگائی جاتی ہے جس میں تقریباً 90
فیصد کتب ہندو رائٹرز کی ہوتی ہیں جن کا تعلق بھی مغربی بنگال سے ہے اس عورت
پال پوٹ ایجنسی کے ڈائریکٹر جنرل عشرت جہاں نے بڑا شاندار تبصرہ کیا ان سے
جب یہ سوال پوچھا گیا کہ آخر اس ایجنسی سے ہندو بنگالی لٹریچر کا پرچار کیوں ہو رہا ہے
تو موصوف نے کہا۔

"ہم اب تک بنگلہ دیش نیشنل ازم پر کوئی کتاب شائع نہیں کر سکے کیونکہ بنگلہ
دیشی نیشنل ازم ایک متنازعہ مسئلہ ہے۔" (ہفت روزہ ہفتہ 13 مئی 92ء)

"را" نے بنگلہ دیشی نوجوانوں کے ذہنوں سے ہمیشہ آزادی کا تصور قریباً ختم ہی
کر ڈالا ہے اور مستقبل میں انہیں اپنے قابو میں رکھنے کیلئے بڑے گھناؤنے طریقے اختیار
کر رہی ہے کیونکہ "را" کو علم ہے کہ نوجوان ہی کسی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں اور بنگلہ
دیش کے اقتدار اعلیٰ اور سالمیت کا خاتمہ تب ہی ممکن ہے جب وہ ان نوجوانوں کو اپنا ہم
خیال بنا لے۔ اس سلسلے میں جو حکمت عملی "را" تیار کرتی ہے ان کی کچھ تفصیل اس
طرح ہے

"را" نے بھوٹان کا ہمالیائی سلسلہ بھارتی سرحد سے بنگلہ دیش کا نیوں اور پہاڑ سلسلوں
کے خفیہ تربیتی کیمپ قائم کر رکھے ہیں جہاں بنگلہ دیش کے ایجنٹوں سے بنگلہ دیش
کے مختلف علاقوں کے ڈائریکٹر آف آرمز کو تمام بنگلہ دیش ہیروئن، کوکین، افیون، چرس، گانجا اور
ہتھیاروں کی بڑی تعداد چھپا رہتی ہے۔ تمام بنگلہ دیش کی تنظیش کے بعد یہ بات ان کے علم میں آئی کہ دراصل ان کا ہیڈ کوارٹر سرحد

URDUFANS.com

پار بھارت میں ہے اور "را" کے آفیشل بھارتی سرحدوں پر اپنی نگرانی میں
بھی سکتے ہیں۔

21 جنوری 95ء کے روزنامہ انتساب کے مطابق بنگلہ دیش کے اعلیٰ
تسلیم کیا ہے کہ وہ بھارت سے آنے والی منشیات کا بمشکل 5 فیصد پکڑتے ہیں
ہوئے ہیں کیونکہ "را" کے ایجنٹ سرحد پر ہیں اور پانی تینوں ذرائع سے
داخلے میں ملوث ہیں۔

ڈرگ ٹریفکنگ کا یہ حال ہے کہ صرف ڈھاکہ میں اب تک بنگلہ دیش
ڈرگ کے پانچ مقدمات درج ہو چکے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر نورالسلام نے حال ہی میں کہا کہ بنگلہ دیشی نوجوانوں میں
سے نشہ بازی کا رجحان بڑھ رہا ہے اور وہ اس تیزی سے غیر اخلاقی
سرگرمیوں میں حصہ لینے لگے ہیں اس سے مستقبل میں بنگلہ دیش میں
ملک کی غیرت ہی ختم ہو جائے گی اور کیا کچھ "را" مچا رہی ہے۔

بنگلہ دیش غریب اور پسماندہ ملک ہے لیکن یہاں نشہ بازوں کی تعداد
تین ہے اور ایک محتاط ترین اندازے کے مطابق ہر سال پانچ سو کروڑ
بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔

○

صورت حال اتنی ہی خوفناک رہی ہو بہرحال "را" نے ہمسایہ ملک
زہر پھیلانے والے سوسائٹی کا تقریباً ہر طبقہ خرید لیا ہے
ہتھیار جو "را" استعمال کر رہی ہے وہ ہے دہشت گردی۔

"را" کی طرف سے بنگلہ دیش میں ہتھیار اور گولہ بارود کی سپلائی

ساتھ جاری ہے۔ ان کے ابتدائی مارکیٹ یونیورسٹیاں، کالجز، ٹریننگ
ہیں۔ "را" نے متعدد سٹوڈنٹس یونین اور ٹریڈ یونینز کو بڑا اختیار
ہیں اور بنگلہ دیش میں غیر قانونی ہتھیاروں کا استعمال اب معمول بن کر رہ گیا ہے۔
جاری ہے کہ یونیورسٹی میں ہر سال درجنوں طلبہ "را" کی اس دہشت گردی کی بھینٹ
چڑھ جاتے ہیں۔

2 اگست 95ء کے روزنامہ انتساب نے لکھا کہ بھارت سے غیر قانونی طور پر
سمگل ہو کر بنگلہ دیش پہنچنے والے اسلحے میں معمول آٹومیٹک اسلحے کے علاوہ مارٹر گن
کے گولے بارودی سرنگیں اور VHF وائرلیس سیٹ بھی شامل ہیں بنگلہ دیش میں
"را" کی طرف سے یہ اسلحہ سمگلروں اور شرپسندوں کے ذریعے پہنچایا جا رہا ہے۔

19 جنوری 95ء کے روزنامہ جہان نو کی ایک رپورٹ کے مطابق بنگلہ دیش میں
بھارت کرنے کے لئے "را" نے سرحدی علاقوں کے ذریعے بھارتی علاقے میں اسلحے کی
بڑی بڑی کھیپیں بھیجی ہیں۔

93ء میں بنگلہ دیش کی جس نے "را" کی مدد سے تیار کردہ کچھ ایجنسیوں کا
پتہ لگا کر ان کے خلاف کارروائی کی تھی جو چٹاگانگ، سلہٹ، کھلنا اور رنگپور میں قائم
کی گئی تھیں ان کیمپوں میں اسلحہ کی تربیت میں استعمال ہونے والا سارا گولہ بارود "را" کی
طرف سے فراہم کیا جاتا تھا۔

13 فروری 95ء کو بنگلہ دیش پولیس نے 2016 بھارت کے بنے "چائنیز ہم"
سمگل کرنے کی کوشش کی تھی۔ سمگل کیا جا رہا تھا۔ گرفتار شرپسندوں نے انکشاف
کیا کہ وہ کافی عرصے سے اس دھندے میں لگے ہوئے تھے اور اب تک خطرناک حد تک
گولہ بارود کی سرحدوں اور دیگر ذرائع سے بنگلہ دیش میں استعمال ہونے والا زہریلا اور تباہ کن
بنگلہ دیش میں پہنچ چکے ہیں۔

URDUFANS.com

روزنامہ جنگ نے اپنے اسی سنگاپور کے گھناؤنے کاروبار کے بارے میں
فیچر شائع کیا اخبار کے مطابق یہ اسمگلنگ ہوائی، زمینی اور دریائی راستوں سے
سفید فام لیڈروں، ٹریڈ یونین لیڈروں اور سیاسی ورکروں کے ہاتھوں
ہے۔ اخبار کو یہ معلومات خفیہ ذرائع سے رپورٹ کی تھی کہ "را" نے بنگلہ دیش
سپلائی کرنے کیلئے سرحدی علاقوں کے ذریعے 24 پرگنہ، بنگاؤں، رانا
اور شمالی آباد اور دیگر علاقوں میں خفیہ ایجنسیاں قائم کی ہوئی ہیں۔ اخبار کے مطابق
ادارے کی طرف سے بھی ان غیر قانونی اسلحہ ساز ایجنسیوں کی نشاندہی ہو چکی
حیرت انگیز طور پر بنگال کی صوبائی اور مرکزی حکومت نے اس مسئلے پر
اختیار کی ہوئی ہے۔ جس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کس کا کارنامہ

(روزنامہ جنگ لاہور 8 مارچ 85ء)

○

"را" کا تیسرا بڑا طریقہ واردات بنگلہ دیش میں بھارتی اور فحش فلموں کی
یوں تو برصغیر کے قریباً سبھی ممالک میں بھارتی فلمیں کیسٹوں کی صورت میں
دستیاب ہیں لیکن بنگلہ دیش میں بھارتی فلموں کے ساتھ ساتھ فحش فلموں کی
بھی آ چکا ہے۔ جس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ صرف ڈھاکہ میں بھارت
کرانے والے 50 ہزار ویڈیو سنٹرز موجود ہیں۔

(روزنامہ جنگ کراچی 23 جون 85ء)

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ "اردو" کے علاوہ جنگ لڑ کر آزادی حاصل
والے بنگلہ دیشی عوام ہندی کی یہ فلمیں بڑے ذوق و شوق سے دیکھتے ہیں
کالجوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ "را" نے بلیو فلموں، لٹریچر اور لٹھ مار گینگ کا

بھی بندوبست کر رکھا ہے۔

ایک انتہائی خطرناک اور تباہ کن طریقہ واردات "را" کے ایجنٹوں کے "سلیپنگ
ایجنٹ" (جہاں انہیں کام کرنے کی ضرورت ہو بھیجنے کے علاوہ یہاں لائی جانے والی
بدقسمت لڑکیوں کو بلیک میل کر کے ان کی فلمیں تیار کی جاتی ہیں اور کسی بھی قسم
کے انکار کرنے والی بدقسمت لڑکی یا اس کے گھر والوں کو بڑی اذیت ناک موت سے دوچار ہونا
پڑتا ہے۔

ایسے متعدد واقعات آئے روز بنگلہ دیش کے اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں
لیکن حیرت انگیز طور پر حکومت کی طرف سے اس مسئلے پر ایک عرصے سے خاموشی
طاری ہے۔

URDUFANS.com

"را" کو شیخ مجیب الرحمن سے کوئی خصوصی دلچسپی نہیں تھی نہ ہی وہ مجیب کے حلقے میں جاتا تھا۔ وہ تو اپنا کھیل مجیب کو کٹھ پتلی بنا کر کھیل رہا تھا۔ حقیقت کا ادراک مجیب الرحمن کو بنگلہ دیش کے قیام کے فوراً بعد ہی ہو گیا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ مجیب کو انہوں نے آزادی دلانے میں جو مدد کی ہے اس کے عوض مجیب اپنے اور اپنی قوم کی طرف سے خلائی کاپی کا تحفہ دے دے۔

72ء کے معاہدہ دہلی کے بعد تو بھارتیوں کو یقین ہو چلا تھا کہ پنجرے سے نکل کر کہیں نہیں جا سکتی بہرحال جب اس آزاد ملک نے حکومت کی حیثیت سے اپنا کام شروع کیا تو بھارتیوں کو یہ طرز عمل نہیں بھایا۔

"را" کو شیخ مجیب الرحمن سے ان بنیادوں پر زیادہ خطرہ تھا۔

1۔ "را" کو احساس تھا کہ مجیب عوام میں اپنی مقبولیت کی بنیاد پر ان کے لئے خطرہ کھڑا کر سکتا ہے۔

2۔ جب شیخ مجیب الرحمن نے بھارتی آرمی کو بنگلہ دیش چھوڑنے کے لئے ناراض ہو گئے۔

3۔ 16 دسمبر 71ء کو بھارت سے بنگلہ دیش کے مول معاملات چلانے کے

لئے جو انتظامیہ بھیجی تھی جب مجیب نے ان کو واپس بلا لیا اور انتظامیہ کو خود سنبھالنے کے لئے کہا تو بھارت کو تشویش ہوئی۔

جو لاہور میں ہونے والی او آئی سی کی اسلامی کانفرنس میں شیخ مجیب کی شمولیت بھارتیوں کو ہرگز پسند نہیں تھی۔ بھارت چاہتا تھا کہ بنگلہ دیش ایک سیکولر اور لبرل ملک بنے۔ انہیں بنگلہ دیش کے دیگر ممالک خصوصاً اسلامی ممالک سے تعلقات ہرگز پسند نہیں تھے۔

"را" نے شیخ مجیب الرحمن کو بہت تائج فراہم کئے۔ کتنے کتنے عوامی لیگ اور حکومت کے اہم عہدوں پر اپنے زر خرید غلام مسلط کر دیئے تھے جو ہر وقت بنگلہ دیش حکومت کو بھارت کی کٹھ پتلی بنائے رکھنے کے کوشاں رہتے تھے۔ جب "را" کو خطرہ محسوس ہوا کہ شیخ مجیب پر پر پرزے نکالنے لگا ہے تو انہوں نے پھر عوامی لیگ کے دو گروپ کروا دیئے۔ اس صورتحال سے عوام بددل ہو گئے کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ ان کی حکومت اپنے نہیں بھارت کی صوابدید کے مطابق فیصلے کرتی ہے۔ اس طرح عوام اور حکومت میں دوریاں اور بدگمانیاں پیدا ہونے لگیں کیونکہ انہوں نے بھارت کی خلائی کالونی پاکستان سے آزادی حاصل نہیں کی تھی بعد میں شیخ مجیب کے مخالفین نے اپنی الگ حکومت بنانے کا اعلان کر دیا اور "را" نے بنگلہ دیش میں تشدد کی پالیسی شروع کر دی۔

ہر قتل، بغاوت، جلسے، جلوس، ہنگامے اور خفیہ قتل و غارت گری کا ایسا سلسلہ شروع ہوا جو آج تک رکنے میں نہیں آ رہا۔ شیخ مجیب کے مخالفین نے گونو آرمی "Gono" عوامی فوج کے نام سے ایک باقاعدہ دہشت گرد تنظیم "را" کی معاونت سے مجیب الرحمن کے خلاف کھڑی کر لی۔ اس دہشت گرد فوج کے شیخ مجیب دور میں ہونے والی کارروائیوں میں دوران دس ہزار سے زیادہ لوگ مارے گئے۔ ان میں بہت سے محب وطن لوگ بھی شامل تھے جو اس عوامی فوج میں اپنی رائے سے شامل ہوئے تھے۔ بنگلہ دیش کو بھارتی تسلط سے رہائی

URDUFANS.com

دل سے کے لئے شامل ہو گئے تھے۔ "را" نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے مجیب
معیشت تباہ کرنے کے لئے یہاں جعلی کرنسی پھیلائی "شانتی باہنی" کے ذریعے
ملوں میں لوٹ مار کروائی دھماکے کروائے اور سمگلنگ کے ذریعے بنگلہ دیش
کو تباہ کرنے میں کوشاں رہے۔

اس کے ساتھ ساتھ "را" نے مجیب الرحمن کی Baksal ون پارٹی
نظریہ اپنانے کے لئے راہ ہموار کرنا شروع کیا تاکہ اس کو ایک ڈکٹیٹر کے روپ میں
سامنے پیش کیا جا سکے۔

"را" نے ڈاکٹر باہنی کے ذریعے بنگلہ دیش کی تمام قوم پرست قوتوں کو
کا کام شروع کیا اور "را" کی فوج سے باقاعدہ لڑائی شروع کروا دی۔
الرحمن کو جب "را" کی سازش کا علم ہوا تو وہ گھنٹوں تک اس دلدل میں پھنس
کی ہر دلعزیزی ختم ہو رہی تھی جس کے نتیجے میں 15 اگست 1975ء کو شیخ مجیب
خائن فوج نے بغاوت کی اور اسے اس کے خاندان سمیت مار ڈالا۔

○

شیخ مجیب کے بعد خوندکر مشتاق احمد نے زمام اقتدار سنبھالی اس نے پیشتر
سابقی تمام پابندیاں اپنانے کا اعلان کیا لیکن جلد ہی اس کی بھی چھٹی ہو گئی۔ جنرل
اس مرتبہ خالد مشرف کے ذریعے مشتاق خوندکر کا دھڑن تختہ کر دیا۔ اس کے بعد
الرحمن بنگلہ دیش کے صدر بنے۔ صدر ضیاء نے اپنی شناخت ایک وطن دوست
آزاد اور خود مختار پالیسی اور سب سے بڑھ کر ان کا تنظیمی جذبہ Baath
سے متعلق منفرد موقف جس کے مطابق انہوں نے بنگلہ دیش کے اس جغرافیہ
بھارتیوں کے ناپاک نقشے کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے بھارتی حکومت کے

ضیاء الرحمن کو شہید کرنے کے لئے کہا بھارت کیلئے بہت پریشان کن مسائل پیدا کرنے لگا تھا
صدر ضیاء "را" کی آنکھوں میں بری طرح کھٹکنے لگے۔
"را" نے ان کے خلاف فوج میں بغاوت کی سازش شروع کر دی۔ ایک کے بعد
ایک بغاوت 18 بغاوتیں کروانے کے بعد بالآخر "را" انہیں قتل کروانے میں
کامیاب ہو گئی۔ آخری بغاوت ناکام ہوئی جس کے نتیجے میں صدر ضیاء مارے گئے۔
زین العابدین کی کتاب The Secrets behind the killing of Zia
میں اس واقعہ کی مکمل تفصیل درج ہے۔
ممتاز بھارتی سیاستدان ہرکشن سنگھ سرجیت نے "را" کے دو خفیہ رازوں سے پردہ
اٹھاتے ہوئے صدر ضیاء الرحمن کے قتل میں "را" کے ملوث ہونے کے مکمل ثبوت
فراہم کئے ہیں۔
ہرکشن سرجیت نے ممتاز بھارتی سیاستدان ہرکشن سنگھ سرجیت کے دو خفیہ رازوں سے پردہ
بھارتی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی کے حکم پر "را" نے صدر ضیاء الرحمن کے
قتل کا منصوبہ بنایا۔ اس وقت کے ڈائریکٹر جنرل "را" اور شعبہ تخریب کاری "را" کے انچارج
افسر نے مل کر قتل کا یہ منصوبہ ترتیب دیا۔ مسز اندرا گاندھی کی منظوری ملنے پر اس
کارروائی پر تیزی سے عمل درآمد ہوا۔ بھارتی کام جاری تھا کہ اندرا گاندھی کی
حکومت کی چھٹی ہو گئی اور مرارجی ڈیسائی برسر اقتدار آئے۔ جب ڈیسائی کو اس سازش
کا علم ہوا تو انہوں نے "را" کو حکم دیا کہ اس منصوبے پر عمل روک دے۔ اس پر "را"
کے چیف نے کہا کہ اب اس منصوبے پر صرف تین دن رکا جا سکتا۔ بصورت دیگر
اس کے بہت سے راز فاش ہو جائیں گے اور ساری دنیا کے سامنے بھارت کی سبکی
ہو گی لیکن ڈیسائی اپنے موقف پر اڑے رہے اور انہوں نے "را" کو حکم دے دیا کہ
وہ اس منصوبے کو ختم کر دے۔ اس دوران ان کی حکومت ختم کر دی گئی اور مسز اندرا گاندھی دوبارہ

URDUFANS.com

برسر اقتدار آگئیں جن کے آنے کے کچھ ہی عرصہ بعد بالآخر صدر ضیاء الرحمٰن کو قتل کر دیا گیا۔

ہراخیم سوامی کہتے ہیں کہ اگر "را" ایسا نہ کرتی تو ایک لمبے عرصے تک ضیاء الرحمٰن بنگلہ دیش پر حکومت کر رہے ہوتے۔ بہرحال بھارتی حکومت اس الزام کی تردید ہی کرتی رہی ہے کہ اس نے ضیاء الرحمٰن کو قتل کروایا تھا۔

○

ضیاء الرحمٰن کے بعد جسٹس عبدالستار ملک کے صدر بنے اور انہوں نے ملک کی باگ ڈور سنبھال لی لیکن 24 مارچ 1982ء کو بنگلہ دیش مسلح افواج کے کمانڈر انچیف جنرل حسین محمد ارشاد ایک خاموش انقلاب کے ذریعے برسر اقتدار آ گئے۔

بنگلہ دیش میں یہ بات ہر کوئی کہتا ہے کہ حسین محمد ارشاد بھی "را" کے ذریعے برسر اقتدار آئے تھے۔ انہوں نے فوج کے ذریعے انقلاب برپا کرنے کا منصوبہ پہلے منظور کیا اور آشیرواد کیلئے اسز نندا گاندھی کو بھیجا تھا جس نے مکمل تعاون کا یقین دلایا اور ساتھ ہی وعدہ کیا کہ وہ برسر اقتدار آنے کے بعد جلد ہی الیکشن کروائیں گے جس کے ذریعے بھارت کی "خصوصی سیاسی جماعت" کو کامیابی دلائی جائے گی۔ صدر ارشاد نے یہ باتیں صرف زبانی کلامی تسلیم کیں کیونکہ وہ فوج میں "را" کے رسوخ کی وجہ سے اس کی حمایت کے بغیر اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ جیسے ہی انہوں نے زمام اقتدار سنبھالی بھارتی "ایڈوائس" کو نظر انداز کرنا شروع کر دیا اور جلد ہی بنگلہ دیش کی خارجہ پالیسی بھارتی تسلط سے آزاد ہو گئی۔ ارشاد نے اسلام کو ریاست کا سرکاری مذہب قرار دیا۔

اس صورتحال سے "را" کا غصہ مزید بڑھا اور اس نے صدر ارشاد کے

خلاف مختلف سازشیں شروع کر دیں جنہوں نے ملکی معیشت اور انتظامی نظم و نسق کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیا۔ ملک میں بیروزگاری کی شرح بڑھ گئی۔ ایسے مرحلہ پر صدر ارشاد نے اپنا اقتدار بچانے کیلئے "را" کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا لیکن اس دوستی کی قیمت وہ ادا نہیں کر سکتے تھے کیونکہ بھارت بنگلہ دیش کو اپنا حمایتی نہیں بلکہ اپنا غلام ملک بنانے کا متمنی ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے۔ 6 دسمبر 90ء کو ان کی بھی چھٹی ہو گئی۔

صدر ارشاد کی رخصتی کے بعد بنگلہ دیش میں بھارت حمایتی اور بھارت مخالف کے بنیاد پر انتخابات ہوئے جس میں بنگلہ دیش نیشنل پارٹی (بی این پی) برسر اقتدار آئی۔ عوام کا خیال یہی تھا کہ بی این پی اپنے پیشرو ضیاء الرحمٰن کی طرح بھارت کی غلامی کی بجائے آزاد خارجہ پالیسی اختیار کرے گی۔ 95-1991ء تک بی این پی نے جو اقدامات یا پالیسیاں اپنائیں وہ کچھ اس طرح ہیں۔

1۔ بی این پی نے عوامی لیگ اور اس کی بھارت کو اپنی پالیسیوں سے عوام میں دوبارہ زندہ کر دیا۔

2۔ بی این پی کی بنیادی خارجہ پالیسی بھارت کی ناراضگی کا باعث بنتے اور وہ مطمئن رہے۔

3۔ "را" کو اپنے ملک میں اپنی کارروائیاں جاری رکھنے کا موقع ملا۔ حکومت اور اپوزیشن میں "را" سے ایجنٹوں نے باقاعدہ اپنا کام شروع کر دیا جبکہ وطن دوست بھارت مخالف افسران کو عہدوں سے ہٹا دیا گیا۔

4۔ بھارت کیساتھ اونی کی آڑ میں بنگلہ دیش کی مارکیٹوں کو بھارتی اشیاء سے بھر دیا گیا۔

5۔ بھارت نے بنگلہ دیش کی خارجہ پالیسی کو کنٹرول کر لیا۔ بنگلہ دیش کی بیشتر فیکٹریاں اور کارخانے بند ہو گئے۔ بھارتی درآمدات چھ کروڑ ڈالر سے بڑھ کر 60 کروڑ ڈالر ہو گئیں اور تجارت کا توازن 97 فیصد بھارت اور 3 فیصد بنگلہ دیش رہ گیا۔

URDUFANS.com

5۔ "را" نے وہی ہتھکنڈے اختیار کئے جو شیخ مجیب نے اپنے مقاصد کی بجا آوری کے لئے اختیار کئے تھے اور اسی سلسلے میں ڈھاکہ ریڈیو سے جھوٹی خبریں نشر کروائیں۔

6۔ فریڈم فائٹرز اور عوام کے درمیان نفرت کی خلیج گہری ہونے لگی۔

7۔ تعلیمی درسگاہوں میں غنڈہ گردی اور قتل و غارت گری معمول بن گئی۔

تخریب کاری میں اضافہ ہونے لگا۔ اس صورت حال سے بددل ہو کر ایک بڑی تعداد میں بنگلہ دیشی طلبہ اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ کر پاکستانی تعلیمی اداروں میں واپس آنے پر مجبور کر دیئے گئے۔

8۔ ملک اور دین کے خلاف بیان دینے والوں کے خلاف حکومت نے کوئی کارروائی کرنے سے معذرت کر لی۔ تسلیمہ نسرین، احمد شریف، حسن الامام جیسے طالب علموں کے نمائندوں کی حکومت اور اسلام کے خلاف تحریروں و تقریروں کارروائیوں کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ 28 فروری 92 کو سیارام کی طرف سے بنگلہ دیش کو بھارت میں ضم کرنے کی بھونڈی سی کوشش بھی نہیں خطاب سیارام نے بنگلہ دیش اسمبلی میں کیا جس میں بیگم خالدہ ضیاء اور شیخ حسینہ واجد موجود تھیں دونوں نے پُرزور خاموشی اختیار کئے رکھی۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ بیشتر قومی لیڈروں نے "را" کے خلاف کھل کر ایکشن نہیں لیا اور اس سے کترا رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ پر تو بعد میں "را" کے ایجنٹ ہونے کا الزام بھی لگا ہے۔ بنگلہ دیش کے سیاسی حلقوں میں ایک ضرب المثل عام طور پر کہی جاتی ہے۔

"آپ کو اقتدار حاصل کرنے کیلئے بھارت مخالف ہونا اور اقتدار میں رہنے کیلئے بھارت حمایتی ہونا ضروری ہے۔"

بنگلہ دیشی حکمرانوں کا یہی دوغلا رویہ ہے جس کی وجہ سے بنگلہ دیش نے کھل کر "را" کے خلاف ملک کو نہیں ہونے دیا۔ یہ سب سے بڑا قومی المیہ بھی ہے۔

اس بزدلانہ جاہلانہ اور ملک دشمن سوچ کی عمل کی بھی کی جاتی ہے کہ بنگلہ دیش چونکہ تین اطراف سے بھارت میں گھرا ہوا ہے اس لئے اس کا دفاع نہیں کیا جا سکتا۔ کہا جاتا ہے کہ بھارت سازشیں بند کر دے تو بہتر ہے پڑوسی رکھتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ملک اپنے سازشیوں کی وجہ پر زندہ رہتے ہیں۔ تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ ہم یہاں سوویت یونین کی بات کرتے ہیں جسے چھوٹے سے ملک افغانستان نے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا اور امریکہ جیسی سپر پاور کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

ملکوں کو طاقتوں سے نہیں تخریبی منصوبوں سے عوامی مورال کی بلندی سے بچایا جاتا ہے اور بنگلہ دیش کے لوگوں میں اپنی آزادی کی حفاظت خود کرنے کی صلاحیت موجود ہے جس کا ثبوت وہ اب تک دیتے آ رہے ہیں ان سے مکمل ان اس حقیقت سے آگاہ ہیں اس کے باوجود اگر بہت دن بھارت کی چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ یہی رہی تو انہیں محسوس ہوں تو ان کی طرف سے ہاتھ ہی کیا جا سکتا ہے۔ "را" سے بڑی ہوشیاری سے کام لیکر اس کے اپنی حلقوں میں رسائی حاصل کر رکھی ہے وہ اپنے ہمنوا ایجنٹوں کو بڑے بڑے انعامات و اکرامات سے نوازتے ہیں اور اپنے زر خرید غلاموں کے ذریعے بنگلہ دیش کی شرکت کو اپنے کنٹرول میں رکھتے ہیں ایک مثال ملاحظہ کریں۔

ڈھاکہ کے ہفت روزہ "ہمدرد" نے اپنی 29 نومبر 93ء کی اشاعت میں بنگلہ دیش کے چیف اسسٹنٹ سیکرٹری وزارت جہاز رانی و آبی وسائل کا انٹرویو شائع کیا۔ اظہار لکھتے ہوئے 1972ء میں ہمیں ایک جہاز کی ضرورت تھی۔ پاکستان سیکرٹریٹ کی طرف سے جہاز خریدنے کی ہدایت ہوئی ہم نے فائل ہوائے خریداری جہاز وزارت کو بھیجی۔ وزارتِ خزانہ سے فائل اس نوٹ کے ساتھ لوٹائی کہ جہاز کی خریداری کے

URDUFANS.com

لیے بھارت سے رابطہ کیا جائے۔ اگر بھارت کے پاس فروخت کے لیے [illegible]
اس کی مشاورت سے کسی دوسرے ملک سے جہاز خریدا جائے۔ ان دنوں [illegible]
شپنگ منسٹری کے انچارج اور وزیر خزانہ تاج الدین تھے۔ ملا نے فائل بغل [illegible]
دور پر ہم منسٹر ہاؤس پہنچ گئے۔ فائل شیخ مجیب الرحمن کے سامنے پیش ہوئی اور انہوں نے
خزانہ تاج الدین کا نوٹ پڑھ کر غصہ سے کہنے لگے میرے سامنے تاج الدین
کیا اور پاکستان بنوانے سے پہلے میں تاج الدین ہمیں اور کون کون سے [illegible]
میں بھارت کی اجازت درکار ہوگی۔"

روزنامہ ملت 24 مئی 1995ء کی اشاعت میں لکھا ہے "صدر ضیاء الرحمن
فرخا ہیراج پر بھارت کے غاصبانہ قبضے کے بعد گنگا ہیراج کا منصوبہ شروع
بھارتی جارحیت کا منہ توڑ جواب تھا بنگلہ دیش کی زراعت کے لئے اس
ضرورت بے پناہ تھی اور بھارتیوں کو یہ فکر دامن گیر تھی کہ اگر اس منصوبے
جائے تو بنگلہ دیش کی زراعت بہتر ہو جائے گی۔ انہوں نے ضیاء الرحمن کے
ہی اسپیئر اور خریداریوں کے ذریعے اس منصوبے کو ناقابل عمل قرار دے کر
در آمد کی رکوا دیا۔" (بحوالہ روزنامہ ملت 24 مئی 95ء)

روزنامہ "ضیاء کا نات" کی ایک رپورٹ کے مطابق بھارتی حکومت نے
کے تحت بنگلہ دیشی کسانوں کو تباہ کرنے کے لئے ایس ایس پی برانڈ کی
جب اس کی تیار کاریوں کا علم ہوا تو اس کی درآمد روکنے کے احکامات جاری
پورا کرنے میں موجود "را" کے ایجنٹوں نے اس کھاد کو صحیح قرار دلوا
تقسیم کر دیں۔ اس کی بوریاں منگوائیں اور کسانوں میں
(بحوالہ روزنامہ ضیاء کا نات 20 جون [illegible]

روزنامہ انقلاب کی ایک اطلاع کے مطابق ایک بھارتی آفیسر کی بنگلہ [illegible]

[illegible] میں تعینات ہوئی۔ اخبار لکھتا ہے کہ [illegible] آف دہلی کمیونی کیشن منسٹر آف انڈیا کو
[illegible] منسٹری کی منظوری کے بعد بنگلہ دیش حکومت نے [illegible] نیشنل نامی کام یونین سے
[illegible] ایکسچینج ایکسپرٹ کی خدمات مانگی تھیں۔ [illegible] نیشنل نامی کام سے ایک بھارتی جریدہ
[illegible] دے دیا جسے [illegible] نے منظور کر دیا لیکن پیسوں کے لین دین کے کاموں سے
[illegible] منظوری کو منظوری میں تبدیل کر دیا۔ (بحوالہ روزنامہ انقلاب 7 ستمبر 94ء)

○

بنگلہ دیش کے ٹرانسپورٹ سیکٹر پر بھارتی دانشور قابض ہیں۔ بھارتی "نجاح" اور
ایف پی آئی "آٹو رکشہ سے بنگلہ دیش کے Suzon ٹیمپو کا عملاً خاتمہ کروا دیا ہے اس
طرح بھاٹیہ، جوشی اور کینیڈا سے درآمد کردہ بسوں سے بہت کم لاگت کی بسیں
مارکیٹ میں پھیلا کر بھارتیوں نے قبضہ جما لیا ہے۔

ایک سازش کے تحت بنگلہ دیش ریلوے کو بھارتی انجن پارٹس خریدنے پر مجبور کیا
جاتا ہے تاکہ مستقبل کیلئے بنگلہ دیش ریلوے بھارت کی محتاج ہو کر رہ جائے۔ جبکہ
ریلوے ٹیکنیکل کیلئے بھارتی انجنوں کو بنگلہ دیش ریلوے کیلئے دوسری ٹیکنالوجی سے مقابلے
میں ناکارہ اور غلط قرار دے چکی ہے۔ اس کے باوجود بنگلہ دیشی انجنوں کو درکار بحالی اور
مرمت کے لئے بھارت بھیجا جاتا ہے۔ (بحوالہ روزنامہ انقلاب 23 نومبر 1994ء)

نمکیات میں بنگلہ دیش خود کفیل ہے بنگلہ دیش میں آئیوڈین سے نمک کے بے پناہ
ذخائر موجود ہیں لیکن بنگلہ دیش میں نمک بھارت سے درآمد کیا جاتا ہے۔ یہ گھپلا اور
[illegible] ہے لیکن حیرت کی بات ہے کہ اس کی درآمد کی [illegible] نمکیات کی وزارت
[illegible] درآمدات کی طرف سے مل جاتا ہے۔ بھارتی نمک میں 95 فیصد کلورائیڈ پایا
جاتا ہے جبکہ بنگلہ دیش کے نمک میں 99 فیصد لیکن ایسا ہو رہا ہے۔

URDUFANS.com

11 دسمبر 94ء کو بنگلہ دیش شوری نے 15 بھارتی ماہی گیروں کا ایک
جس سے تلاشی لینے پر 125853 بھارتی کرنسی برآمد ہوئی جس کے خلاف
94ء کو مقدمہ تھانہ میں درج رجسٹر ہوا یہ لوگ دہشت گردی کرنے
26 دسمبر 94ء کو متعلقہ مجسٹریٹ کو حکم ملا کہ رقم سمیت ملزمان کو پاکستان
جائے۔ جب متعلقہ مجسٹریٹ سے رضامندی مانگی تو انہوں نے جواب دیا
دیں (نوائے وقت، مورخہ 30 دسمبر 94ء)

یہ مرتبہ بنگلہ دیش کو چینی کی قلت کا سامنا ہوا اور بھارت سے چینی درآ
لیکن کئی شرائط کے ساتھ کہ اسے بنگلہ دیش میں شکر سازی کی صنعت قائم
دکھانی ہے، اس کے لئے وزارت تجارت میں موجود "را" کے لوگوں نے
سال مخصوص مقدار میں چینی درآمد سے مربوط کر کے بنگلہ دیش شوگر ملوں
چینی گوداموں میں رکھ کر اسے ہر سال ضائع کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ حالانکہ
گزشتہ سال 133.200 ٹن شوگر بنگلہ دیش میں سمگل کی تھی اور 200,000
بھارت سے سمگل ہو کر آتی ہے اس سے صورتحال کی سنگینی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے

جب حکومت کو بہتر فصل کے لئے بیج درآمد کرنے کی ضرورت پیش آئی
کے ایجنٹوں نے اس کیلئے بھی بھارت کو ترجیح دی۔ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے
کے لئے البتہ کچھ بیج پاکستان سے بھی درآمد کئے گئے مرحول ہونے پر یہ
حقیقت سامنے آئی کہ بھارتی بیج حکومت کے ٹیسٹر کے مطابق نہیں تھا اور
ساری فصل تقریباً تباہ ہو گئی۔ اسی طرح بھارت سے درآمد کردہ چاول انتہائی
غیر معیاری ہوتا ہے لیکن ہر دور کی میں موجود "را" کے ایجنٹوں نے حکومت
پر تھپڑوں اس مسئلے پر بھی باندھ رکھے ہیں۔

قیام بنگلہ دیش کے فوراً بعد ہی سے بھارتی حکومت بنگلہ دیشی اکانومی کی تباہی کے
منصوبے پر گامزن ہے اور بہت سے ایسے معاملات ہیں جن میں ایک خطرناک کارروائی
بھارت بنگلہ دیش کی سرحد سے قریباً 17 کلومیٹر کے فاصلے پر دریائے گنگا پر ایک بڑا بند
"فراقا بیراج" باندھنا ہے تاکہ گنگا کے پانی کی سپلائی بنگلہ دیش کو روکی جا سکے۔ جس
بالادستی ضابطوں اور دریا کے تمام سفارتی قوانین سے تحت دونوں ممالک کو دریاؤں سے
یکساں فوائد حاصل کرنے کا حق حاصل ہے لیکن بھارت ایسے کسی اخلاقی یا قانونی
ضابطے کو خاطر میں نہیں لاتا۔

گنگا پر واقع فراقا بیراج پر باندھ کا منصوبہ دراصل 51ء میں شروع ہوا تھا
لیکن تب حکومت پاکستان کے تحت حقوق پر بھارت نے "آبستہ تعمیر" کی پالیسی اختیار
کی۔ 71ء تک پاکستانی حکومت کی موجودگی میں بھارت کو بند مکمل کرنے کی جرأت
نہ ہو سکی۔ لیکن 71ء کی جنگ میں اسے یہ موقعہ مل گیا جب ایسٹ پاکستان بھارت کی
فوجوں سے بنگلہ دیش میں تبدیل ہوا۔ بھارت نے برق رفتاری سے تعمیر شروع کر
دی اور 74ء تک فراقا بیراج مکمل کر لیا۔

بھارت نے اس وقت سے بنگلہ دیش کے صدر شیخ مجیب الرحمٰن کو یہ قوت دیا اور
گنگا کا 90 فیصد پانی صرف 41 دن کیلئے تجرباتی بنیادوں پر بیراج کو چوری کر لیتا ہے جس کے
بعد دونوں حکومتیں مل کر فیصلہ کریں گی اور 21 اپریل سے 31 مئی 75ء تک کا
وقت طے پایا۔

یہ 41 دن کا تجربہ گزشتہ 20 سال سے جاری ہے اور ختم ہونے ہی میں نہیں آ
رہا۔ گنگا کا 90 فیصد پانی بنگلہ دیش کو فیڈر میں گردن داخل کرنے کی اجازت کی سب سے بڑی غلطی تھی
کیونکہ فیڈر میں داخل ہو چکا ہے اور اب باہر کھڑا اس کا منہ دیکھ رہا ہے۔
بھارتی حکومت نے 3 مہینے بنگلہ دیش کے 3 حکمرانوں، مجیب، ضیاء اور ارشاد

URDUFANS.com

کے ساتھ طے کئے اور تینوں کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔

75ء کے پہلے معاہدے کے تحت بنگلہ دیش کو 44 ہزار کیوسک پانی ملتا تھا دوسرے معاہدے میں 10 ہزار کیوسک پانی رہ گیا تیسرا معاہدہ دراصل کوئی معاہدہ نہیں بنگلہ دیش کا ایوب دور کا آمر حکمران تھا جو 17 اکتوبر 82ء کو ہوا میں تحلیل ہو گیا بھارتی حکومت کسی معاہدے کی بنیاد کے بجائے مسودہ نما کاغذ پر بضد ہے اس لئے پچھلے معاہدوں میں 80 فیصد پانی پر بنگلہ دیش کا حق مانا گیا تھا۔ اب اس کا زمینی کا ہے۔ 31 مئی 84ء کو اس کی تاریخ ختم ہوئی جس کے بعد سے اب تک مرضی کا مالک ہے کہ وہ جتنا پانی اس کا جی چاہے بنگلہ دیش کو دے گا اس سلسلے کوئی اخلاقی یا قانونی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

حال ہی میں بنگلہ دیش کے وزیر آبپاشی مشرف حسین نے ایک بیان میں اللہ کے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ 72ء سے 98ء تک اس مسئلے پر بھارت کے ساتھ 77 میٹنگز ہو چکی ہیں جن میں سے 9 ماہ کا تکنیکی وزرائے اعظم سطح پر ہوئے متعدد وزارتی سطح پر بھی مذاکرات ہوئے۔ لیکن نتیجہ ہمیشہ وہی ڈھاک کے تین پات

1992ء میں جب تنگ خاندان سے تعلق رکھنے والی خالدہ ضیاء نے اس مسئلے پر پہلی بار بھارت کا دورہ کیا تو وزیر اعظم نرسیماراؤ نے انہیں یقین دہانی کروائی تھی کہ فرخا بیراج سے نکلنے والی نہر کا کام 31 مارچ 93ء تک مکمل کر لیا جائے گا۔ لیکن آج تک ایک فرخا بیراج کی تعمیر نہیں ہو سکی۔ بھارت بنگلہ دیش کے 54 دریاؤں پر اپنا تسلط مسلسل مصاحب کا شکار ہے۔ اس سلسلے میں تمام تر بین الاقوامی اصولوں کو پس پشت ڈال کر ان سے جہاں بنگلہ دیش کے زراعت کو زبردست دھچکا لگا بلکہ پینے کا پانی ایک طرح سے قحط پیدا ہونے کا خطرہ بنا ہے "را" کو بھارتی حکومت کی پالیسی کو تمام بین الاقوامی ذرائع استعمال کر کے اپنے ہمسایہ غریب ممالک پر مسلط

بیوروکریٹس اور سرکار دربار میں اپنے تنخواہ دار ناقدانہ تجزیہ کر رکھے ہیں جو اپنی تحریروں، سیمینارز اور ٹی وی ٹاک شوز اور "را" کی مدد سے فراہم کردہ گمراہ کن اعداد و شمار کی مدد سے ایسے تاثر دیتے ہیں جن سے بنگلہ دیشی عوام کو یہ تاثر ملے کہ پانی کے مسئلے میں بھارت کا کوئی قصور نہیں اور بنگلہ دیشی حکومت کو بھارتی ڈکٹیشن اور شرائط قبول کر لینا چاہئے کہ اس میں سب کا بھلا ہے۔

اس کے ساتھ "را" کا دوسرا ایجنڈا یہ ہے کہ وہ بنگلہ دیش حکومت کو مجبور کرے کہ وہ گنگا کا پانی حاصل کرنے کے لئے بھارت کو آسان راستہ مہیا کرے اور بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ بہت سے سیاسی رہنما اور نام نہاد دانشور اپنی حکومت کو مجبور کرنے لگے ہیں کہ وہ بھارتی ڈکٹیشن قبول کر لے۔

"را" بھارتی حکومت کے ہاتھ میں ایک ایسا آلہ کار بن کر رہ گئی ہے جو حکومت کی خارجہ پالیسی کو تمام بین الاقوامی ذرائع استعمال کر کے اپنے ہمسایہ غریب ممالک پر مسلط کرنے اس ضمن میں فرخا بیراج جیسے مسئلے کا بھی بھارتی حل بنگلہ دیش کے غریب اور متعدد وزارتی سطح پر بھی مذاکرات ہوئے۔ لیکن نتیجہ ہمیشہ وہی ڈھاک کے تین پات کے مترادف ثابت ہوا ہے جو خاصتاً سائنسی مسئلہ ہے پانی کے بغیر ان فرخا بیراج کی تعمیر مکمل ہو کر رہے گی ضرورت اس امر کی ہے کہ بنگلہ دیش کے محب وطن دانشور اور اس معاملہ کی تکنیکی سے نواقف لوگوں کو خاصوں کے شکنجے سے نکالیں ایک فرخا بیراج کی تعمیر نہیں ہو سکی۔ بھارت بنگلہ دیش کے 54 دریاؤں پر اپنا تسلط مسلسل مصاحب کا شکار ہے۔ اس سلسلے میں تمام تر بین الاقوامی اصولوں کو پس پشت ڈال کر ان سے جہاں بنگلہ دیش کے زراعت کو زبردست دھچکا لگا بلکہ پینے کا پانی ایک طرح سے قحط پیدا ہونے کا خطرہ بنا ہے "را" کو بھارتی حکومت کی پالیسی کو تمام بین الاقوامی ذرائع استعمال کر کے اپنے ہمسایہ غریب ممالک پر مسلط کرنے کے لئے بھارتی حکومت نے بنگلہ دیش کے ان دریاؤں سے 18 جون اور 17 ذیلی نہریں

URDUFANS.com

بھی اپنے علاقے میں نکال ہوئی ہیں۔ یہ ہیں وہ دریا جن کے پانیوں پر
قابض قبضہ جمائے کھڑا ہے۔ دریائے گنگا، ٹیسٹا، برہم پتر، اچھا موتی، پدما، لچی
کوآئی، مونو، موہوری، فینس، چری، چینگی، گومتی، پوتر دھا، مہانندا، منگو
نیلی، کومول، وداھائی، دھلائی، سنوگی، خیرو، گھورنا ماری اور کاتا چارا
بھارتی تصرف سے بنگلہ دیش کے یہ اضلاع براہ راست متاثر ہوتے ہیں
بازار، ہوبی گنج، کومیلا، فینی، کھاگڑا چاری، کشتیا، سرپور، جیسور، شجر
نوگاؤں، دیناج پور، رانگ پور، سلہٹ اور تیرد کوٹ۔ ان اضلاع میں ماحولیات
اور اکالوئی تبدیلیوں کے کنارے جا پہنچی ہیں پریشان کن بات تو یہ ہے
حکومت کی ان حرکات پر ڈھاکے سے بنگلہ دیشی حکومت کی طرف سے کوئی
ہلکہ نہیں ہوتا اور یہ کہ اکتوبر، نومبر 93ء میں ہونے والے بین الاقوامی
کوشش میں جو تجاویز بنگلہ دیش حکومت کی طرف سے دی گئی وہ بنگلہ دیش
خلاف تھیں۔ یہ اطلاع وزیر اعظم کو ایک خصوصی ٹیکنیکل جنس رپورٹ کے
پہنچائی گئی۔ (بحوالہ روزنامہ انقلاب 23/ اکتوبر 93ء)

○

وزیر اعظم نے اس صورتحال پر جسٹس خیر الدین ایکسپرٹ ڈاکٹر عبدالر
صاحب سے بات چیت کی تو انہوں نے ٹیکنیکل جنس رپورٹ کی تصدیق کر
وزیر اعظم نے پہلی کمیٹی توڑ کر ڈاکٹر یکے این حسین سے یہ معاملہ دوبارہ
لیکن وزیر اعظم کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس کے وزیر خارجہ نے
کی مخالفت کی۔ لوگ اب سوال کرتے ہیں کہ بنگلہ دیش کی وزارت خارجہ
کنٹرول کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے روزنامہ انقلاب نے یہ

بھی دی کہ اس کانفرنس میں موجود بنگلہ دیش کا نمائندہ اپنی تقریر کے دوران بھارت کا
نام نہ لے۔

فرخا بیراج بنا کر بنگلہ دیش کو دریائے گنگا کے پانی سے محروم کرنے کے بعد بھارت
نے بنگلہ دیش کو 11 دیگر دریاؤں کے پانی سے محروم کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس مقصد کے
لئے بھارت نے ہر ہم پتر اور گنگا کے درمیان ایک نہر بنانے کا پروگرام بنایا جو بنگلہ
دیش کے علاقے سے بھی گزرتی تھی۔ یہ نہر 324 کلو میٹر لمبی، ایک کلو میٹر چوڑی اور
30 فٹ گہری ہے جو جوگی گوپا (آسام) سے شروع ہو گی اور مغربی بنگال سے گزر کر فرخا
بیراج میں گرے گی، نہر کے مغربی کنارے پر بھارت 60 فٹ بلند پشتہ باندھے گا۔

بھارت نے بنگلہ دیش کو یہ چکر دے رکھا ہے کہ اس نہر کی تعمیر سے بنگلہ دیش کو
فرخا بیراج کی صورت میں جو نقصان پہنچا اس کی تلافی ہو جائے گی جبکہ بنگلہ دیش کے
محب وطن حلقے چیخ چلا رہے ہیں کہ یہ بنگلہ دیش کیلئے فرخا بیراج کے بعد دوسرا
بڑا دست جھٹکا ہو گا جس سے شاید کبھی یہ ملک سنبھل پائے۔

اگر یہ نہر کسی منصوبے پر تعمیر آمد کرتے ہوئے بنگلہ دیش کو ہر ہم پتر کے علاوہ 11
گزید دریاؤں کے پانی سے بھی ہاتھ دھونا پڑیں گے۔

اب عوام لاکھ شور مچاتے رہیں، لیکن تجزیہ یہی بتاتا ہے کہ "را" اپنے زر خرید
نگران کرنیل، سیاستدانوں اور عام شہریوں کے ذریعے اس منصوبے پر عمل کروا لے
گی اور عوام اپنی بدقسمتی پر ماتم کرتے رہ جائیں گے۔

○

قیام بنگلہ دیش کے ساتھ ہی بھارتی اشیاء کا سیلاب بنگلہ دیش کی منڈیوں میں آ گیا
بنگلہ دیش کی لوگ آ سکتی تھیں جس کے بعد اب تک سمگلنگ کا ایسا مضبوط نیٹ ورک

URDUFANS.com

"را" کے زیر نگرانی کام کر رہا ہے بھارت اور بنگلہ دیش میں باہمی تجارت بھی بھرپور طریقے کی ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ آپ اس بات سے کر لیجئے کہ بھارت کو برآمدات 3 فیصد اور بھارت کی بنگلہ دیش کو 97 فیصد ہیں۔

ورلڈ بینک کے مطابق 94ء میں دونوں ممالک کے درمیان 60 [illegible] دین ہوا جو 5 سال پہلے صرف 7 کروڑ ڈالر تھا (روزنامہ نیشن 29 [illegible]

بنگلہ دیش پر بھارت کی تجارتی گرفت کا بھرپور جائزہ لیجئے اور دیکھئے

1۔ 1971ء میں پاکستانی کرنسی کے 100 روپے کے بدلے بھارتی 10 [illegible] کرتے تھے یہ سورتحال دسمبر 71ء تک تھی جنوری 72ء میں بنگلہ دیش کے مقابلے میں 66 فیصد کمی پر آگئی۔

2۔ بنگلہ دیش کی معیشت کو اتنا کمزور اور بنگلہ دیشی کمپنیوں کی معیشت بنایا جا [illegible]

3۔ پاکستان سے بھارت کو جٹ کپڑے کی برآمد پر پابندی لگائی ہوئی تھی جبکہ بھارت نے بنگلہ دیش سے بڑے کپڑے پابندی اٹھا کر کسٹم ڈیوٹی پر برآمد کی اجازت دے دی [illegible] نکلا کہ ہندوستان نے بھارتی جوٹ انڈسٹری کو اپنا غلام بنالیا اور بنگلہ دیشی جوٹ [illegible] بحران کا شکار کر دیا۔

4۔ 72ء میں بھارت نے بنگلہ دیش سے "فری بارڈر ٹریڈ" معاہدے پر [illegible] کروالیے جس کے مطابق بنگلہ دیش کے اندر 10 میل تک بھارتی اشیاء [illegible] کوئی ڈیوٹی نہیں لی جا سکتی تھی اس سہولت کا فائدہ اٹھا کر "را" نے سارے بنگلہ [illegible] بھارت کی منڈی میں تبدیل کر دیا۔

72ء میں ہونے والے اس معاہدے میں صاف لکھا ہے کہ دونوں [illegible] کے درمیان تجارت برابری کے اصولوں پر ہو گی۔

بنگلہ دیش کے ساتھ بھارت کے اقتصادی قزاقی کی ایک مثال ہی کافی ہے

1976ء سے 1978ء تک دونوں ممالک کی تجارت میں خسارہ 259 اعشاریہ 80 [illegible]

[illegible] 76ء سے 81ء تک 315 اعشاریہ 63 کا ہو گیا۔

آپ اور دیکھیں کہ 82ء کے بعد کیا اندھیر مچا ہو گا اندازہ لگا لیں تو بھارت کے [illegible] کی منصوبہ بندی سمجھ آ جائے گی۔

[illegible] کی سیکرٹری منصوبہ بندی نے اپنی حکومت کو نئی دہلی میں پیش کئے [illegible] رپورٹ دی ہے کہ کس بنگلہ دیشی زمیندار سے اس تیزی سے بڑھتے ہوئے خسارے کی [illegible] جائے کا تردد ہی نہیں کیا جائے اصل وزارت تجارت کے بیشتر افسران "را" کے [illegible] ہیں اور وہ اپنے آقاؤں کے اشاروں اور احکامات پر ملکی معیشت کو تباہ کرنے پر تلے [illegible] ہیں۔ یہ لوگ بھارتی اشیاء پر درآمدی ڈیوٹی 95 فیصد سے کم کر کے 20 فیصد تک [illegible] آئے ہیں جبکہ بھارت بنگلہ دیش کی اشیاء پر 20 فیصد کے بجائے 85 فیصد [illegible] آمدنی ڈیوٹی وصول کرتا ہے۔

حاصل شدہ اعداد و شمار کے مطابق بنگلہ دیش میں بیروزگاری کی شرح 23 فیصد اور بھارت میں 40 فیصد ہے اس طرح بھارت میں اوسط درآمدی ڈیوٹی تقریباً 90 فیصد جبکہ بنگلہ دیش میں 20 فیصد ہے۔ (ہفت روزہ ایشیا 17 فروری 92ء)

"را" کے تنخواہ دار افسران کس دیدہ دلیری سے اپنے ملک کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں اس کا اندازہ بنگلہ دیش کے اس فرق سے لگایا جا سکتا ہے۔ دیکھنے کے بعد [illegible] ہوتی ہے کہ آخر بنگلہ دیش کے بازار بھارتی اشیاء سے کس طرح بھرے ہوئے [illegible] ظاہر ہے یہ سمگلنگ کے ذریعہ آتی ہیں اور اس سمگلنگ کو "را" اور اس کے بنگلہ [illegible] کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے۔

سمگلنگ کے ساتھ ساتھ "را" کی طرف سے بنگلہ دیشی معیشت کو تباہی کے [illegible] سے بچانے کے یہ اقدامات بھی کئے جا رہے ہیں۔

بھارتی اشیاء کو بنگلہ دیش میں پھیلانے کیلئے بنگلہ دیشی تاجروں کو بھاری مال کی

URDUFANS.com

پیکنگ کی جاتی ہے یہ مال پینسل سے لے کر بھاری اشیاء تک مشتمل ہوتا ہے
ٹرانچ میں بنگلہ دیشی تاجران اشیاء کی درآمد کرنے کی قیمت بھی ادا کرنے پر تیار رہتے ہیں
2۔ کمیشن ایجنٹوں کے ذریعے جہاں بھارتی تاجروں کو خاصا من مل جاتا ہے
دیشی تاجران کی رقم نہیں دبا سکتے۔
3۔ بھارتی اشیاء کی فروخت کیلئے جو کمپنیاں رسید کی ہوں اور خود بھارت
فروخت پسند کریں بھارتی تاجران پر دوسرے ممالک کی مہریں لگا کر بنگلہ
کو دے دیتے ہیں بنگلہ دیشی تاجر اس لیبل میں آجاتا ہے کہ یورپی ممالک سے
سستا ان کو معمول سے زیادہ قیمت سے معمول ہوگی ہیں۔ اسے ادائیگی بھی کم کرنا پڑتا
4۔ [illegible] اپنے ایجنٹوں کے ذریعے بنگلہ دیشی اور بھارتی تاجروں کے
تعلقات کرتی ہے جس کے ذریعے عموماً صرف بھارتی اشیاء ہی درآمد کی جاتی ہیں۔
بنگلہ دیش کی معدنی دولت جو قدرت نے عطا کی ہے بھارت سے
نظر سے کی گئی ہے بھارتیوں کو یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ بنگلہ دیش اگر
کنوئیں کھودے گا تو آسام کے کنوؤں سے تیل ادھر منتقل ہونا شروع ہو جائے گا
مہم بنگلہ دیش اپنی معدنی دولت کے مالک ہونے پر کہیں "اکھنڈ بھارت" کے
رکاوٹ بن جائے۔

○

شیخ مجیب الرحمن نے وزارت عظمیٰ سنبھالنے کے بعد بنگلہ دیش کے
ساحل کو چھ مختلف سیکٹروں میں تقسیم کر کے وہاں سے تیل اور گیس نکالنے
مالی کمپنیوں کو ٹھیکے دیئے تھے جنہوں نے اپنا کام شروع کر دیا لیکن کچھ ہی عرصے
اچانک وہ لوگ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگ گئے اور حیرت انگیز طور پر کسی

فرار کی وجوہات جاننے کی کوشش نہیں کی۔
پروفیسر ابو سعید نے اپنی کتاب Fact and Documents میں صاف
الفاظ میں لکھا ہے کہ "را" اور "سی آئی اے" نے مل کر یہ کام کیا تھا۔ پہلے دھمکیاں
دھمکیاں دی گئیں تھیں ان کی طرف سے دھمکیوں کو خاطر میں نہ لانے کے بعد
بھارتی گن بوٹس نے ان پر فائرنگ کی اور تو ان راستہ یہ لوگ سب کچھ چھوڑ کر بھاگ
گئے۔ (بحوالہ روزنامہ دیپاں 12 جون 1992ء)
صدر ضیاء الرحمن کے دور میں آف شور فیلڈ پر باقاعدہ کھدائی کا آغاز ہوا یہ بڑا
شاندار منصوبہ تھا لیکن ضیاء الرحمن کی شہادت کے کچھ ہی عرصہ بعد پورے کا پورا
منصوبہ ختم کر دیا گیا اس کی تکمیل کے لئے اختیار کی گئی بھارتی کمپنی کو بھاگنا پڑا
ختم کیا تھا لیکن اطلاعات یہ ہیں کہ یہ "را" کا کارنامہ تھا جو کسی بھی صورت میں بنگلہ دیش
کی معدنی ترقی برداشت نہیں کر سکتی مثالیں بہت سی اور مثالیں بھی موجود ہیں۔
(بحوالہ روزنامہ المجد 2 جون 1995ء)
صدر ارشاد کے دور میں غیر ملکی کمپنی شیل تار کو پھر کنوئیں کھودنے کے ٹھیکے
دیئے گئے جس نے سنیت میں اپنا کام بھی شروع کر دیا لیکن "را" نے اپنے ذرخرید
بھارتی ایجنٹوں کے ذریعے اس کمپنی Scimitar کے خلاف ایسا زبردست پروپیگنڈہ شروع
کروایا اور ایسی فضا بنا دی کہ کمپنی کو سب کچھ چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔
اسی طرح فرانس کی کمپنی B-Field کی مثال دی جا سکتی ہے جس نے دیناج پور میں
گیس کے ذخائر کا پتہ لگا لیا تھا اور کنوئیں کھودنے لگی تھی لیکن اسے بھاگنے پر مجبور ہونا پڑا بعد میں انکشاف
ہوا کہ بھارت نے فرانس سے اس کمپنی کو واپس بلانے کا معاہدہ کیا تھا جس میں
بھارت 2000 کلو میٹر لمبی پائپ لائن بچھانے اور فرانس کو وہی کمپنی جسے بنگلہ دیش سے بھگایا گیا تھا
B-Field نے بنگلہ دیش میں شیخان سے بشگل 5 کلو میٹر دور بھارتی سرحد کے

URDUFANS.com

اندر مغربی بنگال کے ایک سرحدی مقام جمیدار پاڑا میں تیل کا کنواں کھودا۔
(بحوالہ دینک بنگلہ 23 اگست

○

"را" نے شانتی باہنی کے دہشت گردوں کے ذریعے چٹاگانگ اور
پہاڑی علاقوں میں معدنیات کی تلاش کے تمام منصوبے ناکام بنا دیئے
بھی بنگلہ دیش حکومت کی طرف سے یہاں معدنیات کی تلاش شروع ہوئی
سے کچھ ہی پہلے شانتی باہنی کے گوریلے حملے شروع کر دیتے ہیں اسی طرح
عملاً یہاں معدنیات کی تلاش کے ہر منصوبے کو ناممکن بنایا ہے۔

سلہٹ میں جتھاریا اور الیاس کی سب سے بڑی آئل فیلڈ کیلیش ٹیلا اور بعض
تیل کے کنوؤں کی کھدائی اچانک بند ہونا بھی "را" کی کارستانی ہے حالانکہ سلہٹ
کنوئیں پر بنگلہ دیش حکومت کے 40 کروڑ ٹکا خرچ آ چکے ہیں لیکن اچانک دہشت گرد
اس کی کھدائی بند کروا دی گئی۔

بھارتی چاہتے ہیں کہ سلہٹ میں اگر تیل نکلنا شروع ہوا تو آسام کے تیل
سارے ذخائر بہہ جائیں گے۔ "را" نے اپنے گھٹیا مقاصد کیلئے بنگلہ دیش کے
کریش اور بنگلہ نام نہاد ماہرین کو خرید رکھا ہے جن کے ذریعے وہ اپنی مرضی کے
اور "ماہرین کی رائے" جاری کرواتے رہتے ہیں۔

جنوری 93ء کے روزنامہ اتحاد کی ایک رپورٹ کے مطابق بنگلہ دیش
جیولوجیکل سروے ڈائریکٹوریٹ کا ڈپٹی ڈائریکٹر حبیب الرحمٰن "را" کا ایجنٹ تھا
نے بھارت کا دورہ کیا جہاں اس نے لاکھوں روپے کے عوض بنگلہ دیش کی معد
رپورٹس "را" کے حوالے کیں اور کہا کہ اب پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی جاری کی

معاملہ تیل اور گیس تک محدود نہیں بلکہ حسیا پاڑا میں بنگلہ دیش حکومت کو ہارڈ
کی کھدائی سے روکا گیا ہے کیونکہ انڈیا کو خطرہ تھا کہ اس طرح ان کے
پیداوار کی برآمد بند ہو جائے گی۔

اسی طرح Baraipukuria میں کوئلہ کی کھدائی میں رکاوٹیں کھڑی کی گئیں
"را" نے مقامی باشندوں سے کھدائی کے خلاف تشدد تحریک شروع کروائی اور بہانہ یہ بنایا
کہ انہیں زمین کی مناسب قیمت ادا نہیں کی گئی۔

سلہٹ میں Joypurhat یورینیم اور پوٹاشیم کی تلاش بند کروا دی گئی حالانکہ
یہاں دونوں معدنیات کی موجودگی کی مصدقہ تحقیقی رپورٹس موجود تھیں۔

ڈاکٹر بی ڈبلیو گیٹس جو مشہور عالم جیالوجسٹ ہے نے اتنر نیشنل اٹامک انرجی
ویانا میں بنگلہ دیش میں یورینیم کی موجودگی کا انکشاف کیا ہے اس رپورٹ کی
بنیاد پر بنگلہ دیش حکومت نے 76ء میں سلہٹ، مولوی بازار اور فنی تلا کے علاقوں
میں معدنیات کی تلاش کے منصوبوں کا آغاز کیا متعلقہ ماہرین کی متفقہ رپورٹ تھی کہ
یہاں کی گریڈ یورینیم موجود ہے جس پر باقاعدہ کھدائی شروع ہوئی، کروڑوں روپے
لگائے گئے لیکن 1986ء میں "را" نے مسلسل سازشوں کے ذریعے کھدائی کرانے پر پابندی
لگوا کر منصوبے ختم کروا دیئے اور ان کی رپورٹس کو منگوا کر بنگلہ دیش کی سرحد سے
کچھ کلومیٹر دور بھارتی سرحد میں میگھالایا کے مقام پر یورینیم دریافت کر لیا۔ روزنامہ
جنگ 27 فروری 95ء نے بالتفصیل بنگلہ دیش میں موجود زمینی ذخائر کی نشاندہی کی ہے۔

بنگلہ دیش کی حکومت دہشت گردی کی کارروائیوں کی وجہ سے کھدائی کیلئے غیر ملکی فرموں کی
خدمات حاصل کرتی ہے اور جب کسی غیر ملکی فرم کو کھدائی کیلئے تیار کرتے ہیں۔ "را" اس سے آپریشن
کرنے والے "را" غیر ملکی کمپنیوں کو روکنے کیلئے رشوت، پراپیگنڈہ اور دھمکی کے ہتھیار
استعمال کرتی ہے اس سلسلے میں "را" جو طریق واردات اپناتی ہے وہ اس طرح ہے۔

URDUFANS.com

بنیں الاقوامی سطح پر پرا پیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ بنگلہ دیش میں جمہوریت قائم
دشمن ہا تھ ہے۔

متعلقہ فرم خصوصاً اس کے متعلقہ انجینئر کو "را" رشوت دے کر
تیار کرنے پر راضامند کیا کرتی ہے اور ان کی طرف سے حکومت کو رپورٹ
کہ یہاں متعلقہ معدنیات نہیں ہیں۔

بنگلہ دیش کے متعلقہ ڈیپارٹمنٹس کے لوگوں کو جو متعلقہ کمپنی سے
کرتے ہیں، رشوت دے کر ان کی طرف سے کمپنی کے ساتھ ایسا سلوک کرو
کہ وہ معاہدے سے اکتا کر اس میں ہی عافیت جانے ہوئے کام کرنے میں موجود
خرچہ لازم کمپنی کو واجبات کی بروقت ادائیگی کی گارنٹی دینے سے انکار کر دیتے ہیں۔

اس سب کچھ کے باوجود اگر کوئی کمپنی کام پر تیار ہو جائے تو "را" ان
ایجنٹوں کے ذریعے اس کے کام میں رکاوٹیں ڈالتی ہے۔ 1972ء سے لے
متعدد مثالیں موجود ہیں جب کمپنیوں نے کام شروع کیا لیکن "را" نے انہیں
کہ وہ کام ادھورا چھوڑ کر بھاگ گئے۔

○

"را" نے اپنے گھناؤنے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے اسی طرح
گیا، منصوبہ انڈسٹری کو تالا لگنے کے کنارے پہنچ دیا ہے۔

بنگلہ دیش میں غریب لوگوں کی کثیر تعداد مچھلی پکڑنے کی صنعت سے
اس صنعت کو "را" نے تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ مچھلی اور چاول جو بنگلہ دیش
کھاجا تھا اب ماضی کی بات بن کر رہ گئی ہے۔ "را" کے ظالم درندوں نے
دشمنیوں کے ساتھ ساتھ بھی چھین لیا ہے۔

مچھلی بنگلہ دیش کی آمدن کا بڑا ذریعہ ہے، یہاں دو قسم کی مچھلی پائی جاتی ہے جس
میٹھے پانی یعنی دریاؤں کی اور کھارے پانی یعنی سمندر میں پائی جانے والی مچھلی، بنگلہ
دیش کے موسمی حالات ایسے ہیں کہ معمولی توجہ سے یہاں صنعت ماہی گیری بہت ترقی
کر سکتی ہے اور اس سے بہت زرمبادلہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ بنگلہ دیش کی زرمبادلہ
حاصل کرنے والی سب سے بڑی انڈسٹری بن سکتی ہے لیکن "را" نے بنگلہ دیش کو اس
شعبے پر بھی نشانہ بنایا ہے۔

فرخاباد، ایٹہ اور 40 دیگر بڑے اور چھوٹے ذریعہ روزگار سے بنگلہ دیش کو پاکستان
پاکی مچھلی سے محروم کر دیا ہے اور اب "را" بنگلہ دیش کی صنعت ماہی گیری کو تباہ
کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ یہ صورتحال یہ ہے کہ دنیا کو مچھلی سپلائی کیا کرتا
خواب و خیال بھارت سے ہزاروں ٹن مچھلی سمگل ہو کر آتی ہے جس سے اس کے عوام
اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بنگلہ دیش کے شعبہ زراعت کی تحقیق کے
مطابق خلیج بنگال کا بنگلہ دیشی رقبہ تقریباً 64 ہزار مربع کلومیٹر ہے جس میں 475
اقسام کی مچھلیوں اور 40 قسم کی جھینگا مچھلی پائی جاتی ہے۔

بنگلہ دیش کے سمندری حدود میں ٹونا، سلمون، سیکرل، جونفیز، سوری، شرمپ،
لوبسٹر، دو سپیشز شارکیں اور دیگر قسم کی مچھلیوں کی 475 اقسام موجود ہیں۔ ایک
محتاط ترین اندازے کے مطابق بنگلہ دیش ہر سال بآسانی 4 لاکھ ٹن سے زیادہ مچھلی
پکڑ سکتا ہے۔ (نوائے وقت سنڈے میگزین 31 مئی 95، بنگلہ دیش اور بنگلہ دیش مسئلہ
کشمیر کا آزاد صفحہ نمبر 61)

مچھلی کی سمندری دولت بنگلہ دیش کے لئے اللہ کا خصوصی انعام ہے۔ ریڈ سی میڈ
بنگلہ دیش کے بعد مچھلی بنگلہ دیش کی دوسری بڑی برآمدی آئٹم ہے۔ جھینگا مچھلی جس کی
بنگلہ دیش کے پانیوں میں پیداوار بہت آسان ہے زرمبادلہ حاصل کرنے کا بہترین

URDUFANS.com

ذریعے سے میں الاقوامی مارکیٹ میں اس کی اتنی مانگ ہے کہ 366ء سے اب 776ء تک پہنچ گئی ہے۔

72-73ء میں بنگلہ دیش نے جھینگا مچھلی سے 12 اعشاریہ 38 کروڑ ٹکا میں 100 کروڑ ٹکا کا زرمبادلہ اتفاق سے 3 جولائی 95ء ایک اہم رپورٹ جس کے مطابق 24 ہزار کروڑ ٹکا سالانہ آمدن جھینگا مچھلی سے حاصل کرنے کے لئے معمولی بات ہے۔

منجمد مچھلی کی برآمد میں بھارت کا سب سے بڑا حریف بنگلہ دیش ہے دن رات بنگلہ دیش کی اس اہم صنعت کی تباہی کے لئے کوشاں رہتی ہے خطرناک طریقے اختیار کئے جاتے ہیں کہ بنگلہ دیش کے لئے جھینگا مچھلی برآمد آمدنی ہے۔

اس ضمن میں سب سے خطرناک طریقہ بھارتی ماہی گیروں کی طرف سے دیش کی سمندری حدود سے غیر قانونی مچھلی پکڑنا جس کو "را" کی مکمل پشت پناہی ہوتی ہے۔

○

15 تا 17 مئی 95ء کو "را" نے ایک گہناؤنی سازش کے ذریعہ بنگلہ دیش سمندری حدود میں قائم جھینگا مچھلی کے فارم کی تمام آبجری کھلے سمندر میں ان کی بیدا کرنا ممکن نہ رہے جب بنگلہ دیشی ماہی گیروں نے سمندر میں قابو کرنا چاہا تو اچانک بھارتی ماہی گیروں کے 50 تا 100 ٹرالر وہاں آگئے میں موجود سینکڑوں "را" کے ایجنٹوں نے فائرنگ کر کے بنگلہ دیشی ماہی گیروں خود سمندری آبجری کو لوٹ کر لے گئے۔

بھارتی ماہی گیر بنگلہ دیش کے سمندری علاقے میں پاسور، ہری ابھنگا سے منگل موئل تلپتی، آئس لینڈ سے درآمد شدہ بھارت کے ان سمندری لٹیروں نے جھینگا مچھلی کی تمام لوٹی بلکہ سب چار سے غریب اور کمزور بنگلہ دیشی ماہی گیروں سے مچھلیاں پکڑنے کے جالے اور دوسرے سمندری استعمال کی چیزیں بھی چھین کر لے گئے۔ (بحوالہ روزنامہ المجد 21 مئی 95ء)

5 دسمبر 95ء کے روزنامہ انقلاب نے صاف الفاظ میں لکھا کہ بھارت کے ان سمندری قزاقوں کا بنگلہ دیشی ماہی گیر کچھ بگاڑ سکتے ہیں نہ ہی ان کے خلاف احتجاج کر سکتے ہیں کیونکہ ان سمندری قزاقوں کو بھارتی بحریہ کی مکمل مدد حاصل ہوتی ہے۔ یو این ڈی پی کی ایک رپورٹ کے مطابق بھارتی مچھیرے ہر سال تقریباً 40 کروڑ ٹکا کی مچھلیاں بنگلہ دیشی سمندر سے لوٹ کر لے جاتے ہیں۔

آئے روز بنگلہ دیش بحریہ کی طرف سے اتنے ٹرالر پکڑنے کی خبریں اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں لیکن یہ سفید شدہ حقیقت ہے کہ ایسی تمام خبریں اخبارات تک نہیں پاتیں "را" شاید اس لوٹ مار سے بھی مطمئن نہیں اور دو غریب بنگلہ دیشوں کو قدرت کی عطا کردہ اس دولت سے محروم کرنے پر تلی ہوئی ہے اس کے لئے انہوں نے حال ہی میں ایک ایسا گھناؤنا اور خوفناک حربہ استعمال کیا جس پر دنیا کا کوئی مہذب شہری ان پر لعن طعن کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

"را" نے حال ہی میں بنگلہ دیش کے سمندری علاقے میں چینی ساختہ کے تھیلوں کا بہت بڑا جہاز کے آٹھ ہزار چھ سو تھیلے سمندری جہاز سے گرا دیئے یہ تھیلے اس علاقے میں گئے جو بنگلہ دیش کے آبجری فارم سے قریب ترین ہے اس گھناؤنی حرکت کے ذریعے "را" کے ایجنٹوں نے بنگلہ دیشی ماہی گیروں کے جالے خراب کر دیئے تاکہ ان کے ذریعے سمندر سے مچھلیاں بھاگ جائیں اور بھارتی سمندر سے استفادہ کر سکیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ بھارت چونکہ سفید چینی ساختہ بنگلہ دیشی

URDUFANS.com

قرم سے 1 کروڑ 12 لاکھ میں خریدا تھا۔ یہ ایک چار کنٹر جہاز Yangmin اور بنگلہ دیش کے سمندری محکمہ فلام کے نزدیک سمندر میں گرا دیا گیا۔ اس شکل سے ایسی درجنوں مثالیں اور ہیں جن کے ذریعے "را" بنگلہ دیش کی معیشت کے خلاف سبوتاژ پر عمل پیرا ہے۔

6 فروری 95ء کو بنگلہ دیش حکومت نے کاکس بازار کے 40 ماہی گیر گاؤں سے 6 دن کی تلاش بسیار کے بعد بمشکل 17 سو انڈے دینے والی مچھلیاں پکڑیں باقی تمام مچھلیاں جن کی ناگواری بو سے بھاگ گئیں۔ اب خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ ایک دو مزید ایسے گھناؤنے اقدامات سے "را" بنگلہ دیش کی صنعت کا خاتمہ کر دے گی۔ (بحوالہ روزنامہ الجہاد 26 فروری 95ء)

○

قیام بنگلہ دیش پر بنگلہ دیش کے پاس اپنا کوئی سمندری بارہ برداری کا جہاز نہیں تھا جس کے لئے اسکول نے بھارت سے ایک جہاز اپنے مخصوص فوٹو کی ہے آنے کے لئے حاصل کیا۔ "را" سمندر میں کی بندرگاہ پر پہنچنے تک بنگلہ دیشی مچھلیوں کو انجکشن لگا دینے کا مقصد یہ تھا کہ بنگلہ دیش کو دنیا میں بدنام کیا جا سکے۔ حال ہی میں سمندر سے کھٹائی میں مچھلی کی فلام کے مالکان اور چاولوں کے کاشتکاروں کو آپس میں لڑانے کے نتیجے میں زبردست خون خرابہ ہوا اور یہ کشیدگی ابھی تک برقرار ہے۔

ایسی اور حالیہ سازش کے ذریعے "را" نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے بنگلہ دیشی مچھیروں کو ان کی سمندری حدود سے اغوا کر کے تاوان کا مطالبہ کر دیا۔ جو مچھیرے تاوان کی رقم نہ دے سکے ان کے گردے نکال لئے گئے۔ نتیجتاً تمام بنگلہ دیشی مچھیروں نے سمندر میں جانے سے گھبراہٹ کا اظہار کر دیا۔

روزنامہ الجہاد کی رپورٹ کے مطابق صرف مئی 95ء میں انڈیا اور ٹھٹی کے ایسے واقعات سامنے آئے جب بھارتی فوجیوں نے خلیج بنگال سے بنگلہ دیشی غریب مچھیروں کو اغوا کر کے ان کا خون بہا ان کے وارثوں سے 8 لاکھ روپے میں طے ہوئے۔

بنگلہ دیشی حکومت نے اس دہشت گردی کو روکنے کے لئے کوسٹ گارڈ فورس قائم کرنے کا فیصلہ کیا تو بھارتی فوج کی موجود "را" کے ایجنٹوں نے اس منصوبے کو سرد خانے میں ڈالنے کی کوشش کی تاکہ اس پر عمل درآمد نہ ہو سکے۔

خیال رہے کہ 1993ء میں بنگلہ دیشی جاپانی سمندر (بنگال خلیج) کی سینڈ گھاٹ کی حدود میں یہ فیصلہ کیا تھا جس کے تحت وزارت دفاع کے تحت کوسٹل گارڈ ایکٹ 94ء کے تحت رجمنٹ قائم کرنے کا فیصلہ ہوا۔ خرابیات اور تربیت کے تمام دفتری امور طے پا گئے لیکن عملی طور پر کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ جس در آمد میں تاخیر کے اسباب بھی طرح "نامعلوم" ہیں۔ (بحوالہ الجہاد 14 فروری 95ء)

بھارتی مفادات کی خاطر اپنے قومی مفادات کو داؤ پر لگانے کی یہ بدترین مثال ہے۔ سرحدی دریاؤں پر مچھلیاں پکڑنے والے بنگلہ دیشی مچھیروں پر بھارت کی بارڈر سیکورٹی فورس کے حملے روز کا معمول ہیں۔

13 اگست 95ء کو بنگلہ دیش آبزرور کی ایک رپورٹ کے مطابق دو مختلف واقعات میں سرحدی دریا میں مچھلیاں پکڑتے ہوئے دو بنگلہ دیشی ماہی گیروں پر بارڈر سیکورٹی فورس کے بنگلہ دیشی علاقے میں گھس کر فائرنگ کی اور مارا۔ اور بنگلہ دیش کی پولیس کے حوالے کر دیا۔ ان کے ہاں پہنچنے پر تشدد کے بعد فرار ہو گئے۔

ان حملوں کا مقصد بنگلہ دیشی مچھیروں کو خوفزدہ کر کے بھارت اور بنگلہ دیش کے سرحدی پانیوں میں شکار سے روکنا ہے۔

URDUFANS.com

بنگلہ دیشی سمندروں میں لمبرن پھینکنا، مچھیروں پر فائرنگ، ان کی
قید، تاوان کے لئے مچھیروں کا اغوا، قتل و غارتگری یہ ہیں "را" کے وہ
بنگلہ دیش کی صنعت ماہی گیری کے لئے تباہی کے لئے اپنائی ہے بدقسمتی
ہے کہ بنگلہ دیش حکومت کی طرف سے ان تمام معاملات پر انتہائی بزدلانہ
اختیار کیا جاتا ہے جس سے "را" کے حوصلے اور بڑھ جاتے ہیں اور وہ اپنے
زیادہ قوت سے عمل پیرا ہوتے ہیں۔

"را" نے قیام بنگلہ دیش سے پہلے ہی یہاں دہشت گرد تنظیمیں تشکیل کر دی تھیں
جو وقت آنے پر دشمن تخریب کاری کیلئے استعمال کیا جا سکے۔ ان میں سب سے
اہم نام "شانتی باہنی" کا ہے جو نام نہاد (Juminad) آزاد جھوم لینڈ کی تحریک
گزشتہ 20 سال سے چلا رہی ہے شانتی باہنی میں موجود "را" کے تربیت یافتہ تخریب کار
جو زیادہ تر چٹاگانگ کے پہاڑی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ تخریبی
کارروائیاں کرنے کے بعد پھر اس پہاڑی اور جنگلی سلسلے میں غائب ہو جاتے ہیں یا پھر
بھارتی علاقے میں اپنے لئے قائم "سیف ہاؤسز" میں پناہ لے لیتے ہیں۔

چٹاگانگ کا پہاڑی علاقہ ہمیشہ بنگال کا حصہ رہا ہے۔ 1900ء میں برطانوی سرکار
نے اسے چٹاگانگ ضلع کا حصہ بنا دیا تھا۔ 1900ء سے پہلے کبھی یہ کسی علیحدہ مملکت
کا حصہ نہیں رہا ہمیشہ سے بنگال کا حصہ رہا۔

تقسیم ہندوستان پر 47ء میں سہروردی نے چٹاگانگ کو بھارت میں شامل کرنے کا پلان
بھی تیار کیا تھا جبکہ ان دنوں چٹاگانگ آبادی میں صرف 10 فیصد ہندو شامل تھے۔
باقی ماندہ 11 میں سے دو قبائل بدھ اور جھوم قبائل تھے، باقی تمام قبائل مسلمان ہیں۔
کل آبادی کے مردم شماری کے مطابق پہاڑی کل آبادی کا صرف 12-13 فیصد ہیں جب کہ

URDUFANS.com

ہوگ کی گنتی کسی شمار میں نہیں آتی۔ گویا ان ہندوؤں کی طرف سے علیحدگی
سے الحاق کے مطالبے کی کوئی ثقافتی، مذہبی، سیاسی بنیاد نہیں تھی جس کو
نہرو کی خواہش کے تابع بھارت میں شامل کر دیا جاتا۔

47ء میں ناکامی کے بعد 60ء کی دہائی میں بھارتی حکومت نے پھر
کرنا چاہا کہ وہ پاکستان سے خلاف لڑائی کا آغاز کریں اور دفاعی لحاظ سے
کے طور طریقے کو پاکستان سے الگ کر کے بھارت میں ضم کر لیا جائے
کوشش یہاں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

71ء کی جنگ کے بعد "را" اس نتیجے پر پہنچ چکی تھی کہ سازشوں،
اور خفیہ طریقوں سے کسی بھی ملک کو توڑا جا سکتا ہے بعد میں "سکم"
حصہ بنانے کے بعد تو ان کے اعتماد میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا تھا۔ "را"
دھرتا اس زعم میں مبتلا تھے کہ چونکہ انہوں نے بنگلہ دیش کے قیام میں
کردار ادا کیا ہے سو بنگلہ دیش اب ان کے گھر کی کھیتی ہے جسے جس طرح
چکی کی طرح سجا کر اپنا الو سیدھا کرتے رہیں گے۔

"را" کا منصوبہ اصل میں یہ تھا کہ مشرقی پاکستان کو پاکستان سے الگ کر
وہ سکم یا پھر کم از کم بھوٹان کی طرح اپنا ذیلی ملک بنائیں گے لیکن ان کی
خلاف زبان گندی ہونے لگی اور عوام کے سیلاب پر شیخ مجیب الرحمٰن نے
فوجوں کو بنگلہ دیش خالی کرنے کیلئے کہا اور بھارت کو بادل نخواستہ اس بات کو

اس کے بعد دوسرا جنم ہوا "را" کو تب لگا جب 74ء میں بنگلہ دیش
بن گیا اور اس کی طرف سے برملا اس بات کا اعلان کیا گیا کہ وہ مسلم امہ
ہوئے ایک آزاد ملک کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کرے گا۔ یہ بات
ہضم کرنے کا قائل نہ ہو سکتی تھی۔

شیخ مجیب الرحمٰن کے قتل کے بعد قائم ہونے والی بنگلہ دیش حکومت نے مسلم
ممالک سے زیادہ نزدیکی اختیار کرنے کی پالیسی اپنائی اور مسلم ٹیکنیکل ازم نمایاں ہونے
لگا جو پالیسی بھارتی اثر و رسوخ سے آزاد دکھائی دینے لگی۔

"را" تو بنگلہ دیش کو "سیون سسٹرز سٹیٹ" بنانے آئی تھی اب اسے گلہ و دامن گیر
ہوا کہ بنگلہ دیش کو کیسے لگام دی جائے۔ اس طرح تو بھارت کے دوسرے کمزور
ہمسایہ ممالک کو بھی شہ مل سکتی تھی، سو "را" نے بنگلہ دیش میں اندر کی پھیلانے کا
منصوبہ تیار کر لیا۔

"را" کو ایک خدشہ ضرور لاحق تھا کہ اگر وہ چٹاگانگ کے پہاڑی علاقوں میں کوئی
علیحدگی کی تحریک شروع کرتے ہیں تو بھارت کی ناگا لینڈ میزورم منی پور میں پہلے سے
موجود آزادی اور علیحدگی کی تحریکوں کو بھی اس سے شہ ملے گی اور بنگلہ دیش ان کی مدد
کر سکتا ہے سو انہوں نے اپنا رخ "چکما قبائل" کی طرف موڑ لیا۔ چکما قبائل میں
اگرتلہ رکھتے ہیں، کو بنگلہ دیش کے خلاف متحرک کیا۔

"را" نے چکما لیڈر "منو بندر لارما" کی پیٹھ ٹھونکی سجے الیس اور شانتی باہنی
والی تنظیموں کو بنگلہ دیش کے خلاف متحرک کر دیا۔ چکما نوجوانوں کو تربیتی پروگرام میں
بھرتی کی گئی۔ انہیں تربیت دینے والے "را" کے ہی افسر تھے جنہوں نے کبھی
شانتی باہنی کو پاکستان کے خلاف تخریب کاری کی تربیت دی تھی۔ بنگلہ دیش بھارت دوستی
معاہدہ 72ء کی سب سے اہم شق یہی ہے کہ دونوں ممالک ایک دوسرے کی زمین کو
ایک دوسرے کے خلاف کسی بھی مذموم کارروائی کیلئے استعمال کرنے کی اجازت نہیں
دیں گے۔ ابھی اس معاہدے کی سیاہی خشک نہیں ہوئی تھی کہ جب بھارت کی طرف
سے بنگلہ دیش میں بھارتیت کا آغاز کر دیا گیا۔

URDUFANS.com

منور بنگلہ دیش آرمی نے 1976ء میں سرحد عبور کر کے "را" کے افسر
اہم ملاقات کی جس میں شانتی باہنی کے قیام کا منصوبہ طے پایا۔ (حوالہ
فرنٹیئر سے 3 جون 1983ء)

ہفت روزہ "فرنٹیئر" کی اس رپورٹ کے مطابق ایک مرحلے
فضا کا احساس ہو گیا اور اس نے بنگلہ دیشی حکومت سے معذرت کے
آغاز کر دیا لیکن "را" نے اس منصوبے کو "شانتی باہنی" کے ذریعے جو
شانتی" کا فورٹ ونگلہ تھا، ناکام بنا دیا۔

اس کے بعد سے شانتی باہنی نے اپنی "منظم" کارروائیوں کا سلسلہ چار
اور یہ لوگ چاکما کے پہاڑی علاقے میں "جمہوریہ نیلیٹ" کے نام سے اپنی
کے قیام کیلئے برسرپیکار ہیں۔ شانتی باہنی کے "را" کے تربیت یافتہ گوریلے
افواج اور نیم فوجی دستوں پر حملے کرتے ہیں۔ بے گناہ شہریوں کا خون
بہاتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کی درندگی کا یہ عالم ہے کہ جولائی 85ء تک شانتی
تخریب کار، 2500 سے گناہوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ چکے ہیں
ہزار خاندان کارروائیوں کی وجہ سے 50 ہزار چکما قبائل اپنے گھر بار چھوڑ
(بھارت) منتقل ہو چکے ہیں جہاں "را" کے بنائے کیمپ میں وہ بڑی اذیت
بسر کر رہے ہیں۔ حالانکہ ان تمام تباہ حال مہاجرین کی بڑی تعداد واپس وطن
لیکن "را" انہیں اجازت دینے کیلئے ایسا ممکن ہے۔ یہ ریلیف کیمپ
باغی گیریلے، خاکار اور لڑکیاں دونوں فراہم کرتے ہیں اور یہاں "را" اور شانتی
شیطانی ہوس بھی زبردستی پوری کرتے ہیں۔

اس خدشے کے پیش نظر کہ کہیں شانتی باہنی سے کوئی ایسی مرکزی
پیدا ہو جائے جو براہ راست بنگلہ دیشی حکومت سے مذاکرات کر سکے۔ "را"

شانتی باہنی کو مختلف گروپوں میں تقسیم کرتی رہتی ہے۔

جب "را" کو اس بات کے ثبوت مل گئے کہ ارشاد نے بنگلہ دیش سے خفیہ رابطہ قائم
کر لیا ہے تو اس نے شانتی باہنی کے ہاتھوں 10 دسمبر 83ء کو کاپتائی کیمپ میں ارشاد
سب فوجی افسران قتل کروا دیئے۔ بھارت میں قائم، مرزا دیا اس بات کے واضح ثبوت موجود
کہ "را" نے ایمرجنسی لاء کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا جب انہیں یقین ہو گیا کہ
اب لاء ان کے کام کا نہیں رہا اور اگر اسے بنگلہ دیش کی سرحدوں داخل ہونے کا موقع
دیا تو وہ فوراً حکومت کے سپرد کر دے گا۔

"را" نے ایم این لارما کو ٹھکانے لگانے کے بعد اس کے قاتل ہی سے چکما کو جو
رہنما علی "را" کے سیف ہاؤس میں بطور مہمان قیام پذیر تھا، لارما کی جگہ جونیئر
کا صدر مقرر کر دیا جبکہ شانتی باہنی کی کمانڈ مقتول لارما کے بھائی سانتو لارما کو
سونپ دی۔ جب سانتو لارما پر شک ہوا کہ وہ بھی بنگلہ دیشی حکومت سے مذاکرات کیلئے
گھاٹ پر رہا ہے تو "را" نے شانتی باہنی کو دو حصوں میں تقسیم کروا دیا۔

اپریل 87ء میں "را" نے ٹوکیو میں "ورلڈ چکما کانفرنس" کا ڈرامہ رچایا جس میں
تمام چکما قراردادیں جو مہاجرین کی آزادی کے حق میں منظور کرائی گئیں۔

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ چکما قبائل کی غالب تعداد بنگلہ دیش سے علیحدگی تحریک
شانتی باہنی کو نہیں بلکہ ان کی مدد کو "را" ہی بھیجتی رہی ہے۔ کیمپوں میں مقیم
چکما کے ان غلاموں کی زندگی بسر کرتے ہیں جنہیں بھی بیرونی ایجنسی کا کارندہ
قرار دے کر اپنے حکم کی تعمیل کرواتے تھے اور ان کے بات شرکت غیرے مالک
کی حالت ان بدقسمت چکما قبائل کا ہے جو پہلے رضاکار، پھر تخریب کاری کے تحت
بھارتی کیمپوں میں اب وہ "را" کے غلاموں کی سی
زندگی بسر کر رہے ہیں۔

URDUFANS.com

ان کی جوان لڑکیاں "را" اور شاتی باہنی کے ایجنٹوں کے لئے لذت فراہم کرنے پر مجبور ہیں ان کی جوان بچوں کو ملیٹنگ کے ذریعے بھرتی کیا جاتا ہے اور بزرگوں کو زندہ درگور ہونے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔

اس تلخین صورتحال سے متعلق شیر دل دیوان، ترکی دیپ چکمہ نیتا کے پریس سیکرٹری سے بھارت کو بچانا کیا ہے۔ ترکی دیپ نے جو شاتی باہنی موقع ملتے ہی بنگلہ دیش حکومت کے سامنے اختیار ڈال دیئے اور یوں اقوام کانفرنس میں انکشاف کیا کہ راسلے میزورام اور تری پورہ میں 25 تخریب کیمپ قائم کر رکھے ہیں جبکہ کچھ نوجوانوں کو خصوصی تربیت کے لئے بیرون ملک بھی بھیجا جا چکا ہے۔

ترکی دیپ نے انکشاف کیا کہ جس چکمہ پر انہیں شک ہو کہ وہ یہاں سے بنگلہ دیش میں داخل ہونے کے لئے پر تول رہا ہے یا پھر "را" کی طرف سے گئے تربیتی کیمپوں میں سے جو سرد مہری، چاری، بوال پاڑی، قدم قدم پر بارا چاری، راسا، تری مکا اور بنا تنگر میں قائم ہیں، "بجتاست" کے جراثیم پھیلے ہوئے ہیں یا علیحدہ ہے، ان کی کم از کم سزا موت ہے اور یہ موت اسے طریقے سے دی جاتی ہے۔ ترکی دیپ نے بتایا کہ "را" کا پروپیگنڈہ مشن اس قوانی سطح پر پھیلانے کے لئے دن رات مصروف ہے۔

تیپال اخبار روزنامہ "سپاہ لائٹ" نے اپنی 20 اپریل 88ء کی اشاعت میں متعلق ایک تفصیلی رپورٹ میں بتایا کہ چکمہ قبائل کو "را" تخریب کاری کے بنگلہ دیش میں دھکیلتی ہے اور بنگلہ دیش سول آرمڈ فورسز کی جوابی کارروائیوں

ان کی جوان لڑکیاں "را" اور شاتی باہنی کے ایجنٹوں کے لئے لذت فراہم کرنے پر مجبور ہیں ان کی جوان بچوں کو ملیٹنگ کے ذریعے بھرتی کیا جاتا ہے اور بزرگوں کو زندہ درگور ہونے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔

اس تلخین صورتحال سے متعلق شیر دل دیوان، ترکی دیپ چکمہ نیتا کے پریس سیکرٹری سے بھارت کو بچانا کیا ہے۔ ترکی دیپ نے جو شاتی باہنی موقع ملتے ہی بنگلہ دیش حکومت کے سامنے اختیار ڈال دیئے اور یوں اقوام کانفرنس میں انکشاف کیا کہ راسلے میزورام اور تری پورہ میں 25 تخریب کیمپ قائم کر رکھے ہیں جبکہ کچھ نوجوانوں کو خصوصی تربیت کے لئے بیرون ملک بھی بھیجا جا چکا ہے۔

ترکی دیپ نے انکشاف کیا کہ جس چکمہ پر انہیں شک ہو کہ وہ یہاں سے بنگلہ دیش میں داخل ہونے کے لئے پر تول رہا ہے یا پھر "را" کی طرف سے گئے تربیتی کیمپوں میں سے جو سرد مہری، چاری، بوال پاڑی، قدم قدم پر بارا چاری، راسا، تری مکا اور بنا تنگر میں قائم ہیں، "بجتاست" کے جراثیم پھیلے ہوئے ہیں یا علیحدہ ہے، ان کی کم از کم سزا موت ہے اور یہ موت اسے طریقے سے دی جاتی ہے۔ ترکی دیپ نے بتایا کہ "را" کا پروپیگنڈہ مشن اس قوانی سطح پر پھیلانے کے لئے دن رات مصروف ہے۔

تیپال اخبار روزنامہ "سپاہ لائٹ" نے اپنی 20 اپریل 88ء کی اشاعت میں متعلق ایک تفصیلی رپورٹ میں بتایا کہ چکمہ قبائل کو "را" تخریب کاری کے بنگلہ دیش میں دھکیلتی ہے اور بنگلہ دیش سول آرمڈ فورسز کی جوابی کارروائیوں

بھارت میں بنگلہ کے سابق ہائی کمشنر فاروق سبحان نے جو اپنی بھارت نوازی کے لئے خصوصی شہرت رکھتے ہیں، "بجتاست" کے ساتھ ایک خصوصی انٹرویو میں کھل کر اس بات کا اعتراف کیا کہ بنگلہ دیش حکومت محسوس کرتی ہے چکمہ قبائل کی موجودہ حالت کو "را" کی کھلی پشت پناہی حاصل ہے۔

"را" کی طرف سے بنگلہ دیش سیکورٹی فورسز کے خلاف دہشتگردی کے پیچھے جو نیپال کے سرحدی علاقے میں داخل ہو جاتے ہیں، وہاں سے حفاظت کے لئے بھارتی علاقہ میں پہنچ جاتا ہے۔ یہ لوگ فرار ہوتے ہوئے اکثر اپنا اسلحہ چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں جن میں سب مشین گنز، کاربائن، ایل ایم جی، ایم آر ایس، سٹین گن اور 303 رائفلز شامل ہیں۔ ایسا اسلحہ متعدد مرتبہ نیپال پولیس کے ہاتھ لگ چکا ہے۔

URDUFANS.com

4۔ "را" کی طرح سے چھوٹا پر پیشکش کیا جاتا ہے کہ بھارتی شمال مشرقی
چلنے والی قریباً ساتھ آزادی اور علیحدگی پسند تنظیموں کے کارکن چھاپہ
علاقے میں پناہ لیتے ہیں۔ اس علاقے پر بھارتی قبضے کے بعد شمال مشرقی
شورش خود بخود ختم ہو جائے گی۔ ان میں آسام، تری پورہ، منی پور، میزو
اروناچل پردیش اور میگھالیہ کی تحریکیں شامل ہیں۔

5۔ چٹاگانگ کی بندرگاہ پر تصرف کے بعد شمال مشرقی ریاستوں تک رسائی
بھارت کا دیرینہ خواب ہے یہاں بھارت نواز حکومت کے قیام سے یہ خواب
حقیقت بدل سکتا ہے۔

"را" بڑی مستعدی سے بنگلہ دیش کو کٹھ پتلی میں تبدیل کرنے کے
کر رہی ہے اور جیسے کوئی موقعہ ہاتھ لگتا ہے نشانہ لگانے سے ہرگز نہیں چوکتی۔
دیش میں چونکہ غالب اکثریت بنگالی بولنے والے مسلمانوں کی ہے۔ اس لئے
زبان، صوبہ اور کلچر کی بنیاد پر تو وہ کوئی مضبوط تحریک نہیں چلا سکے۔ اس لئے
نے مذہب کو بنیاد بنایا ہے اور مذہبی بنیاد پر دہشت گردی اور علیحدگی کی
مکمل پشت پناہی کر رہے ہیں۔

بنگ بھومی کی تحریک "را" ان ہندوؤں کے ذریعے چلا رہی ہے جو
سے بھارتی بنگال منتقل ہو گئے تھے۔ "را" نے ہمیں لاقانونی سطح پر پہنچ
کہ ان ہندوؤں کی تعداد زیادہ کروڑ ہے جو دریائے پدما، میگھنا اور برہم
میں آباد تھے اور جنہیں مذہبی فسادات کی بنیاد پر سابقہ مشرقی پاکستان سے
سے بھارتی بنگال جانا پڑا اور اب یہ لوگ اپنا الگ ملک بنگ بھومی کے نام سے

پہنچے ہیں۔

"را" نے بنگلہ دیش کی جو تشکیل ان ہندو آبادکاروں کی، طرف سے شائع کیا ہے وہ
دیش کے ضلع کھلنہ، جیسور، کشتیا، فرید پور، باریسال اور پٹوا کھلی پر مشتمل ہے۔
"بنگ بھومی" نامی اس ریاست کا اعلان 15 اگست 77ء کو کلکتہ میں کیا گیا اور
بنگ بھومی کا مرکزی دفتر ہریش چٹرجی سٹریٹ، کلکتہ میں واقع ہے یہ جماعت اپنے
کو نام نہاد "کھل بنگلہ تارکین وطن" (آل بنگالی سیٹلرز آرگنائزیشن) کہتی ہے۔
ساختانی ایک شخص ہیں جو صدر اور کمل داس واٹیا اس کا جنرل سیکرٹری ہے۔ 25
کو مکمل بنگ بھومی نے بنگلہ دیش کی حدود میں اعلان کر کے اپنی علاوہ ملی
کار بھی قائم کر لی ہے۔ اس آرگنائزیشن کے علاوہ "را" نے کچھ اور نام نہاد آزادی کی
تنظیمیں بھی قائم کر رکھی ہیں جن میں بنگلہ ٹیریشن آرگنائزیشن کو
تنظیم آزادی کے مشن پر اور ٹیریشن ٹائیگرز آف بنگال کو ٹیریشن ٹائیگرز آف
چٹاگانگ کے شمال پر مشتمل کیا ہے۔

"را" کی اس سریانہ ایمائی اور کمزور، ہمسایہ ملک کے خلاف دھونس، دھاندلی اور
کی حقیقت کا پردہ چاک کرنے سے پہلے ایک نظر بنگلہ دیش پر ڈالتے چلیں تاکہ اس دعویٰ کا
بالکل صحیح طرح لگ سکے۔

○

1947ء میں جب ہندوستان تقسیم ہوا تو ہندوؤں کو موقع دیا گیا کہ وہ چاہیں تو
چلے جائیں چاہیں تو مشرقی پاکستان میں رہیں۔ جیسے اکثر مسلمانوں نے
سے پاکستان ہجرت کی۔ یہ بھارت سے پاکستان جانے والے مسلمانوں نے آج
دعویٰ کیا ہے کہ انہیں بھارت کے ان علاقوں میں علیحدہ ملک دیا جائے۔ یہ
آخر ہندوؤں کے لئے کیوں نا گوار ہوا ہے پھر حیرت کی بات یہ ہے کہ 47ء سے

URDUFANS.com

77 ء تک ان ہندوؤں کو اپنا الگ ملک یاد نہیں آیا۔ متحدہ پاکستان کے ایام میں
سے آزادی حاصل نہیں کی۔ اب وہ اپنے لئے الگ ملک کا مطالبہ کرنے لگے ہیں۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا

ظاہر ہے یہ کھلی جارحیت اور بھیانک میکانک کے سوا اور کچھ نہیں اور اب
بنگلہ دیش کو تکڑوں میں بانٹنے کی گھناؤنی سازش ہے جو کبھی کامیاب نہیں ہو
بھوی کیلئے نو زمین مانگی جا رہی ہے وہ تقریباً 20 ہزار مربع میل پر مشتمل ہے
دیش کا ایک تہائی حصہ بنتا ہے۔ بنگلہ دیش کی سرحد شمال میں دریائے پدما
دریائے میگھنا، مغرب میں انڈو بنگلہ دیش سرحد اور جنوب میں خلیج بنگال ہے
نام نہاد بنگ بھوی کا اعلان کردوار (ہردوار) نامی قصبہ "سیتا نگر" ہے جس کی اس
کوئی جغرافیائی بنیاد میں دکھائی نہیں پڑتی۔

قابل اعتماد ذرائع کے مطابق بنگ بھوی کا ہیڈ کوارٹر "کی ولا" نامی ایک عمارت
بھائی پور کلکتہ میں قائم ہے جو "را" کے ایک ایجنٹ پتر نجن کی ملکیت ہے۔

تاریخ کی ستم ظریفی ملاحظہ فرمایئے کہ "کی ولا" نے کبھی پاکستان کو دولخت
میں اہم کردار ادا کیا تھا، بنگلہ دیش تحریک یہاں سے شروع کی گئی تھی۔ لیکن اب
ولا" پھر خبروں میں آگیا ہے جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ بنگلہ دیش نے
بھارت کی توقعات کے برعکس اس کے سامنے گھٹنے ٹیکنے کے بجائے
خود مختار ملک کی حیثیت سے زندہ رہنے کا فیصلہ کیا ہے اور یہ بات بھارت
برداشت ہے وہ بنگلہ دیش کو سبق سکھانا چاہتا ہے نام نہاد بنگ بھوی کا
سبز و نیلی بنگلی رنگ کا ہے درمیان میں سفید سورج نکلتا دکھایا گیا ہے
میں ایک چکر بنا ہوا ہے۔

بنگ بھوی کا قومی ترانہ مشہور بنگالی شاعر ٹیگور کی جذباتی نظم "

بدبخت سرزمین پھولوں اور پھلوں سے بھری پڑی ہے

بھارت سرکار نے اس نام نہاد بنگ بھوی کا ایک ریڈیو سٹیشن "بنگا بانی" کے نام
سے قائم کر دیا ہے جو "آکاش وانی" کے ہم وزن ہے اور "ریڈیو ہند" کے وزن پر یہاں
بولے بنگا" کہا جاتا ہے۔ نام نہاد بنگ بھوی کا ایک مسلح ونگ "بنگا سینا" کے نام سے بنا
گیا ہے جس کا کمانڈر کرنل (ر) عطا ہے۔ بنگا سینا کا ایک بڑا آرگنائزر اور
چیف الاروان گھوش ہے۔ اس نام نہاد فوج آزادی کا رکن بننے کے لئے صرف ایک شرط
ہے کہ متعلقہ شخص کی پیدائش مشرقی پاکستان میں ہو۔ (روزنامہ آنند بازار، 13 ستمبر)

آنند بازار کی رپورٹ کے مطابق اس بنگا سینا کے تمام رضاکار بھارتی، متعصب
اور پرلے درجے کی انسانی اخلاقیات سے عاری ہیں۔

"را" جان بوجھ کر بنگا سینا میں مسلم ہندو انتہا پسندوں کو بھرتی کر رہی ہے تاکہ
بنگلہ دیش کے رضاکاروں کی غالب تعداد کلکتہ کے بدنام زمانہ عناصر سے بھرتی کی گئی ہے لیکن
بنگلہ دیش کے پس پردہ بھارتی مسلح افواج کے سابق ملازمین صاف دکھائی دے رہے ہیں جو
بنگا سینا کی تربیت دے رہے ہیں۔ اسلحہ اور روپیہ فراہم کرتے ہیں۔

بنگا سینا کے رضاکاروں نے متعدد مرتبہ بھارتی سرحدوں سے بنگلہ دیش میں
گھسنے کی دھمکی دی ہے لیکن ان کی اب تک کی متعدد کوششیں بنگلہ دیش آرمی
ناکام بنا چکی ہے۔ "را" کے ایجنٹوں کے ذریعے یہ لوگ کلکتہ اور بنگلہ دیش کی ہندو
بستیوں میں چیچک اور زہریلا ٹائیفائیڈ بخار پھیلاتے رہتے ہیں۔ یہ تازہ ترین اطلاعات
کے مطابق بنگلہ دیش کے مختلف علاقوں اور بالخصوص کھلنا اور برسال میں بنگلہ دیش سیکورٹی ایجنسیوں نے پکڑا ہے۔
اس کے علاوہ نام نہاد بنگالیوں کے متعدد جتھے بھی پکڑے جا چکے ہیں جو "را" ہندو
بنگلہ دیش کی مختلف تنصیبات کے موقع پر تقسیم کرتی ہے تاکہ انہیں بروئے کار
لا کر بنگلہ دیش کو کمزور کیا جا سکے۔ مثلاً کہ مقامی آبادی اس سلسلے پر پولیس کے ساتھ مکمل عدم

URDUFANS.com

تعاون کرتی ہے اس کے باوجود تین سو افراد پر "مشتمل تھانہ" تھی یہ پرچم لہرا

23 مارچ 85ء کو بھوجی تحریک کی طرف سے ان علاقوں کے

افسران کو دھمکی آمیز خطوط لکھے گئے کہ اگر انہوں نے بنگالیوں کے

کی تو انہیں بچوں سمیت قتل کر دیا جائے گا۔

11 اپریل 94ء کو "را" کی طرف سے تین ان قوامی پریس کو جلا

تھروں کے ذریعے یہ تاثر دیا گیا کہ بنگا بھوجی کا یہ دعویٰ محض انصاف ہے

جارحیت، غنڈہ گردی اور بے انصافی کی انتہا ملاحظہ فرمائیں کہ

موجودگی میں بنگا بھوجی کے درکروں نے ڈچ ہائی کمیشن پر حملہ کیا۔

شیشے توڑ دو کو سبب کیا، سامان توڑ پھوڑ ڈالا اور ہائی کمیشن ہالینڈ سے بنگلہ

پرچم اتار کر وہاں نام نہاد بنگا بھوجی کا پرچم لہرا دیا۔

15 اگست 84ء کو "را" نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے یہ ڈرامہ

دیش ہائی کمیشن پر بھی دہرایا اور بھارتی حکومت سے بے خبر اور معصوم بنی رہی

دراصل "را" بنگا بھوجی کی آڑ میں بنگلہ دیش میں افراتفری، توڑ پھوڑ

فسادات کو بڑھاوا دینا چاہتی ہے اس لئے بنگلہ دیش کے دہشت گردوں کو

سرحد پر اسلحہ دیا ہے جو وقتاً فوقتاً بنگلہ دیش میں گھس کر تخریبی کارروائیوں

میں مصروف ہیں کہ یہ لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد میں بنگلہ دیش میں

تخریبی کارروائیوں کا آغاز کریں اور ماضی کی طرح بھارتی حکومت اپنی

فوج اور قانون کی بحالی کا نعرہ لگا کر بنگلہ دیش میں داخل کر دے۔

یہ ہے بنگلہ دیش کے مغربی حصے کو ملک سے جدا کرنے کی بھارتی

ہر حال یہ لمبا منصوبہ ہے فی الوقت اس تحریک کے ذریعے "را" بنگلہ دیش

جیسے بنا کر کے بھارت حمایتی پالیسی اپنانے پر مجبور کر دیتی ہے

ہیں کروڑوں روپے اس تحریک پر خرچ کر رہی ہے اس کے ضرور کوئی اپنے مقاصد

انہوں نے ظاہر ہے کوئی تیر نہ مارا تو کھول نہیں رہے۔

"را" کی بنگلہ دیش مخالف کارروائیوں کی کوئی انتہا نہیں۔ اس کا ریسرچ سیل روز

اس ضمن میں شیطانی تانے بانے بنتا رہتا ہے۔ بنگلہ دیش کو غیر مستحکم کرنے کی

مسلسل جاری ہے اور "را" بنگلہ دیش کو سیاسی، اقتصادی، نفسیاتی اور امن و امان

پر مسلسل زد لگا رہی ہے۔ "را" مختلف بنگلہ دیش دشمن تنظیموں کو مالی

سہولتیں فراہم کر رہی ہے۔ "را" بنگلہ دیش کے خلاف متحرک رکھتی ہے جو اپنی دہشت

گرد کارروائیوں کے ذریعے بدامنی اور عدم استحکام پھیلاتے رہتے ہیں۔

بھارت میں "را" نے بنگلہ دیش مخالف دشمن تخریبی قوتوں کے دفاتر اور تربیتی

قائم کر رکھے ہیں ان میں بنگا بھوجی تحریک، بنگلہ دیش Udbastu آبادکاریاں

بنگلہ (بنگلہ دیش ریفیوجی ریلیف آرگنائزیشن) اور بنگلہ دیش مہاجر سنگھا وغیرہ قابل

○

بنگا بھوجی تحریک سے منسلک تا آپ جان چکے ہیں جس کی تربیت بھارتی

بنگلہ دیش سے بھاگ کر بھارت گئے تھے

میں انہیں اچھی یاد آ گیا ہے کہ انہیں زبردستی بھارت بھاگنے پر مجبور کیا گیا

صرف علیحدہ ملک بنانے کی خاطر اپنی جنم بھومی کی پراپرٹی بھی وہیں چھوڑ

سنگھا کے نام سے "را" نے جو تنظیم کھڑی کی ہے یہ وہ مسلمان ہیں جو مختلف

کے تحت بھارت پہنچے تھے اور اب بنگلہ دیش واپس جانا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے

بھارتی مسلمان بنگالی ہیں جنہیں بنگلہ دیش میں دھکیلنے کی منصوبہ بندی

URDUFANS.com

کی جارہی ہے۔

12 فروری 91ء کو کلکتہ پریس کلب میں اپنے ایجنٹوں کی ایک پریس کانفرنس کے ذریعے "را" نے مہاجر سنگھا کا اعلان کروایا اور اچانک ہی بھارتی میڈیا پر اس کا بڑے زور شور سے چرچا ہونے لگی۔ آل انڈیا ریڈیو، بھارتی دوردرشن چینلوں کے نظر دیئے اور بیانات جاری کئے گئے جن میں ان لوگوں نے کہا

"ہم ہزاروں کی تعداد میں وہ مسلمان ہیں جو غیر قانونی طور پر بھارت میں داخل ہوئے تھے لیکن یہاں کے ناموافق حالات کی وجہ سے اب واپس اپنے ملک جانا چاہتے ہیں۔ ہماری مدد کی جائے۔ بین الاقوامی انسانی فلاح بہبود کی تنظیموں سے پرزور اپیل ہے کہ ہمیں واپس بنگلہ دیش بھیجنے کے بندوبست کئے جائیں۔"

یہاں سوال اٹھتا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں یہ مسلمان آخر کس طرح فورسز کی اجازت اور مرضی کے بغیر اتنے بھارت میں داخل ہوئے؟

ان میں سے کتنے ایسے ہیں جنہیں جیلوں میں بند رکھا گیا؟

انہیں ہندوؤں نے قدم جمانے کی اجازت آخر کس طرح دی؟

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہیں اتنے طویل عرصے تک بنگلہ دیش واپس بھیجنے کا خیال کیسے یاد آگیا؟

اس تحریک کا صدر ایک مسلمان رکشہ ڈرائیور رئیس الدین احمد ہے جو دشمن ملک کی خفیہ سرگرمیوں کے لئے "را" کے بدنام زمانہ ایجنٹ چترنجن کی نگرانی میں حاصل ہے۔

اس تحریک کو بھارتی حکومت کی مکمل پشت پناہی، بھارتی میڈیا کی بھرپور حمایت کیا ضرورت سے زیادہ تشہیر کو دیکھتے ہوئے "کالام" نامی ایک بھارتی جریدے نے ایک تحقیقاتی رپورٹ شائع کیا ہے۔

کے 92ء کے "کالام" میں شائع اس رپورٹ کے مطابق جو 14 صفحات پر

"کالام" نے مہاجر سنگھا کے رئیس الدین احمد اور اس کے ساتھیوں پر پیشہ کے لیڈروں کے ذریعے الگ الگ انٹرویو کئے ہیں جو ذیل کے مطابق رئیس الدین کلکتہ کی آبادی گنجان آباد علاقہ ایک جھگی میں رہتا ہے وہ نہایت گھوش کی تنخواہ پر کرائے کا رکشہ چلاتا ہے۔ رئیس الدین کا دعویٰ ہے کہ وہ جیسور کے ایک گاؤں کا رہنے والا ہے اور چھ سال پہلے بھارت میں غیر قانونی طور پر داخل ہوا تھا لیکن وہ اپنے بنگلہ دیش ہونے کا کوئی ثبوت نہیں رکھتا۔ رئیس الدین احمد ان پڑھ ہے اور "کالام" کا کہنا ہے کہ انگریزی زبان میں اسے خواندہ اور انگریزی کو نیشنلز سے متعین بیانات لکھ کر دستخط کروا کر دنیا بھر میں تقسیم کروانا اس کے بس کی بات نہیں ہے۔ اپنے انٹرویو میں اس نے یہ بات تسلیم کی کہ "ہندو باؤ" اسے فنڈز فراہم کرتے ہیں۔ "کالام" کا کہنا ہے کہ اصل مائی باپ "را" ہے جو اسے سرمایہ فراہم کرتی ہے اب رئیس الدین رکشہ نہیں چلاتا بلکہ سارا سارا دن گرمیوں میں وقت گزارتا ہے۔

مہاجر سنگھا کے اشتہارات اور پمفلٹوں پر جو ایڈریس دیا گیا ہے وہ 5/1 کنجدر لین روڈ کلکتہ نمبر 2 ہے لیکن حقیقت میں اس کا ہیڈ کوارٹر بھابھی پور میں "مکان نمبر 121 کنر راجہ راجہ روڈ، ہارون پارک کلکتہ 700020، اور فون نمبر 751032، 756936 ہے۔

○

"کے پراسرار اور قابل اعتماد ایجنٹ چترنجن سوتار کا یہ گھر طویل عرصے سے جاسوسی کا اڈہ رہا ہے۔ 71ء میں "را" نے یہ کثیر منزلہ عمارت چترنجن کو سونپی

URDUFANS.com

تھی جہاں سے ایک جماعت کی آڑ میں مشرقی پاکستان میں مداخلت کا آغاز
دیش تحریک کی بنیاد رکھی گئی تھی اس کے بعد سے وقتاً فوقتاً یہ عمارت
کیلئے استعمال ہوتی آرہی ہے۔ جس کا علم سارے بنگالی پریس کو ہے۔

اس عمارت سے پاکستان کی توڑ پھوڑ، تخریب کاری اور تباہ کاری
اور اس پر عمل ہوتا رہا ہے۔ چٹر جی در اصل بارہ سال بنگلہ دیش کا رہنے
اس کے دو ساتھی کامل داس دتا یا اور نرود موجمدار 62ء میں بھارت چلے
سے اب تک وہ پاکستان کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کے گھناؤنے مشن
کام کر رہے ہیں۔

69ء تک ان کی مشینری سرگرمیاں رازمیں رہیں۔ انکشاف ہونے
بھارتی بنگال میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔

بنگلہ دیش کے قیام پر چٹر جی ایک ہیرو کی حیثیت سے واپس بنگلہ
73ء میں اس نے عوامی لیگ کے ٹکٹ پر سوار دپ کانتھی کے حلقے
اور الیکشن جیت کر بنگلہ دیش پارلیمنٹ کا رکن بن گیا۔ 75ء میں شیخ مجیب
قتل پر وہ فرار ہو کر دوبارہ "سنی داتا" پہنچ گیا۔ تب سے اب تک وہ
سرگرمیوں میں مصروف ہے۔

چٹر جی پاکستان کے صرف دو ٹکڑے ہونے سے مطمئن نہیں
بھارت کا حصہ بنا دیکھنا چاہتا ہے۔ اسے "را" کی طرف سے یہی مشن ملا تھا
قوانین کے ساتھ بنگلہ دیش کے خلاف کام کر رہا ہے اور وہاں کوئی نہ کوئی
رہے لیکن مجیب کے قتل نے صورتحال یکسر تبدیل کر دی۔ جس پر
حکمت عملی تبدیل کرلی۔

اب وہ بنگلہ دیش کو براہ راست بھارت میں ضم کرنے کے بجائے

تقسیم کرانا چاہتا ہے تاکہ ایک ایک کر کے تمام ٹکڑوں کو بندر بانٹ کی طرح
ہوں میں
پر کرجائے۔
ہیں کے ساتھ ہی دوبنگلہ دیش کو مسلسل بلیک میل کرنے میں مگن ہوئے ہیں۔
شاخسانہ کھڑی کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بیرونی دنیا صرف یہی نہ سمجھتی رہے کہ
بنگلہ دیش کے شرپسندوں کی غیر قانونی آمد کا رونا کرتا رہتا ہے بلکہ حقیقت میں
ہوا ہے اور اس تحریک کے ہاتھ مضبوط کر کے ان سے حقوق کے نام پر تخریب
کا آغاز کروانے کے بعد بھارت کی پشت پر باقاعدہ فوج کھڑی کر کے 71ء کی
دہرائے گا۔ اس مرتبہ بھی بنگلہ دیش پر براہ راست قبضہ نہ بھی کرے تو بھی وہ
لاکھوں کی تعداد میں، جنہیں نام نہاد مہاجروں کو کمزور اور معاشی طور پر بے بس
بنگلہ دیش میں داخل کرانے کے لئے مسلسل مذاکرات کرتے رہے گا۔

نام نہاد مہاجروں کی آڑ میں "را" کے تربیت یافتہ ایجنٹ بھی بنگلہ دیش کی تعداد
بس جائیں گے جو پھر اپنے لئے علیحدہ ملک کا "جہاد" شروع کر دیں گے کیونکہ وہ
یہ کام کہیں زیادہ آسانی سے کرسکیں گے کہ بنگلہ دیش حکومت ان کے لئے کچھ نہیں کر رہی۔
اسی طرح بھارت بنگلہ دیش میں ایک مستقل "محدود جنگ" کا آغاز کروانے میں
کامیاب ہو جائے گا۔

○

"را" نے حال ہی میں شیخ حسینہ کی مدد سے بھارت میں ایک تحریک شروع کی تھی
قوانین کے ساتھ بنگلہ دیش کے خلاف کام کر رہا ہے اور وہاں کوئی نہ کوئی
رہے لیکن مجیب کے قتل نے صورتحال یکسر تبدیل کر دی۔ جس پر
حکمت عملی تبدیل کرلی۔

اب وہ بنگلہ دیش کو براہ راست بھارت میں ضم کرنے کے بجائے

URDUFANS.com

مہاجر سنگھا کی حکومت اور پارلیمنٹ میں موجود دوتہائی غیر ملکی مندوبین کو بھی اس
نقل و حمل کی گئی۔ سرکاری ذرائع کا کہنا ہے کہ تنظیموں تک ان "سب چار سے مہاجروں"
کا پیغام "را" کی طرف سے پہنچایا گیا۔

1991ء میں بنگلہ دیشی وزیر خارجہ کے دورۂ بھارت کے دوران "را" نے
بنگلہ مہاجرین کی طرف سے بڑی زبردست ہڑتال اور مظاہروں کا اہتمام کروایا تھا۔
لاکھوں کی تعداد میں پہلے سے تقسیم کئے گئے جن میں غیر ملکی طاقتوں سے بنگلہ دیش
سے مدد جب تک بند کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا جب تک کہ وہاں کے مزدوروں و کسانوں
کے حقوق نہ بحال کیں۔ بنگلہ بندھو (شیخ مجیب الرحمن) کے قاتل کیفر کردار کو
پہنچیں اور مہاجروں کو حکومت واپس بلا کر ان کے لئے گھر بار اور روزگار کا بندوبست
کرے۔ ان مطالبات پر مشتمل ایک یادداشت بنگلہ دیش کے وزیر خارجہ کو مہاجر سنگھا
کی طرف سے پیش کی گئی۔

مہاجر سنگھا کے ان مطالبات کے پیش پردہ "را" کے بھیانک عزائم بخوبی دکھائی
دیتے تھے۔ یہ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی کہ بنگلہ دیش کے وزیر خارجہ کو
"مہاجروں" سے جو یادداشت پیش کی گئی اس کی تحریر نہ صرف بھارتی آکاش وانی
دوردرشن سے بار بار کی گئی بلکہ دلی میں موجود دوتہائی غیر ملکی مندوبین کو بھی اس کی
نقل ارسال کی گئی۔ سرکاری ذرائع کا کہنا ہے کہ تنظیموں تک ان "سب چار سے مہاجروں"
کا پیغام "را" کی طرف سے پہنچایا گیا۔

خبر اس طرح بڑی بڑی سرخیوں کے ساتھ شائع کی گئی۔ مسلمانوں اور اداروں کے
زمین آسمان کے قلابے ملائے گئے۔ اخبار نے اپنی حکومت کے خوب خوب لتے
لئے کہ وہ غیر قانونی امیگریشن روکنے میں ناکام رہی ہے۔ ستم ظریفی ملاحظہ کیجئے کہ
کسی اخبار کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ اس تحریک کے صدر، تمام الدین کو جو خود کو غیر
قانونی شہری بتاتا ہے گرفتار کرنے کا مطالبہ کرتا کہ اس کی ترغیب دینے کے جرم میں
اس نے وہ جرم کیا تھا جس پر وہ بھارتی پریس حکومت کے خلاف چیخ و پکار کر رہا تھا۔

بہر حال کسی تنظیموں کے قیام سے "را" کے عزائم چھپے نہیں رہے
کہ بھارتی حکومت بنگلہ دیش کو مسلسل دھمکانے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے لیکن افسوس
ناک بات تو یہ ہے کہ بنگلہ دیش حکومت پر بے حسی طاری ہے۔ جہاں عوام کو "را" کے ان
گھناؤنے ہتھکنڈوں سے بالکل بے خبر رکھا جاتا ہے۔ انہیں ایسے سازش کے تانے بانے
کی پہچان کا شعور تک نہیں آنے دیا گیا۔ اسے سوائے بے حسی کے اور کیا نام دیا جائے؟

○

یہ ایک شرمناک بات ہے کہ جب تک "را" کے ایجنٹوں پر گرفت نہیں ہوگی۔ بنگلہ
دیش کو مسلسل دباؤ برداشت کرنا پڑتا رہے گا اور خدانخواستہ کسی دن وہ آئے گا جب
بھارت کے دیرینہ عزائم پورے ہو جائیں گے۔ اس صورتحال سے بچنے کے لئے ان
سب محبان وطن کو اپنے اقتدار کی پروا کئے بغیر سختی سے "را" کے ایجنٹوں کو کچلنا ہوگا۔

"را" کی "تھیلو" Push Back پالیسی وہ مناسب اقدام جو بھارتی پالیسی کے
منصوبے جانتے ہیں بھارت کا منصوبہ یہ ہے کہ غیر قانونی تارکین وطن کی آڑ میں
بنگلہ دیش میں دھکیل دیا جائے۔ بھارت کا کہنا ہے کہ یہ لوگ
غیر قانونی طور پر بھارت میں رہائش پذیر ہیں انہیں واپس بنگلہ دیش جانا چاہئے۔ اس

URDUFANS.com

پالیسی کے تحت "را" نے جب بھی اپنے شہریوں کو بنگلہ دیش میں گڑ
میں دھکیلنے کی کوشش کی، دوسری طرف سے عزاحمت پر انہیں واپس
"را" نے یہ سلسلہ بند نہیں کیا۔ اس سارے کیس کے پس منظر میں کیا

"را" غیر قانونی چرکین وطن کا مسئلہ کھڑا کرکے کیا حاصل کر

ان سوالات کے جوابات یہ ہیں۔

1۔ بنگلہ دیش سے غیر قانونی تارکین وطن کا شور مچا کر "را" اپنے
کے خلاف رائے عامہ ہموار کرنے اور بنگلہ دیش پر مسلسل دباؤ ڈالے
"را" سمجھتی ہے بھارتی دباؤ بھارتی حکومت کو مجبور کرے گا کہ وہ "را"
خلاف "فری ہینڈ" دیئے رکھے۔

2۔ "بنگلہ دیش کی "را" اپنے تربیت یافتہ ایجنٹوں کو بڑی تعداد میں
میں داخل کرکے اپنا الو سیدھا کرنے کے درپے ہے اس طرح یہ لوگ
شہری بن کر بنگلہ دیش کے خلاف سازشیں بھاری کریں گے۔

3۔ "بڑی تعداد میں بنگلہ دیش مہاجرین" کو بنیاد بنا کر بنگلہ دیش سے
جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر جیکب اس بندر اپنی کتاب India and her neighbour
نمبر 166 پر لکھتے ہیں۔

"شیخ مجیب کے دور حکومت میں بھارت نے احتجاج شروع کر دیا تھا
میں بنگلہ دیشی غیر قانونی طور پر مغربی بنگال میں مقیم ہیں جبکہ بنگلہ دیشی حکومت
اس الزام کو مسترد کر دیا تھا۔ شیخ مجیب حکومت کا کہنا تھا کہ یہ لوگ وہ ہیں
جنہوں نے بنگلہ دیش کے "جنگ آزادی" کے دوران بطور رضاکار لوٹ
پاکستان میں قیام پذیر تھے اور اپنے مقاصد پورے ہونے پر اپنے گھروں کو واپس

ہیں اکتوبر 74ء کے روزنامہ سٹیٹس مین (بھارت) نے اس مسئلے پر لکھا "مغربی
بنگال کی آبادی 47ء سے ہندو مہاجرین 71ء میں واپس بھارت آگئے ہوں جبکہ بنگلہ
دیش حکومت انہیں غیر قانونی کہہ کر واپس بھیجنے سے انکار کر رہی ہے۔ واپس بھارت آنے
والے ہندو بنگلہ دیش حکومت کے بقول بھارتی ایجنٹ ہیں۔

بنگلہ دیش حکومت کا موقف واضح اور صحیح ہے کہ 74ء کے بعد جو لوگ جہاں تھے
وہیں کے شہری ہیں اب 49، 24 سال بعد یہ دعویٰ بے معنی ہے کہ انہیں بنگلہ دیشی تسلیم کیا
جائے۔ 97ء میں اپنی زمینیں اور جائیدادیں واپس مانگ رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بنگلہ
دیش کے مسلمان بھارتی دباؤ برداشت نہیں کر سکیں گے۔ اس امید پر وہ پاکستانی فوج
کے ہتھیار ڈالنے کے بعد بنگلہ دیش میں رہ گئے تھے چونکہ ان دنوں بنگلہ دیش پر بھارتی
فوج قابض تھیں اور اس غیر قانونی نقل مکانی کو پیکس کرنے کے لئے جب کوئی
رکاوٹ بھی نہیں تھی۔ جب بنگلہ دیش حکومت قائم ہوئی تو انہوں نے ان غیر قانونی
طریقے سے واپس جانے کے لئے کہا۔ اس پر بنگلہ دیش کے خلاف طوفان کھڑا کر دیا گیا۔
بنگلہ دیش بھی دنیا کو بنگلہ دیش حکومت نے کہا انہیں اپنا شہری تسلیم نہیں کیا
یہ لوگ انڈیا واپس گئے تو وہاں اپنے گھروں کو واپس لوٹے تھے اب بھارتی
حکومت چلا رہی ہے کہ یہ بنگلہ دیش کے شہری ہیں جو سراسر جھوٹ اور ریاکاری ہے۔

بالخصوص مغربی بنگال اور شمال مغربی بھارتی ریاستوں میں چلنے والی آزادی اور
علیحدگی کی تحریکیں بھارتی حکومت کیلئے مستقل عذاب بن چکی ہیں اور وہ اپنے عوام کی
توجہ کو اندرونی مسائل سے ہٹانے کے لئے یہ پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں۔ بھارت نے بنگلہ
دیش کے ساتھ سرحد پر خاردار تار لگانے کا کام تو شروع کیا ہوا ہے علاوہ ازیں اس کی
سرحدی چوکیوں پر تعینات بی ایس ایف کے جوان جس کے نتیجے میں بنگلہ دیش کی سرحدی چوکیوں کی تعداد
[illegible] کوئی نہ کسی کے ساتھ دوران اشتعال بھارتی ہوم منسٹر ایس پی

URDUFANS.com

چوان سے کہا، دوزانہ سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں بنگلہ دیشی سے لوگ
طور پر بھارت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

کیا یہ ایک مضحکہ خیز بات نہیں؟

کیا یہ سراسر جھوٹ نہیں جو بنگلہ دیش الاقوامی پریس کے
اور کی سے کام پر جوں نہیں رینگتی۔

مغربی بنگال میں بنگلہ دیش کے صدر جناب سکدار Tapan Sikdar
کے ماہنامہ کالام کو انٹرویو میں کہا مغربی بنگال کی کل آبادی 20 ملین ہے
تقریباً 5 ملین بنگلہ دیشی مسلمان ہیں جو غیر قانونی بھارتی شہری بنے ہوئے ہیں

مسلمان انتقل اپنی ریاست پر حیران رہ جاتی ہے کہ 75 لاکھ باشندے
بھارتی شہری بن گئے اور بھارتی بن کا منہ دیکھتے رہے

دراصل یہ غلط تعداد و شمار "بنگلہ دیش حکومت پر نفسیاتی اور سلامتی
کے لئے جاری کئے جاتے ہیں"

صرف تماشہ ملاحظہ کیجئے کہ بھارت کی مرکزی حکومت تو غیر قانونی
دوہا چاہتی ہے جبکہ آسام اور مغربی بنگال کی حکومتیں اس سے انکاری ہیں
طرح جب تک بھارتی اشتر میں بی جے پی اور شیو سینا کی حکومت نہیں تھی کبھی
غیر قانونی مسلم شہریوں سے متعلق ایک لفظ بھی سننے میں نہیں آتی تھی۔ اب
تعصب اور مسلم دشمنی کے جنون میں واویلا مچا رہے ہیں کہ وہاں بھی
مسلمان شہری لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔

حقائق دراصل وہ ہیں جن کی بھارتی حکومت پردہ پوشی کرنے کیلئے
آنکھوں میں دھول جھونک رہی ہے۔ دراصل مغربی بنگال کی آبادی اس
شاکی رہی ہے کہ انہیں ان کا جائز حق نہیں دیا جا رہا۔ 68 فیصد مسلمان

بھارتی ریاست مغربی بنگال میں 80 جبکہ ہندو 79 ملین ہیں جن میں سے 79 ملین پر 10 خاندانوں کا قبضہ
مغربی بنگال میں تمام خاندان غیر بنگالی ہیں۔
بنگلہ سیکٹر میں تمام اہم عہدوں پر غیر بنگالیوں کا کنٹرول ہے۔ بنگالی زبان
مغربی بنگال میں اتنی تیزی سے ختم ہو رہی ہے کہ بیشتر سکولوں میں ہندی تعلیم دی جاتی
ہے۔ بنگالی بورڈ انگریزی اور ہندی میں لکھے دکھائی دیتے ہیں۔ نصف پلیٹ فارم انگریزی
اور ہندی میں لکھی ہوتی ہیں۔

کلکتہ جو کبھی بھارت کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ شہر تھا اب تباہی کی تصویر دکھائی دیتا
ہے یہاں کی مقامی آبادی مضافات اور نئی آبادیوں تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ جس
کے لیے صنعت، تجارت اور نوکریوں کے مواقع نہ ہونے کے برابر ہیں اور بیشتر بنگالی تلاش
روزگار کے چکر میں بھارت کے دوسرے صوبوں میں آباد ہو چکے ہیں۔

تاہم افسوس یہ ہے کہ ان ہمسایہ ریاستوں نے ہندو بنگالیوں کو تو قبول کر لیا ہے
لیکن وہ مسلمان بنگالی قبول نہیں کرتے جن کا ثبوت 71 میں لاکھوں کی تعداد میں
مغربی بنگال سے مسلم بنگالیوں کی بنگلہ دیش میں منتقلی ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ
تقسیم ہندوستان کے وقت مغربی بنگال میں مسلم آبادی 45 فیصد تھی اور آج 20 فیصد
رہ گئی ہے۔ کیا یہ بھارت کے لئے شرم کا مقام نہیں اور وہ دہائی سے بنگلہ دیش کے
خلاف الزامات لگا رہا ہے جبکہ ہمارے جانتے ہیں کہ تمام مسلم بنگالی دراصل بنگلہ دیش
سے آئے ہوئے ہیں۔

○

مگر مسئلہ آسام کا ہے جہاں کی کل آبادی کا 30 فیصد اور بھارت کی کل پیداوار کا

URDUFANS.com

58 فیصد چائے پیدا کرنے والی اس ریاست کو صرف کل پیداوار کا 1/9 حصہ
نام کرنے کی اجازت ہے جبکہ باقی ساری چائے نگالینڈ اور ریاستوں میں فروخت
ہے۔ 30000 ملین روپے کی زرعی اشیا آسام سے بھارت کی دوسری ریا
سالانہ پہنچادی جاتی ہیں۔ 60 فیصد خام تیل بھارت کی کل پیداوار کا صرف
پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح قدرتی گیس کے سب سے زیادہ ذخائر آسام میں
علاوہ بھی حاصل ہوتی۔ آسام کو بری طرح نظر انداز کیا جاتا ہے۔ آسام کے
میں آسامی ملازمین کی تعداد 14 فیصد بنتی ہے اور محکمہ ڈاک میں مقامی آ
نمائندگی 10 فیصد ہے۔ پٹرولیم کی صنعت میں صرف 15 فیصد باقی تمام ملازمین
صوبوں سے آئے ہیں۔

اسے کے داس اپنی کتاب Assam's Agony کے صفحہ 233 پر
ہے کہ آسام میں ہر سطح پر مرکزی حکومت کی طرف سے بھرپور تغافل برتا جا
کمیونی کیشن، پاور، تعلیم، صحت، سوشل ویلفیئر، زراعت غرض کوئی ایسا شعبہ
ہے جس میں مرکزی سرکار سے زیادتیوں کے پیمانے نہ ملتے ہوں۔

بارتھ اینڈرسن رپورٹ میں پبلک سیکٹر میں انڈسٹری کا وجود ناپید ہے۔ حکومت ہ
آمدن کا 20 فیصد بہار، گجرات کو دیتی ہے جبکہ آسام کو اس کی آمدن کا صرف 2
فیصد ملتا ہے۔

انڈیا کے 15000 انڈسٹریل یونٹس میں سے بارتھ اینڈرسن سٹیٹس کے لیے
صرف 21 یونٹ آئے ہیں جن میں 12000 ملین روپے سے 1750000
چھوٹے انڈسٹریل یونٹ لگائے گئے ہیں جبکہ آسام میں 150 ملین روپے سے
3000 یونٹ لگائے گئے ہیں۔ بھارت کی 20 فیصد انڈسٹریل ایمپلائمنٹ کے
میں یہاں صرف 4 فیصد انڈسٹریل ایمپلائمنٹ ہے۔ اس صورتحال میں وہاں

ہی وجہ ہے کہ آسام اور دوسری تمام ریاستوں میں علیحدگی کی تحریکیں چل
ہیں۔ لیکن بھارتی حکومت کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی حتیٰ کہ بھارتی فوج کے
نے بھی ایسے رپورٹس میں جن میں بھارت کی تحریکوں پر تبصرہ کرتے ہوئے معروضہ
کے بعد یہاں کے مذاکرات کو بہترین اور بھارتی فوج کیلئے چیلنج قرار دیا ہے۔

○

بھارتی حکومت اس صورتحال سے فرار کے لئے یہاں بھی غیر قانونی بنگلہ دیشی
کا مسئلہ جان بوجھ کر کھڑی کی ہے جس کے نتیجے میں انتہا پسندوں کے ہاتھوں
لینے والے ہزاروں بھارتی شہری مارے جا چکے ہیں اور 1985ء میں بنگالیوں کو
بدر کرنے کا نعرہ لگا کر بی "آسام گانا پریشد" برسر اقتدار آئی تھی لیکن اب
کے عوام نے فیصلہ کن دھاندلی کر لی ہے یہی وجہ ہے کہ آسام کے چیف منسٹر جناب
نے اپنے انٹرویو میں کہا کہ آسام میں ایک بھی بنگلہ دیشی موجود نہیں۔

(ہفت روزہ فرنٹیئر لاہور 17 مئی 96ء)

بھارت کی مرکزی سرکار اپنی انتہا پسند ہندو شودر سوچ کا پرچار کر رہی ہے۔
اب بھارتی مسلمان بنگلہ دیشی، روہنگیا مسلمانوں کے نام نہاد مسئلے کی تحقیق پورے کے
بھی 100 فیصد مسلمان ہندوستانی ایسے ہیں جو مغربی بنگال سے ہجرت کر کے
آئے ہیں۔ کسے ایسے پاگل کی بھی بھلا ہے کہ یہ بھارتی بنگالی مسلمان ہیں
بنگلہ دیش سے کوئی تعلق نہیں جبکہ بھارتی بنگالی ہندو حکومتی سطح پر
پر بھی ہوئی ہے کہ یہ بنگلہ دیشی ہیں۔ کیا یہ دوہرا معیار ظاہر کر رہے ہیں کہ ان کے لئے بنگالی
قابل قبول ہے بنگالی بولنے والے مسلمان قابل قبول نہیں؟

صورتحال کا غیر جانبدارانہ تجزیہ کرنے کے بعد کوئی عقل کا اندھا بھی بھارتی

URDUFANS.com

حکومت کی دلیل مانتے ہوئے تجزیہ نگار اور صحافی دعویٰ کرتے ہیں کہ "پولیٹیکل" حکومت کو پریشان کرنے کی پالیسی کے سوا اور کچھ نہیں۔

"را" نے بنگلہ دیش میں ہندوؤں کی مختلف تنظیمیں بھی قائم کر رکھی ہیں جو بنگلہ دیش میں مذہبی منافرت، سیاسی انتشار، لسانی و لسانی فساد پھیلانے کے لیے "را" کے ایجنٹ ان ہندو تنظیموں کے پلیٹ فارم سے کام کرتے ہیں اور "را" کو امید ہے کہ ان تنظیموں کے ذریعے وہ بنگلہ دیش کو غیر مستحکم کرنے کی حکمت عملی پر عمل کر کے بنگلہ دیش کی حکومت بالآخر گھٹنے ٹیک دے گی اور وہ آسانی سے بنگلہ دیش کو بھارت میں ضم کر لیں گے۔

ان ہندو تنظیموں کے ذریعے "را" بنگلہ دیش میں اپنے مطلب کی حکومت کو برسر اقتدار لا کر اسمبلیوں میں پہنچتی ہے اور مختلف ثقافتی، سیاسی اور سماجی لبادے اوڑھے ہندو تنظیمیں دراصل بنگلہ دیش میں "را" کے سیف ہاؤس (Safe House) کا کام دیتی ہیں۔

"را" نہ صرف ان ہندو تنظیموں کو براہ راست پیسہ دیتی ہے بلکہ انہیں بیرونی ممالک میں موجود ہندو تنظیموں کے ذریعے بھی مالی امداد دلواتی ہے۔ "را" کی طرف سے فراہم کردہ سرمایہ کے بل پر یہ تنظیمیں اپنے اخبارات اور ٹی وی چینل چلاتی ہیں جیسے (بی بی سی ایچ ایس ایس ایس) "سوامی وویکانند" کا نام کا تنظیم نکالتی ہے جس کا آفس نئی دہلی میں ہے۔ اس رسالے کا کل نکتہ میں پر نشر کرتے ہوئے یہ بتایا جاتا ہے کہ بنگلہ دیش میں ہندو دیوی دیوتاؤں کی تصاویر پر مشتمل ہے۔

دراصل یہ بھارت ہے جو اپنے کاسہ برداروں کے ذریعے "را" انہیں ہے۔ اس تنظیم کی طرف سے بالعموم اور "اکھنڈ بھارت" کی حمایت میں متعدد مضامین بھی شائع ہو چکے ہیں۔

ایچ ایس ایس ایس کا سربراہ شیو شنکر چکرورتی جو "سوامی وویکانند" کا پیروکار بھی ہے "وشو ہندو پریشد" (وی ایچ پی) سے خصوصی رابطہ کاری کی ذمہ داری بھی نبھاتا ہے۔ چکرورتی "بنگلہ سمیلن" کا بھی سیکرٹری جنرل ہے اور اس کے خصوصی روابط

بنگلہ دیش ہندو فاؤنڈیشن۔

وشو ہندو پریشد انٹرنیشنل سیکرٹری

بنگلہ دیش Chaitanna سیکرٹری جنرل

امر جیش سوسائٹی کا سیکرٹری (آئی ایس کے ایس) اس تنظیم کا چیئرمین ضلع Nadia مغربی بنگال سے ہے۔

آنند مارگ۔

یہ تو چند چیدہ چیدہ تنظیمیں ہیں ایسی متعدد تنظیموں اور چھوٹی چھوٹی ہندو تنظیموں کی تعداد ہے جو اپنی ہندو نواز پالیسیوں اور بھارتی روابط کی وجہ سے خاصی شہرت کے حامل ہیں۔

بنگلہ دیش میں مسلمان اکثریت میں ہیں اور غیر مسلموں کو میڈیکل ایڈ کی فراہمی کی آڑ میں اپنے گماشتے دھندے چلا رہی ہیں اور ان کا تعصب اور اسلام دشمنی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

بنگلہ دیش میں موجود اقلیتوں کی بہبود کی تنظیموں میں سے صرف ایک تنظیم ہندو بودھ کرسچن یونٹی کونسل پر مشتمل جماعت ہے جس کی سرگرمیاں بنگلہ دیش کے تمام اضلاع کے مطابق ہیں اور تمام تنظیمیں "را" کی پروردہ ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

1۔ بنگلہ دیش جاتیا ہندو مہا سنگھا سمتی (بی بی ایچ ایس ایس ایس)

2۔ پرتاپ موتو شیوا آشرم (ایک جماعت کے ہمراہ راستہ تنظیمی روابط بھارت میں موجود "شیوا آشرم" سے مستوار ہیں)۔

3۔ بنگلہ دیش سنت سماج۔

URDUFANS.com

بھارت کی دیگر ہندو انتہا پسند تنظیموں اور بھارت اور بنگلہ دیش میں موجود
کے لیڈروں سے ہیں روزنامہ ملت 10 جون 92ء کو مسٹر بی جوشی نے
میں بتایا کہ 1972ء "بنگابھوشن" کے درکر کے ساتھ "پنگوں" مجرّل بنگال میں
ایک میٹنگ میں اس وقت کی بنگلہ دیشی حکومت نے (اندرا گاندھی شیو آشرم)
گاندھی کے داماد پر بنگلہ دیش میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت دے

15 اگست 95ء کو شیخ مجیب کے قتل کے بعد تنظیم کے سارے
منتقل ہو گئے تھے۔ حالات سازگار ہونے پر یہ لوگ بنگلہ دیش لوٹ آئے
ساتھ شیو آشرم" کی آڑ میں سرگرم عمل ہو گئے۔

8 جون 92ء کو روزنامہ ملت لکھتا ہے مسٹر شیو شنکر چکرورتی نے
میں مختلف ذمہ داریاں سنبھال رکھی ہیں وہ بھارت میں ہندو ویشو پریشد کی ایگزیکٹو
کمیٹی کا ممبر، ہندو سماج سانسکرتی کا صدر، سماج درپن کا ایڈیٹر اور سب سے
کی کوآرڈینیٹر گروپ آف انٹرنیشنل کا چیف کنسلٹنٹ بھی ہے۔ اسے بنگلہ دیش میں
منسٹر رینک حاصل ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے اس کا پرچہ "سماج درپن"
دیش اور دنیا کی مسلم تنظیموں کے پروپیگنڈے کے لئے مشہور ہے۔ مذہبی فسادات کو
اور ہندوؤں کو بنگلہ دیش میں مجبور و مقہور ہونے کا پروپیگنڈہ زور شور سے
وہ اپنی تحریروں کے ذریعے ہندوؤں کو بنگلہ دیش میں اپنے حقوق حاصل کرنے کے
لئے ہندو متحد ہونے کی ترغیب بھی دیتا ہے۔

یہ ہے وہ موجد شیو شنکر مالا صدر جو اندرا گاندھی بنگلہ دیشی مسلمانوں کے

استعمال کرنے اور دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کو مسلمانوں سے لڑانے کا
دینے میں خاصی شہرت رکھتا ہے۔ وہ "بنگابھوشن" تحریک کا موجد سمجھا جاتا ہے۔
10 جون 92ء کے روزنامہ ملت نے اس کی دہشتناک تقریر شائع کی ہے جو
ت میں کوئی منتخب ہندو بنگلہ دیش کے قیام کی جرأت کرے تو حکومت اسے غداری
مقدمے میں گرفتار کرنے کے بجائے موقع پر ہی اس تقریر میں اس نے صرف
کے ہندوؤں کو "بنگا سینا" کے سپاہی بننے کا مشورہ دیا ہے بلکہ بھارت کے
سرے صوبوں کے ہندوؤں کو ہدایت کی ہے کہ وہ بھارتی مسلمانوں کو یہ باتوں کا
بھی زندہ نہیں رہنے دیں گے جیسا کہ امریکہ کی ریڈ انڈین کرتے۔

ہندوؤں کی قیادت میں سب سے بڑی تنظیم "بنگلہ دیش سنت مہا منڈل" ہے
کے پیروکار سارے بنگلہ دیش میں موجود ہیں اس تنظیم کی 267 ممبران پر مشتمل
کمیٹی ہے۔ 10 ممبری پریذیڈیم کونسل الگ ہے۔ مہا منڈل کے صدر
بنگلہ دیش اور بھارت کی سو پانچ بھاگتی اتحاد سے قریبی روابط ہیں اور یہ بنگلہ
گاندھی سیاست کو ہندو ووٹرز کے ذریعے کنٹرول کرنے میں کوشاں ہے تاکہ وہ
پارٹی اپنے ہندو ووٹرز کے ذریعے بنگلہ دیش کے انتخابات پر بھی اثر انداز ہو سکے
تنظیم کو "را" کا ایجنٹ ثابت ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

تمام ہندو تنظیمیں بنگلہ دیش کے خلاف پروپیگنڈے میں ایک دوسرے سے بڑھ
جانے کے لئے کوشاں رہتی ہیں۔ بنگلہ دیش کی سالمیت کے خلاف جو کچھ
کارروائیوں میں لگی رہتی ہیں اس گھناؤنی کارروائی سے تاثر دیا جاتا ہے کہ
اور آزاد ملک تاثر دینا مقصد ہے اور یہاں کے عوام کے مسائل کا ایک ہی
بنگلہ دیش بھارت میں ضم ہو جائے۔

تنظیمیں بنگلہ دیش میں "را" کے ذیلی ایجنٹوں کا کردار ادا کر رہی ہیں اور

URDUFANS.com

"را" کے ایک اشارے پر ان کے جیالے اور جوشیلے دوست جان سے گزر جانے کو تیار رہتے ہیں ان کے "دفاتر" کے راہداریوں کے "سیفٹی ہاؤس" ہیں اور یہ ہر وقت تنظیم منصوبہ بندی سے اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں۔

"را" کی یہ خوش قسمتی ہے کہ ان ہندو تنظیموں کے ورکرز کی صورت میں ایک اصل فوج کا تعاون حاصل ہے اور وہ بنگلہ دیش میں اسی طرح کام کر رہے ہیں اسرائیل میں یہ کہنا مشکل ہوگا کہ یہ ہندو تنظیمیں بنگلہ دیش کی اقتصادی کے لئے زیادہ خطرناک ہیں اور سیکورٹی کے لئے چیلنج بن چکی ہیں۔

بھارت نے 1971ء میں پاکستان کو دولخت کرنے میں جس منصوبے پر کام کیا تھا دراصل وہ اکھنڈ بھارت کا منصوبہ تھا اور ہندو سامراج ایک مرتبہ پھر متحدہ ہندوستان کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اس منصوبے کے پیش نظر بھارتی انٹیلی جنس نے بنگلہ دیش کے دو ٹکڑے تو کر دیئے ہیں اس بات کا بطور خاص اہتمام رکھا کہ بنگلہ دیش کبھی مضبوط ملک نہ بن سکے بہت ہم نہاد آزاد ملک بنا رہے سکھ اور بھوٹان کی طرح تاکہ وہ بھارت چاہے جب اپنا حصہ بنا سکے ان وجوہات کی بنا پر بھارت نے 71ء میں بنگلہ دیش کو اپنے ساتھ ایسے معاہدے پر دستخط کرنے پر مجبور کیا جس سے اس کی خارجہ پالیسی بھارت سے ایسی ملک کی ہو کر رہ گئی۔ بنگلہ دیش کی عبوری حکومت کے ساتھ بھارت نے جو معاہدہ کیا تھا اس کی ایک شق یہ بھی تھی کہ بنگلہ دیش اپنی فوج نہیں رکھ سکے گا۔

ان دنوں بھارت سے بنگلہ دیش کی جو اعلیٰ سطحی عبوری حکومت سے کہا تھا کہ اسے فوج رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کی تمام تر ذمہ داری بھارتی سرحد سے اور ایک طرف سمندر ہے بھارت بنگلہ دیش کی عبوری حکومت کا دنیا میں سب سے بڑا حمایتی تھا اور اسے کیا خطرہ ہو سکتا تھا کہ وہ بنگلہ دیش پر حملہ کرے گا۔ جب بھی سمجھا جاتا تھا کہ

URDUFANS.com

بھارتی فوج بنگلہ دیش کا دفاع کرے گی۔ بھارتیوں کا کہنا تھا کہ اندرونی خلفشار
دشمن اپنی مداخلت کا جواز بنا سکتا ہے اس مقصد کے پیش نظر بنگلہ دیش کے خلاف
لڑنے پر "را" کی نگرانی میں "مکتی باہنی" قائم کی گئی۔ جب شیخ مجیب الرحمٰن ابھی بنگلہ دیش
سے متعلق سوچ بچار کر رہے تھے کہ بھارت کی طرف سے اس کی مخالفت
لیکن شیخ مجیب نے بھارتی پیشکش کو کسی طرح نظر انداز کرتے ہوئے
کے ان بنگالی فوجیوں پر مشتمل چھوٹی سی فوج بنائی تھی جس نے پاکستانی فوج سے
جنگ لڑی تھی بعد میں اس فوج میں وہ فوجی بھی شامل کر دیئے گئے جو مغربی
رہا ہو کر آئے تھے اس طرح 73 ہزار فوج کا بندوبست مکمل ہو گیا۔

"را" کو فکر دامنگیر ہوئی کہ اگر بنگلہ دیش نے اپنی فوج بنالی تو اس کا
بھارت میں ضم کرنے کا خواب حقیقت نہیں بن سکے گا کیونکہ وہ بنگلہ
صلاحیتوں سے تو پاک فوج کے تربیت یافتہ تھے بخوبی آگاہ تھے اور اب تو
لڑنے کا بھی اچھا خاصا تجربہ ہو چکا تھا۔ بھارتی ڈرتے تھے کہ بنگلہ
موجودگی میں ان کا جارحیت کا خواب شاید شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے۔ اس
ذہن میں رکھتے ہوئے بھارتی فوج سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے پاکستانی فوج سے
میں آنے والے سالوں میں ستمبر ایک کوئی بھی بنگلہ دیشی فوج کے لئے
سرحد اسلام سمیت کر لے گئے۔ اس ضمن میں 28 مئی 93ء کے روزنامہ
"بھارتی 80 ہزار فلین فکاریت کا پاکستانی ایسٹرن کمانڈ سے حاصل کردہ
شریف جس میں ٹینک، آرٹلری اور گولہ بارود شامل تھا اپنے ساتھ لے گئے
دشمن آرمی کو اس کا فائدہ نہ پہنچ جائے۔

جب بھارتیوں کو مقامی غداروں کی مدد بائیں ستے اس بات کے مکمل
کہ شیخ مجیب الرحمٰن بنگلہ دیش کی حکومت اور بھارتی سرکار کے

بھارتی کو خاطر میں لائے بغیر اپنی فوج بنانے پر تلا ہوا ہے تو "را" میدان میں اتری اور
بنگلہ دیش میں اپنے زر خرید ایجنٹوں کے ذریعے "جنگلز آرمی" (Ganobahini) کا
پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔

جام نہاد بنگلہ دیشی لیڈر شپ سے جو انہی تک بھارتی حکومت کی تنخواہ دار تھی یہ
شور مچایا گیا کہ بنگلہ دیش کو باقاعدہ فوج کی ضرورت نہیں ہے تو ہی ہمارے وسائل
باقاعدہ فوج کے متحمل ہو سکتے ہیں ان لیڈروں سے ایسا بیان دلوایا گیا "مکتی باہنی" کو ختم
بھی قائم کر دی جائے۔ یہ فورس جو شروع میں 30 ہزار کی تعداد میں تھی بڑھ کر
لاکھ ہو گئی اور جوانوں میں بے روزگاری کا انتشار پیدا کرنے کیلئے چھوڑ دی گئی تھا تاکہ یہ لوگ آپس
میں لڑنے جھگڑنے لگیں۔

انقلاب کے کچھ ہی عرصہ بعد 1975ء میں اس نام نہاد "گونو باہنی" (Gono
Bahini) نے اپنی اودھم مچانی شروع کر دی۔ کیونکہ اس میں 90 فیصد بھارتی
تربیت یافتہ دہشت گرد تھے۔ جن کے منہ کو خون کی چاٹ لگی ہوئی تھی انہوں نے اب
اپنے ہی بھائی بندوں کو لوٹ کھسوٹ شروع کر دیا۔ "را" نے ان دنوں ڈھاکہ میں موجود
الذین باقی کشمیر سورکین کے خواجہ اور رامیر چاچا پاس کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح بنگلہ
میں نظم و نسق کی ابتر کی صورتحال اور اندرین سفارتکاروں کے غیر محفوظ ہونے کا
واویلا مچا کر اس بہانے بھارتی فوج کو بنگلہ دیش میں داخل دیا جائے لیکن بنگلہ دیشی
عوام کی خوش قسمتی سے یہ ڈرامہ ابتدائی مراحل پر ہی ناکام ہو گیا۔ "را" کی ہندیا سر سے
پھوٹ گئی اور بھارتی فوج کو بھی چار دست کا بہانہ نہ مل سکا۔ مرحوم صدر ضیاء الرحمٰن
نے زمام اقتدار سنبھالنے کے بعد بنگلہ دیش مسلح افواج کی تنظیم نو کی فوجیوں کو
بہتر سے میں معزز مقام دیا لیکن "را" نے فوج کے اتحاد کو تباہ کرنے کی ہر ممکن
کوشش جاری رکھی۔ "را" کی گھناؤنی سازشوں کے تحت ہی 1981ء میں صدر ضیاء

URDUFANS.com

اس تحمن کے خلاف مظاہرہ بھی کیا اور وہ قاتلانہ حملے میں افسران ہی کے ہاتھوں
گئے۔ یہ بھی "را" کی سازش تھی اس طرح "را" نے فوج اور انتظامیہ کو آپس میں
کر باقاعدہ فوج ختم کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ "را" نے بنگلہ دیش آرمی میں
متوازی گروپس قائم کر کے ان کے درمیان اقتدار کی رسہ کشی شروع کروا دی
عملہ میں دو گروپ کھل کر ایک دوسرے کے سامنے آ گئے۔ ان میں سے ایک
"فریڈم فائٹرز" پر مشتمل تھا اور دوسرے گروپ میں مغربی پاکستان سے آئے
فوجی افسران شامل تھے اس کے ساتھ ساتھ "را" کی طرف سے بنگلہ دیش فوج
دشمن فوج گردانتے کی باقاعدہ مہم کا آغاز بھی ہو گیا۔

صدر ارشاد کے خلاف مہم کے دوران "را" نے ایک نیا شوشہ چھوڑا کہ
فوج کی درپردہ حمایت حاصل ہے اس مہم کا مقصد بنگلہ دیشی فوج کا عوام میں
کے جوانوں کا مورال تباہ کرنا تھا۔ کسی بھی ملک کے اقتدار اعلیٰ، سرحدوں
کے دفاع کیلئے فوج سے بہتر اور مضبوط ادارہ کوئی نہیں ہو سکتا اگر سکم کے پاس
مضبوط فوج ہوتی تو بھارت اسے کیسے ہڑپ کر سکتا تھا؟ جبکہ دوسری طرف
مثال لیجئے جو اپنی فوج کے بل بوتے پر (حالانکہ وہ بھارتی افواج کے مقابلے میں
اہمیت نہیں رکھتیں) بھارت کے خلاف ڈٹ گیا۔ مالدیپ کی بدقسمتی ملاحظہ کیجئے
"بھارتی مداخلت کاروں" کو نکالنے کے لئے اسے بھارتی فوج کی مدد لینی پڑی کیونکہ
کے پاس اپنی مسلح افواج نہیں ہیں۔

○

بنگلہ دیش کو اپنی مضبوط فوج رکھنا اس لئے بھی ضروری ہے کیونکہ اسے ایک وقت میں
اندرونی خطرات لاحق ہیں "شانتی باہنی" کے نام سے "را" نے بنگلہ دیش میں

جس منصوبے کا آغاز کیا تھا یہ کریدہ بنگلہ دیش کی مسلح افواج کو جاتا ہے
نے اس سازش کو ناکام بنا دیا بنگلہ دیش کی فوج مضبوط نہ ہوتی تو چکمہ قبائل
بنے الگ ملک بنا چکے ہوتے اور دوسرے چھوٹے گروپ بھی علیحدگی کا
بھارتی فوج جب چاہتی ان کی سرحدوں کا تقدس پامال کر دیتی۔ یہ بنگلہ دیشی مسلح
ہیں جنہوں نے "را" کی طرف سے تھوم لینڈ، ہندو لینڈ (بنگالیوں) اور گیرو
Garo Land سمیت تحریکوں کو لگام دے رکھی ہے۔

پہلے سے کچھ عرصہ پہلے "را" کی طرف سے بنگلہ دیش آرمی کو دیئے جانے والے
کے خلاف مہم شروع ہو جاتی ہے اور اخبارات میں ان کے ایجنٹوں کی طرف سے
بنایا جانے لگتا ہے کہ بنگلہ دیش کی فوج ملک کا سارا بجٹ کھا جاتی ہے۔ فوج کا سائز
کیا جائے اور بجٹ پر کٹ لگایا جائے حالانکہ افسر فوج کا سائز بڑھانے کی
ہے کیونکہ مضبوط فوج بنگلہ دیش کی پہلی ترجیح ہونی چاہئے۔

ایک نظر بھارت اور بنگلہ دیش کے دفاعی بجٹ پر ڈالئے۔ آپ کو حیرانی ہو گی کہ
کہاں کا دانا کہا ہے؟ 23 جون 95ء کے روزنامہ نگرام کی ایک خبر کے
اپنے سالانہ دفاعی بجٹ میں بنگلہ دیش سے ساڑھے سات گنا بڑا ملک ہے۔
بنگلہ دیش کے مقابلے میں اپنی فوج پر 23 گنا زیادہ خرچ کرتا ہے اب یہ حساب کا
سوال ہے کہ بنگلہ دیش کو دفاعی بجٹ تو بڑھانا چاہیے۔ 96-1995ء میں بنگلہ
اپنے دفاعی اخراجات میں 2.5 فیصد اضافہ کیا جبکہ بھارت نے 18 فیصد

بھارت کا شمار دنیا کے غریب ترین ممالک میں ہوتا ہے۔ 30 فیصد بھارتی گندی
پر زندگی بسر کرتے ہیں جبکہ کی 50 فیصد دہلی کی 45 فیصد اور کلکتہ کی 65
پسماندہ اور گنجان علاقے میں زندگی بسر کرتی ہے۔ 90 فیصد بھارتی بچے

URDUFANS.com

غیر محفوظ علاقوں میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ 50 فیصد خوراک کی وجہ سے بیماریوں کا شکار ہیں۔

216 ملین بھارتیوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں، 55 ملین لیبر کر کے زندگی بسر کرتے ہیں۔ سے زیادہ غربت کی وجہ سے 75 پر تعلیم کی سہولت حاصل نہیں کر پاتے۔ ورلڈ بینک کی ایک رپورٹ 2000 تک دنیا میں سب سے کم خواندگی تناسب بھارت کا ہوگا۔

یہ ہے وہ غریب ملک جو اپنے عوام کو روٹی، مکان اور علاج دینے کے بجائے خود کو جدید ترین ایٹمی قوت کا روپ دینے میں کوشاں ہے۔ نشے میں تاریخ بڑھتے اور دشمنی کی فضا مضبوط ہوتی چلی جائے۔ اس سوچ کی سب کو آتی ہے، سوائے "را" کے زر خرید ٹٹوؤں کے۔ اگر بھارت اپنے میں کمی کرنے تو اس خطے کے دوسرے ممالک خود بخود ایسا کرنے لگیں گے۔

○

روزنامہ نوائے وقت 28 دسمبر 92ء کی خبر کے مطابق راج شاہی ایجنٹوں کا ایک نیٹ ورک پکڑا گیا جو کافی عرصے سے بنگلہ دیش آرمی اور اہم خفیہ معلومات بھارت کو پہنچا رہا تھا۔ ان ایجنٹوں کے نام سنجیو رائے گپتا، ہرام متہ، رمیا داس اور ایاز الدین ہیں۔ ان ایجنٹوں کی بھرتی راج شاہی کے ذریعے کی گئی تھی۔

"پاکستانی جاسوس کی گرفتاری کی خبر"۔ (روزنامہ نوائے وقت 16 جنوری 93ء)

"بنگلہ دیشی ایجنسیوں نے 10 افراد کو جن میں صدر ارشاد کی کابینہ کا بھی شامل ہے، ملکی راز بھارت کو پہنچانے کے جرم میں گرفتار کر لیا ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت 15 اگست 93ء)

گرفتار کر رہے تھے۔"

بنگلہ دیش ہائی کمیشن ڈھاکہ میں سابق فرسٹ سیکرٹری کی آرمی کو جاسوسی اور ہائی کمیشن کے بعض گرمیوں کے الزام میں ملک بدر کر دیا گیا۔ مسٹر کمیش کا تعلق "را" سے پایا جاتا ہے کہ مسٹر کمیش نے ڈھاکہ میں کام کرنے والی کمرشل کمپنی کی مقامی حصہ دار کے ساتھ مل کر ایک جس کی آڑ میں جاسوسی سرگرمیاں جاری تھیں۔ کمیش کو پولیس نے گرفتار کیا۔"

(روزنامہ نوائے وقت 19 جون 93ء)

بنگلہ دیش ہائی کمیشن ڈھاکہ کا پریس اتاشی راج شاہی اور چٹاگانگ میں بنگلہ دیش آرمی کے خلاف جاسوسی کے الزام میں پکڑے جا چکے ہیں۔ علاوہ ازیں بنگلہ دیش سرحدوں پر تعینات فوجی افسر بھی اپنے اپنے انٹیلی جنس را انٹیلی جنس بیورو اور "را" سے اپنے گہرے روابط کی گواہی دیتے رہے ہیں۔

بنگلہ دیش فورسز کے خلاف "را" کی شیطانی منصوبہ بندی ہے۔ ہم دعا کر سکتے ہیں کہ بنگلہ دیش کی عوام اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

○

بھارت کی بڑھتی ہوئی جارحیت اور ہوس ملک گیری کو اگر کوئی روک سکتا ہے تو وہ بھارت کی نوجوان نسل ہے اس حقیقت کا ادراک "را" سے زیادہ اور کس کو ہوگا۔ اس بنگلہ دیش کی نوجوان نسل کو گمراہ کرنا اور ان میں مایوسی پھیلانا اس کے مشن پلان کا حصہ ہے جس پر "را" طویل عرصے سے عمل پیرا ہے اور اس نے بنگلہ دیش کی اور کو اپنے مضبوط حصار میں لے رکھا ہے۔

بنگلہ دیش ٹی وی اور ریڈیو بنگلہ دیش سے دو سرکاری نشریاتی ادارے ہیں جن کا پروگرامات کا فروغ اور غریب عوام کی اکثریت ہے لیکن حیرت کی بات ہے کہ

URDUFANS.com

تو جج کس ان دونوں اداروں سے اس کار خیر میں کوئی حصہ نہیں لیا کیونکہ اس کے قیصد المرن سے "را" سے براہ راست تعلقات ہیں اور انہیں "را" سے اس کام کا معاوضہ ملتا ہے ایک محتاط ترین اندازے کے مطابق ان دونوں نشریاتی اداروں میں "را" ایجنٹ ہوتی ہے کہ اگر دس سال تک کوئی بھرتی نہ بھی کی جائے تو بھی "را" کا کام آسانی سے چلتا رہے گا اور نشریاتی پالیسی تبدیل نہیں ہو سکے گی۔

(بحوالہ ہفت روزہ ہیٹلہ۔ 17 جولائی 1981)

بی بی سی اور بنگلہ دیش ریڈیو سے 27 کو آنے والا اشتہار ہے جس میں بنگلہ دیش میں بھارتی ثقافتی مرکز کا پروگرام کلچرل پالیسیوں کی تشہیر مسلح بغاوت کی پامردی کی اخلاقیات کی تبلیغ کرنے پاکستان سلامتی دشمن عناصر اور سرگرمیوں کے خلاف عوام میں شعور پیدا کرنا خاندانی منصوبہ بندی کا فروغ ثقافت کا پرچار دیتا عوام میں تعلیمی اور جنرل شعور کی بیداری شامل ہے۔ اس طرح خلاف اخلاق غیر مہذب سرگرمیاں کھلے عام دکھانے، فحاشی جاسوسی اور غیر اخلاقی سرگرمیوں کی روک تھام کی سختی سے ممانعت ہے۔

اس کو آنے کنٹرکشن کے علاوہ بنگلہ دیش ٹی وی، ریڈیو کی اپنی سفر پالیسی بھی ہے لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ بی بی سی اور ریڈیو پر سوائے ہندو کلچر کے پرچار کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ "را" کے زیر اثر شاید کی ہر ممکن یہ کوشش رہتی ہے کہ یہاں سے تمام تر ہندو ثقافتی کلچر کے تمام پروگرام کو فروغ ملے۔ اور یہ کہ ان کے ٹی وی ریڈیو سے اللہ اور اسلام میں مکمل یقین کی بھی کوئی جھلک دکھائی نہیں دیتی۔

ان اداروں سے دکھائے اور سنائے جانے والے پروگراموں میں ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے کہ ان میں سے کسی ایک اصول کی بھی پیروی نہ کی جائے البتہ ایک کام ضرور ہوتا ہے کسی بھی سلامتی دشمن کردار کو پیش کرتے ہوئے بطور خاص اہتمام کیا جاتا ہے کہ اس کی داڑھی ضرور ہو اور اس نے سر پر اماریوں جیسی ٹوپی بھی رکھی ہو۔ عموماً

ہر دشمن کرداروں کو مولوی صاحب مولانا صاحب حاجی صاحب کے نام دیئے جاتے ہیں۔

بی بی سی کے بیشتر ڈراموں میں کرداروں کے ڈائیلاگ کچھ اس انداز میں ہوتے ہیں جس سے ہندو دھرم کی جھلک نمایاں ہوتی ہے تاکہ بنگلہ دیش کی مسلم بنگالی شناخت قائم نہ ہو سکے۔ قومی شناخت قائم کرنے کے لئے ایسے ہی کام کیا جاتا ہے کہ ہر بار 71ء میں البدر اور رضاکاروں سے متعلق ڈرامے اور فلمیں دکھائی جاتی ہیں جبکہ لوگوں نے تب حکومت پاکستان کی مدد کی تھی عوام میں طبقاتی تضاد نمایاں کرنے والے پروگرام پیش کئے جاتے خصوصاً 71ء کے واقعات کا ابھار بڑے انداز سے بار بار کیا جاتا ہے۔

فحاشی بازی بغاوت تمام تباہ کاری پر آزادی مشترکہ خاندانی نظام کی بربادی، مغربی اخلاق، فتنہ پاری، خلاف اسلام حرکات و سکنات اور سیکولر نظریات کا پرچار عام کیا جاتا ہے۔ پوربیوں، پوربیوں ترکی، ایجنٹ موسے۔ جوتا کی جاتی، روپ نگر، تاتا پانی، کوٹھا والی وغیرہ خلاف اسلام اور مغربی اخلاق کھیل بڑی بے باکی کے ساتھ دکھائے گئے اور ہیں۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہی۔

بی بی سی "را" کے ساتھ اپنی وفاداری ثابت کرنے کے لئے مسلسل رابندر ناتھ ٹیگور کی کہانیوں ڈراموں خیالات کا پرچار کر رہا ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا ڈرامہ ہو گا جس میں آپ کو ٹیگور دکھائی نہ دے کہیں اس کا گیت، کہیں کوئی کہانی، کہیں نظمیں پڑھی جاتی ہیں اور یہ کہ اشتہارات میں بھی ٹیگور کی دھن سنائی دیتا ہے۔

رابندر ناتھ ٹیگور کی برسی یا سالگرہ کے نزدیک عموماً بی بی سی کے فنکار دس پندرہ روز تک اپنے ماتھے پر تلک لگا کر پردہ سکرین پر دکھائی دیتے ہیں۔ یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ ٹیگور کی کسی تحریر میں کسی بھی حوالے سے مسلم کردار

URDUFANS.com

سوا سے کوئی واسطہ دکھائی نہیں دیتا۔ کاجل والا بھی ایک افغانی بنا شدہ ہے جس کا مغربی بنگال سے کوئی تعلق نہیں۔

فی الحال تو یہ حال ہے کہ دو عیدین پر ہی کبھی جو خالصتاً مسلم تہوار ہیں بھارت سے اپنی عقیدت دکھانے سے نہیں چوکتا اس موقعہ پر بھی ان خالصتاً مذہبی تہواروں کے حوالے سے کوئی پروگرام دکھانے کی بجائے بنگالی تہذیب کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہندو کلچر سے چپکے رہتے ہیں اور عید کے نام ہونے والے پروگراموں سے درمیان بھی بیگم کی عظمت کے گن گاتے رہتے ہیں حال ہی میں 95ء کی عید الاضحیٰ پر ایک پروگرام میں ایک خاتون فنکارہ کا تعارف اس طرح کروایا گیا کہ محترمہ دونوں بنگال (بیسٹ اور ویسٹ) میں یکساں مقبول ہیں۔

فی الحال تو یہ کہنا قبل از وقت ہوگا کہ بنگلہ دیش کی محبت کا بھوت ایک اہم اور طویل عرصے سے چلنے والا پروگرام

Ta-RA-Ta-Ra-Ya

Kha - Chita

ہے۔ جس میں بھجن، نذرالاسلام اور دوسرے شاعروں کی غزلیں سنائی جاتی ہیں لیکن عین گانگریس پر راہنمائی تھ بیگم کی تکم ضرور پیش کی جاتی ہے۔ اس پروگرام میں ایک ہندی گانا ضرور پیش کیا جاتا ہے حیرت کی بات تو یہ ہے کہ وہ قوم جس نے اردو کے خلاف ایک طویل جنگ لڑی ہے اس مسئلے پر بجرمانہ خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔

14 مئی 95ء کے روزنامہ ملت نے اس صورتحال پر زبردست تنقید کرتے ہوئے کہا کہ وہ قوم جس نے اردو کے خلاف طویل جنگ لڑی ہے فی الحال ہندی گانے سن کر صرف کوشش کر سکتا ہے دراصل فی الحال ایسے پاکستانی روپ بڑی چالاکی سے ہندی پروگراموں کی تشہیر کر کے اپنے آقاؤں کا حق نمک ادا کر رہا ہے۔ "را" اپنے زر خرید بنگلہ دیشی نوجوانوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈال رہی

ہے کہ ہندی ادب اور شاعری سے ہی موجودہ ترقی پسند بنگالی لٹریچر نے جنم لیا ہے ورنہ بنگلہ دیش کا اپنا کوئی ادب نہیں۔ طرفہ تماشا تو یہ ہے کہ پرانے مسلم شعراء اور سکالرز جیسے دولت وزیر، سید سلطان اور عبدالحکیم وغیرہ اور جدید شعراء اور دانشوروں میں سید اسماعیل حسین سراج، بیگم، میر مشرف حسین، ڈاکٹر اللہ داد حسن، شاعر، صدیقی، ڈاکٹر محمد شہید عبدالمقتدر، شاعر فرخ احمد، وسیم الدین سید، مفتی علی شہادت حسین وغیرہ ان سے کوئی بھی بنگلہ دیشی کے معیار پر پورا نہیں اترتا اور ان کی نظموں، غزلوں افکار کا ذکر بھی یہاں ممنوع ہے۔

ہاں البتہ شمس الرحمن جیسے بھارت کے پیدا کردہ شاعر کو خوب خوب نوازا جاتا ہے بھارت کی نظریات کے حامل اور بنگلہ دیش نیشنلزم سے پرچار کرنے والے شمس الرحمن اور آل محمد جیسے شعراء جو شمس الرحمن سے کئی درجے بہتر کلام کی شہرت رکھتے ہیں کا نام بھی سننے میں نہیں آتا۔

○

[illegible] کے اثر و رسوخ کا یہ عالم ہے کہ 1952ء کی بنگلہ تحریک جو پاکستان کے خلاف چلائی گئی تھی اس کے ہیروز کا ذکر کرتے ہوئے بھارت نواز لوگوں کے آور شن کا ذکر بھی ضرور ہوتا ہے بنگلہ دیشی نیشنلسٹ مرحوم عبدالحکیم جسٹس عبدالرحمن چودھری، ڈاکٹر قاضی غلام محبوب احمد، ڈاکٹر نورالحق پروفیسر عبدالغفور وغیرہ کا نام بھی [illegible] میں کبھی سننے میں نہیں آیا اس سے ہر منصف دانشور اور بھارت نواز "شہیدوں" کو خوب خوب بنایا جاتا ہے بھارت نواز سیکولر مزاج کل کے لڑکے تو خود کو فی الحال ڈھاکہ یونیورسٹی کے شاعر، شاعر خود کو منوا لیتے ہیں جبکہ دیوان محمد اسرافیل جیسے سکالر پر یہاں [illegible] کی گئی ہے۔

Scan and PDF Wagar

URDUFANS.com

ہندو تاموں کی تشہیر بی بی سی کے ذریعوں سے مسلسل کرکے نئی نسل کو ہندو دھرم رکھنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ آج آپ کو بنگلہ دیش میں اکثر نوجوان لڑکے لڑکیوں کے نام ساون، سودار، ندی، نندیکا، سورو، سوجان، شیخر، راجیو، ٹاوان، گگون، انیتا، پاشا، شانتی، امیتا، اجیت، وغیرہ وغیرہ عام سننے کو ملیں گے یہ سب بنگلہ دیش بی بی سی کی مسلم بنگالی قوم پر مہربانیاں ہیں جو "را" کی ایجنسی کا حق بڑھ چڑھ کر ادا کر رہا ہے۔ یہ وہ نام ہیں جن کا تصور تقسیم ہند سے پہلے مسلم گھرانے کبھی نہیں کر سکتے تھے۔

آزادی کے بعد فوراً بی بی سی نے مہراجعات (شام بخیر) سبھا شندھیا (شام بخیر) السلام علیکم اور خدا حافظ کی جگہ کہنا شروع کیا اور وہ سلسلہ ہنوز جاری و ساری ہے شاید اگلے چند سالوں بعد ممکن ہے نوجوان ایک دوسرے کو السلام علیکم اور خدا حافظ کہنا ہی بھول جائیں۔

"را" کی بی بی سی گرفت کی انتہا یہ ہے کہ بھارت کے ساتھ متنازعہ مسائل مثلاً فرخا بیراج، تلبینی، چکمہ، قبائل، جھگڑوں کی تحریک سے "را" کی پشت پناہی حاصل ہے۔ سرحدوں میں دراندازی وغیرہ کے خلاف کبھی بی بی سی سے ایک لفظ نہیں کہا گیا نہ ہی کبھی اس مسئلے پر بھارتی جارحیت سے متعلق قوم کو بتایا گیا ہے کہ بھارت کی جارحانہ کارروائیوں کی خبریں بھی نہیں دی جاتیں "را" کے اثر و رسوخ کا یہ عالم ہے کہ بنگلہ دیش کے محب وطن اخبارات کے سنجیدہ پانچ پر ایک مرتبہ بنگلہ دیش بی بی سی نے اعلان نشر کیا کہ 5 مئی 95ء کو دن ساڑھے آٹھ بجے فرخا بیراج کے مسئلے پر ایک فیچر فلم دکھائیں گے لیکن ہوا کیا؟

ساڑھے آٹھ بجے "عرجین ناٹس" کے نام سے سیریز شروع کر دی گئی۔ اگلے اخبارات نے آسمان سر پر اٹھا لیا لیکن کیا مجال ہے کہ بنگلہ دیش بی بی سی کے کان پر جوں بھی رینگتی ہو کیا مجال جو کسی بنگلہ دیش بی بی سے ہندو نواز پالیسیوں کے

مسلمانوں پر مظالم یا کشمیری مسلمانوں پر بھارتی فوج کے ظلم و ستم کے حوالے سے کوئی خبر یا پروگرام دکھایا گیا ہے۔ حالانکہ بنگلہ دیشی عوام یہ سب کچھ بی بی سی، وائس آف امریکہ، بی بی سی وغیرہ سے بالمالی دیکھ اور سن لیتے ہیں۔

بنگلہ دیش ریڈیو کا تو یہ عالم ہے کہ وہاں سے ایک سازش کے تحت مسلم بنگالی زبان کی بجائے مسلسل ہندو بنگالی کا پرچار ہوتا ہے۔ تمام اصطلاحیں جن کو ہندو بنگالی استعمال کرتے ہیں۔

اس صورت حال سے بنگلہ دیش کی انٹیلی جنس نشریات پر "را" کے تسلط کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اخبارات کا حال اس سے کچھ مختلف نہیں ہے بنگلہ دیشی اخبارات کو اپنی مرضی کے مطابق کرنے کیلئے "را" یہاں مختلف حربے آزماتی ہے۔ قریباً ہر اخبار میں "را" سے تنخواہ بازی کا چکر چلا رکھا ہے۔ جب بھی چاہے انہیں پیغمز کے ذریعے اپنے مقصد کیلئے بلیک میل کر سکتی ہے۔

بنگلہ دیش کے بیشتر اخبارات میں "را" کے تنخواہ دار صحافی موجود ہیں جو بھارتی مفادات کو بڑھاوا دینے کیلئے سرگرم عمل رہتے ہیں۔ "را" کے زیر اثر بنگلہ دیشی اور بھارتی تاجروں کو خصوصی ہدایات ہوتی ہیں کہ وہ صرف "را" کے اخبارات کو اشتہارات دیں۔ "را" کسی بھی اخبار کو اشتہارات کا لالچ دے کر اپنے مطلب کے مضامین اور اداریے لکھوا سکتی ہے۔

[illegible] میں ایک بڑی تبدیلی حسینہ واجد کے دور میں ہوئی جب "را" نے ان کی بنگلہ دیش نیشنل پارٹی کو فیل کرنے کیلئے یہاں سے دس بارہ بہت روزنامے جاری کروا دیئے جو آج بھی بنگلہ دیش کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان ہفت روزہ اخبارات کے ذریعے "را" نے نام نہاد دانشور پیدا کر دیئے ہیں۔ جن کی تحریروں کو خواہ مخواہ اہمیت بھی دلوائی جاتی ہے گو کہ ان کی اشاعت نہ ہونے کے برابر ہے لیکن "را" کی مالی

URDUFANS.com

بدقسمتی سے انگلش پبلشر زخود کفالہ ہیں اور پریشان کن بات یہ ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ اس اثر و رسوخ میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔

○

کسی ملک کا تعلیمی اور ثقافتی ادب اس کے عوام کی کردار سازی میں بنیادی رول ادا کرتا ہے بنگلہ دیش میں بھارت سے تمام رسائل بلا کسی رکاوٹ کے آتے ہیں اور کلاس ون سے ماسٹر کی کلاسوں تک بھارت کی نصابی کتب پڑھائی جاتی ہیں بھارت کی چھپی ہوئی کتب بنگلہ دیش کے سکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔

71ء کے فوراً بعد ہی "را" نے بڑی ہوشیاری سے بنگلہ دیشی مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھا دی تھی کہ بنگلہ دیشی کلچرل سٹرکچر اسلام سے مختلف ہے یہی وجہ ہے کہ کلکتہ کا سرمایہ دار یہاں مروج ہے اور "را" بطور خاص بنگلہ دیش کیلئے مشرقی بنگال میں رسائل اور کتب کے نظر ثانی اور اضافہ شدہ ایڈیشن تیار کرتے تھے ہیں۔

اس ضمن میں ایک تازہ "را" بڑی چال کی سے آشکار ہوئی ہے۔ بنگلہ دیش کے بک سیلرز کو کلکتہ سے کتابیں ادھار رقم پر دی جاتی ہیں۔ بڑی کمیشن کا لالچ اور رقم بھی ادھار بنگلہ دیشی بک سیلرز کی جیب میں پھنستا چلا جا رہا ہے۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ اس سلسلے میں بنگلہ کی کتابیں بھی کھل کھول جاتی ہیں۔

کلکتہ سے دکاندار کو کتابیں صرف "باہمی اعتماد" کی بنیاد پر ادھار روانہ کی جاتی ہیں اگر دکاندار رقم ادا نہیں کرتا یا تھوڑی رقم دیتا ہے یا کوئی بھی اور بہانہ کرتا ہے تو اس کا بچا کھچا حساب بلا کر بھیج دیا جاتا ہے۔ اندازہ فرمائیے اتنی "عظیم قربانی" بنگلہ پبلشر سے کتنی ہے؟

بنگلہ دیش کا پبلشر اپنے بک سیلر کو 25 فیصد کمیشن دیتا ہے جس کے مقابلے میں

بھارتی بنگال کا پبلشر 35 سے 45 فیصد تک کمیشن دیتا ہے اور کوئی عقل کا اندھا بھی یہ بات بڑی آسانی سے جان سکتا ہے کہ "را" کی آشیر واد کے بغیر یہ ممکن ہی نہیں۔

بنگلہ دیش میں چھپنے والی کسی بھی کتاب کا جعلی ایڈیشن سستے داموں کلکتہ میں شائع کر کے ڈھاکہ بھیج دیا جاتا ہے اس طرح دکاندار زیادہ کمیشن کے لالچ میں مقامی پبلشر کی بجائے بھارتی بنگال کے پبلشر سے معاملات طے کر لیتا ہے۔

بنگلہ دیش میں "را" نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے اپنے مبلغین بڑی تعداد میں بنا رکھے ہیں۔ جہاں ان سے مطلب کی کتابیں شائع کروا کر مفت یا سستے داموں تقسیم کی جاتی ہیں۔ شاید بنگلہ دیشی مسلمانوں نے تاریخ سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد جس طرح ایسی سازش کے تحت ہندوؤں نے مشرقی پاکستان پر قبضہ کر لیا تھا اور تقریباً ہر تیسرا استاد ہندو تھا جو نئی نسل کو تعلیم دیتا تھا وہ سلسلہ اب زیادہ شدت سے جاری ہے اور بنگلہ دیش کی بیشتر درسگاہوں پر ہندو اساتذہ قابض ہیں۔

پرائمری سکولوں میں سے تو تقریباً ہر دوسرے سکول میں کوئی نہ کوئی ہندو استاد ضرور دکھائی دیتا ہے۔ ان لوگوں سے کسی خیر کی توقع عبث ہے۔ جب استاد ہندو، سلیبس مشرقی بنگال کا ہو تو نسل کون سی تیار ہو گی؟ اس کا اندازہ آپ خود فرما لیجئے۔

بھارتی انٹیلی جنس ایجنسیوں نے بنگلہ دیش کی درسگاہوں میں پاکستان کی سمت سے دور سے حملہ شروع کیا ہوا ہے خصوصاً 62ء میں جب بنگلہ زبان کی تحریک چلی تو بھارتی انٹیلی جنس نے بڑی ہوشیاری سے بنگالی ظاہر میں گھس کر اپنا ایک گروپ تیار کر لیا۔ یہ لوگ اس وقت سے تھے جو بعد میں شیخ مجیب الرحمن کی چھ نکاتی تحریک کا ہراول دستہ بنے اور انہی لوگوں کے ذریعے مشرقی پاکستان میں مرکز کے خلاف بغاوت کی تحریک کو ہوا دی گئی۔

ستمبر 68ء میں "را" کے قیام کے ساتھ ہی بنگالی خلیا کے معاملات "را" نے اپنے ہاتھ میں لئے اور اس محاذ پر پوری شدت سے حملہ آور ہو گئے۔ "را" نے آہستہ آہستہ

PDF Waqar
Scan and

URDUFANS.com

بنگالی طلباء کی قریباً تمام لیڈر شپ اپنے قابو میں کرلی اور اسی لیڈر شپ سے مگر 69ء میں پاکستان کے خلاف تحریک شروع کروائی گئی۔ اب یہ بات دنیا بھر کے سامنے کے ذریعے پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ "را" نے اس 70ء میں "جوئے بنگلہ دیش" اور 71ء میں "مجیب باہنی" قائم کی تھی۔

71ء کے بعد "را" کا کام ختم نہیں ہوا اس نے 71ء کے بعد بھی بنگلہ دیشی طلباء قیادت سے اپنے مضبوط روابط استوار رکھے اور بعد میں اکثر بنگلہ دیش کے خلاف متحرک رہا۔ 71ء میں اٹھاکہ یونیورسٹی "را" کا گڑھ تھا۔ 71ء کے بعد وہ یہاں سے بنگلہ دیش کے دیگر میڈیکل، انجینئرنگ کالجوں اور عام کالجوں میں بھی اپنے پنجے گاڑ چکے ہیں اور اب یہ باشعور سے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ بنگلہ دیشی طلباء کی درمیانی قیادت بھی ان کے مکمل کنٹرول میں ہے۔

نوجوانوں کو اپنے قابو میں رکھنے کے لئے "را" نے جس طرح کے طریق واردات اپنائے ہیں۔

1۔ "را" اس بات کا مکمل اہتمام رکھتی ہے کہ بنگلہ دیشی درس گاہوں سے بھارتی ثقافتی، معاشرتی، سیاسی، سماجی اور سفارتی جارحیت کے خلاف کوئی آواز بلند نہ ہونے پائے اور اس میں وہ بہت کامیاب ہے۔ گزشتہ 24 سال سے بنگلہ دیشی درس گاہوں سے بنگلہ دیش کے خلاف ہونے والی بھارتی جارحیت کے خلاف کبھی آواز بھی بلند نہیں ہوئی۔ ایک سازش کے تحت "را" نے بنگلہ دیشی نوجوانوں کے ذہن ماؤف کردیئے ہیں کہ سوچیں منجمد اور منتشر ہیں اور وہ کبھی بھارتی جارحیت کے خلاف احتجاج کرنے کی بجائے بنگالی کلچر کے نام پر ہندو طرز معاشرت اختیار کررہے ہیں۔

2۔ بھارت اپنے ایجنٹوں کے ذریعے کیمپس میں ہمیشہ لڑائی اور تنازعہ کی فضا بنائے رکھتا ہے طلباء بنگلہ آپس میں مصروف رہتے ہیں اور ان کے تعلیمی سیشن مکمل نہیں

پاتے۔ اس صورتحال سے بددل ہوکر ذہین طلباء بھارتی یونیورسٹیوں کا رخ کرتے ہیں جس سے نہ صرف بھارت کو قابل ذہین طلباء میسر آتے ہیں بلکہ وہ بنگلہ دیشی طلباء کی اپنی یونیورسٹیوں میں "برین واشنگ" بھی کرتے ہیں اور جب یہ طلباء ڈگریاں لے کر واپس اپنے ملک میں آتے ہیں تو ان کے دل و دماغ میں بھارت کے لئے "سافٹ کارنر" موجود ہوتا ہے۔

3۔ "را" طلباء کے مضبوط گروپ کے ذریعے بنگلہ دیشی حکومت کو ہمیشہ "بھارت نواز" پالیسی اپنانے پر مجبور رکھتی ہے اس طرح ہر حکومت ان بھارت نواز طلباء کے ہاتھوں بلیک میل ہوجاتی ہے۔ اس طرح تو وہ کھل کر بھارت خارجہ پالیسی بناپاتے ہیں اور نہ ہی بھارتی جارحیت کے خلاف موثر آواز بلند ہوتی ہے۔ جب بھی حکومت کی طرف سے کوئی ایسی کوشش ہو "را" طلباء کسی نہ کسی بہانے سڑکوں پر لے آتی ہے۔ شیخ مجیب سے خالدہ ضیاء تک کوئی ایسی حکومت نہیں تھی جس کو طلباء کے ہاتھوں ذلیل و خوار کا سامنا نہ کرنا پڑا ہو۔

روزنامہ نوائے وقت 25 اگست 95ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

"کہ کس طرح یونیورسٹی کو "آکسفورڈ آف دی ایسٹ" کہا جاتا تھا۔ برٹش راج میں حکومت کے خلاف بہت سی تحریکوں کا آغاز یہیں سے ہوا۔ برصغیر کی تاریخ میں جتنی بھی بڑی بڑی تحریکیں اس کی مرہون منت تھیں۔ بھارتی جانتے ہیں کہ بھارت مخالف تحریک کی ابتدا بھی یہیں سے ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے یونیورسٹی پر اپنی بہت مضبوط گرفت بنا رکھی ہے۔

طلباء اور اساتذہ کا ایک مضبوط گروپ ان کے تنخواہ دار ایجنٹوں کا کردار ادا کررہا ہے اساتذہ میں زیادہ تر لیفٹ کا یہ عالم ہے کہ وہ کھل کھلا کر غنڈہ گردی کے مرتکب ہوتے اغوا اور قتل یونیورسٹی ان کے ہاتھوں یرغمال ہوچکی ہے۔ یہاں قاتلوں، غنڈوں کو

PDF Magic
Scanned and

URDUFANS.com

پڑھی جاتی ہے اور "را" کے ایجنٹوں کا یہ بہترین سیفٹی ہاؤس ہے۔ یہ لوگ
کے اطمینان کے ساتھ یہاں پناہ لیتے ہیں اور کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا

"را" کی مہربانیوں سے طلباء کے مختلف گروپس آپس میں ٹکراتے
لوگ اتنے ماہر ہیں کہ اپنی خفیہ کارروائیوں کی تفصیلات بھی اخبارات
ہونے دیتے۔ گو کہ مکمل تفصیلات کبھی میسر نہیں آ سکیں لیکن ایک
مطابق یکم جنوری 91ء سے 15 فروری 95ء کی تفصیلات اس طرح ہیں

سال	تعداد تصادم	زخمی	ہلاک
1991ء	200	2000	15
1992ء	250	2000	25
1993ء	350	2500	40
1994ء	200	2000	30
1995ء (15)	35	1000	6

تصادم کے یہ واقعات صرف ڈھاکہ، راجشاہی، چٹاگانگ، جہانگیر
یونیورسٹی ہی میں نہیں ہوئے بلکہ ملک کے دور دراز حصوں کے عام
پہاڑی علاقے کھاگڑاچھڑی کے کالج بھی "را" کے شر سے محفوظ

درمیان ان جماعتوں کی وجہ سے 250 مرتبہ کالجوں کو بند کرنا پڑا

(بحوالہ روزنامہ انقلاب 26

قیام بنگلہ دیش سے 21 جنوری 95ء تک صرف ڈھاکہ یونیورسٹی

ہو چکی ہیں۔ مرنے والوں میں 20 طالب علم تھے اور مرنے والوں

چھ میں خانگی سے مرے۔ باقی تمام آپس کی لڑائی میں مارے گئے۔

(بحوالہ روزنامہ انقلاب 28

○

راجشاہی یونیورسٹی میں 23 سال میں 23 طلبہ کے مارے جانے کی سنسنی خیز داستان 5
کلی طالب علم تھے۔ قریباً ایک ہزار کمروں کو آگ لگائی جا چکی ہے۔ ایک ہزار سے
گئی ہو چکے ہیں۔ متعدد مرتبہ ایسا ہوا کہ طویل عرصہ بند رہنے کے بعد یونیورسٹی
اور پھر فسادی دوبارہ سے بند کرنا پڑی (بحوالہ روزنامہ انقلاب 14 فروری 95ء)
یونیورسٹیوں میں دہشت گردی اور بدمعاشی کا ماحول پیدا کرنے کے لئے "را"
بڑا بجٹ سرمایہ دار دنیا سے طلبا لیڈرز کو فنڈنگ کرواتی ہے۔ بنگلہ دیش کے بعض
کی وارداتوں سے تو اسلحہ کی منڈیوں میں پہنچ چکا ہے جہاں اسلحہ سمگلر "را" کے ذریعے
کلاشنکوف پہنچایا جا رہا ہے۔

روزنامہ انقلاب کی رپورٹ کے مطابق محترمہ خالدہ ضیاء کی یونیورسٹی کے ہوسٹل
اس وقت 200 خودکار ہتھیاروں سے مسلح طالب علم موجود ہیں جو یہاں سے نکل
کر بھی واردات کرنے کے بعد واپس یونیورسٹی آ جاتے ہیں اس وقت ڈھاکہ
یونیورسٹی ہوسٹل کے تمام ہال میں 30 بنگلہ دیش کے تمام ہال میں 35 نیو ہال میں
جگن ہال میں 35 مجیب ہال میں 35 سر سید ہال میں 30 شہید سہروردی میں 25 اور فضل حق ہال میں
مسلح طلبا قیام پذیر ہیں جن کے پاس دہشت گردوں کے پاس خودکار رائفلیں، پستول،
مشین گن، ہینڈ گرنیڈ اور مشین گن موجود ہیں۔ ان میں سے بعض دہشت
گرد کو عقوبت خانوں کے ذریعے جدید ترین اسلحہ سب مشین گن، مشین گن، مارٹر،
ہاوٹزر آر پی جی راکٹ لانچر، ہینڈ گرنیڈ اور ٹائم بم چلانا سکھایا جاتا ہے۔ یہاں کی ضرورت اور مرنے
کی تعداد کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف ڈھاکہ یونیورسٹی کے
ہوسٹل میں مقیم طلبا کے کمروں میں 200 ہینڈ گرنیڈ موجود ہیں جن میں
سے 200 ہینڈ گرنیڈ غیر طالب علموں کی سپلائی کی ہوئی ہیں۔ موجودہ مسلح طلبا میں سے

URDUFANS.com

(بحوالہ روزنامہ ملت 25 اگست 95ء)

بھارت میں گزشتہ چار پانچ سالوں میں سو سے زیادہ ایسی تنظیمیں وجود میں آ چکی ہیں جو ظاہرا تو بھارتی درس گاہوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے وظائف اور طلبہ کو وہاں داخلہ دلواتی ہیں۔ اس پس منظر میں سنگھ کے سیاستدانوں اور پروپیگنڈسٹ کی یہ خواہش پوری صورت اختیار کر گئی ہے کہ ان کے بچے اور بچیاں غیر ملکی بھارتی درس گاہوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہوں۔ وہ بھارتی درس گاہیں جو غریب اور کمزور طبقوں کو علم سکھانے کے بجائے ان سے مہنگے داموں تعلیم فروخت کرنے کی خاطر قائم کی گئی تھیں۔ آج وہاں ان طبقوں کے دشمن دیش ہی کے نوجوان نسلوں کو سیکولرازم کا زہر پلا کر ان کی روحانی ساکھ کو مفلوج کرنے کے بعد ان کی مادی ضروریات کی تکمیل کی بھی آبیاری کر رہے ہیں۔ ملک کی دیگر درس گاہوں کی طرح یہاں بھی ہندو سنگھ سے وابستہ تنظیموں کی گرفت ہے لیکن اس صورتحال کو حکومت نے نظرانداز کر رکھا ہے۔

"را" نے اب اعلیٰ تعلیم کے لئے بھارتی درس گاہوں کو مختلف شخصیات کے ناموں سے وظائف جاری کرنا شروع کر دیا ہے۔ گزشتہ دس سال میں یہاں 200 مختلف شخصیات کے نام منسوب ہو چکے ہیں۔ ان وظائف کی یہ خوبی ہے کہ اس سے درس گاہوں کو مقدار کا وہ پیمانہ دیا جاتا ہے اور یہاں کا کلچر تبدیل کر دیا جاتا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ بات ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت بھارت کی ان درس گاہوں کو علم سکھانے کے بجائے ان سے مہنگے داموں تعلیم فروخت کرنے کی خاطر قائم کی گئی تھیں۔ آج وہاں ان طبقوں کے دشمن دیش ہی کے نوجوان نسلوں کو سیکولرازم کا زہر پلا کر ان کی روحانی ساکھ کو مفلوج کرنے کے بعد ان کی مادی ضروریات کی تکمیل کی بھی آبیاری کر رہے ہیں۔ ملک کی دیگر درس گاہوں کی طرح یہاں بھی ہندو سنگھ سے وابستہ تنظیموں کی گرفت ہے لیکن اس صورتحال کو حکومت نے نظرانداز کر رکھا ہے۔

بھارت کی جو سب سے بڑی یونیورسٹی ہے کہ جس میں دنیا کے بچوں کو بھی اب تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے۔ بھارت کی جو تاریخ کی قدیم ترین یونیورسٹی ہے کہ جس میں اس وقت 10 لاکھ بھارتی درس گاہوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ایک طالب علم کو ...

تقریباً پانچ ہزار روپیہ ماہانہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔

دراصل ان جدید علموں کے روپ میں "را" بھارت کی اگلی نسل کو ... ہے۔ اس طریقہ سے تیار ہونے والے نوجوان کریک بھارت کی ... سنگھ پالیسی کی طرح جہاں سیاستدانوں کی ایک ایسی جماعت ... بھارت کے بھی مفادات کو ... ہے گا اور جو بھارتی مفادات پر ملکی مفادات کو ترجیح ... ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

... بھارت اور بھارتی درس گاہوں میں نوجوانوں کو دین اور ... گمراہ کرنے کی ہے۔ حالت یہ ہے کہ حال ہی میں ڈھاکہ یونیورسٹی میں ... جدید علوم کے دانش ور نے اس چیز کو ایک فراڈ قرار دیا ہے کہ ڈھاکہ ... بسم اللہ ... اور قرآن کی تلاوت ختم کروائی جائے کیونکہ یہ 1971ء کی ...

URDUFANS.com

ظاہر ہے یہ سوال کیا گیا کہ بنگلہ دیش اپنی حفاظت خود نہیں کر سکتا تو اسے بھارتی فوج
واپس بلانے کا فیصلہ کیسے کر لیتے ہیں کیا قباحت ہے؟
یہ سوال بڑی سنجیدگی سے کیا گیا جس سے "را" کے اثر و رسوخ اور نوجوانوں کی
سوچنے والی پریشر ڈائنگ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔
پاکستان کے خلاف تحریک کے دوران "را" نے بنگلہ دیش کی ذہنی اور پارٹیوں کو
اپنے کام پر لگایا تھا بنگلہ دیش کے قیام کے بعد بھی برقرار رہے ڈھاکہ میں بھارتی ہائی
کمشن میں موجود "را" کے آپریٹرز سیاسی جماعتوں اور لیڈروں سے مسلسل رابطہ
رکھتے اور ان سے خفیہ ملاقاتیں کرتے ہیں۔ "را" کی بنگلہ دیش سیاست میں مداخلت سے
متعلق ایک اہم رپورٹ راقم الحروف نے انڈین ایکسپریس میں لکھی جسے 3 پر پڑھ
کر 1989ء کے "ڈیکسٹر بنگلہ" در 7 مئی 92ء کے روزنامہ نوائے وقت نے شائع کیا اس رپورٹ کے
مطابق "را" نے بنگلہ دیش کی ایک سیاسی جماعت کے رہنما کو چور کروڑ 50 لاکھ روپے
دیئے تھے جو انہوں نے کلکتہ میں 27 فروری 91ء کو ہونے والے الیکشن کے لئے استعمال کی تھی۔ یہ
رقم "را" کے ایک ہائی آفیسر نے ادا کی تھی۔ یہ انکشاف ہوا تھا کہ اس پارٹی کو
انتخابات میں کامیاب نہیں ہو سکی۔
انڈین ایکسپریس کے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ بہت سے سیاسی لیڈروں کو "را" نے شہ شہ
دیا اور یہ شواہد بھی ملتے ہیں کہ بہت سے دانشور، صحافی اور ادیب بھی "را" کی
خدمات حاصل کرتے ہیں۔ یہ انکشاف نئی دہلی میں ہوا تھا۔

"را" کا کمال یہ ہے کہ وہ بنگلہ دیش کی سیاسی جماعتوں میں اپنا اثر و رسوخ
رکھتی ہے۔ ہر سیاسی جماعت میں "را" کے ایجنٹ ہوتے ہیں جو اس کے لئے کام کرتے ہیں
اور یہ ایجنٹ ہر سطح پر ہوتے ہیں۔ بنگلہ دیش میں "را" کے ایجنٹ اتنے طاقتور ہیں کہ جب
چاہتے اپنی مرضی کا گھوڑا جتوا دیتے ہیں۔ اس سے "را" کے
بنگلہ دیش میں اثر و رسوخ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو ایک واقعہ سے بخوبی لگایا

"را" کا سب سے مضبوط مرکز بنگلہ دیش کی وزارت خارجہ میں قائم ہے۔
دیش کی وزارت خارجہ میں "را" کے ایجنٹوں کے لئے ہمیشہ سے نرم گوشہ
رہا ہے۔ کوئی بھی پارٹی اقتدار میں ہو یہاں ہمیشہ "بھارت حمایت" پالیسی
ہے۔ "را" کی وزارت خارجہ میں مداخلت کا اندازہ اس بات سے لگائیے
کہ جب بھارتی مسٹر ماروتی بھائی نے خود بھارت کی وکالت کر کے اس کے لئے
سہولیات کا بندوبست کروایا تھا کہ موصوف اس سے پہلے دہلی میں بنگلہ
دیش کمشنر کی حیثیت سے فرائض سرانجام دے چکے ہیں وہاں انہوں نے کیا گل کھلائے
تھے اب یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔
روزنامہ "نقاب" اپنی 29 جولائی 95ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ بنگلہ
وزارت خارجہ نے بھارتی حکومت کو اس بات کی مکمل گارنٹی دے رکھی ہے
بھارتی مفادات کی ہر ممکن حفاظت کی جائے گی۔ وزارت خارجہ کی طرف سے
کہ بھارت میں مستقبل کوئی تحریک نہیں ہے بنگلہ دیش عوام کو بھی
اس سے بھارتی علاقائی بالادستی آنے کی سب سے بڑی وجہ مانتی ہے۔
حال ہی میں بنگلہ دیش کی سب سے بڑی درآمد میں ایک اہم

URDUFANS.com

جا سکتا ہے کہ حال ہی میں بنگلہ دیش میں شہریت کے متنازعہ کارڈ جاری کرنے کی گئی ہے۔ ان کارڈز کی تیاری اور تصحیح کے لئے بنگلہ دیش کی 60 مختلف فرمیں ٹینڈر داخل کئے لیکن ان سب کو ردی کی ٹوکری میں پھینک کر اس کام کا ٹھیکہ بھارتی فرم کو دیا گیا اندازہ لگایئے کہ اب بنگلہ دیش سے ہر شہری کی تفصیلات کمپیوٹرائزڈ منتقل ہو جائیں گی اور کچھ مخفی نہیں رہے گا۔

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ اس کام کے لئے بنگلہ دیش کی فرموں نے بھی سستے داموں پر کام کرنا چاہا اور بہت طلب کی تھی لیکن ہوا وہی جو "را" چاہتی تھی اب ہو گا یہ کہ "را" بنگلہ دیش سے ہندو اور مسلمان کی الگ الگ لسٹ حاصل کر لے گی اور ہندو ووٹر پہلے ہی سے بنگلہ دیش سے پچھے ہوئے مسلمانوں کو واپس کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں ممکن ہے اس طرح "را" بنگلہ دیش میں مسلمانوں کو واپس بھیجنے میں کامیاب ہو جائے

○

یہ صرف چند مثالیں ہیں ایسی درجنوں مثالیں مزید پیش کی جا سکتی ہیں جن سے ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ بھارت بنگلہ دیش کی نہیں "را" کی حکومت ہے۔

بھارت سے بنگلہ دیش کے قیام کے ساتھ ہی بنگلہ دیش سے زمینی، فضائی اور زمینی راستوں کی سہولت حاصل کرنا بھارت کا دیرینہ خواب تھا جو اب پورا ہو رہا ہے۔ بنگلہ دیش سے بھارت کو ٹرانزٹ سہولت دینے کے لئے بھارت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا پڑے گا۔ اسی طرح بنگلہ دیش سے آنے والے راستوں کو بھارتی ترقی پذیر اور پسماندہ علاقوں میں سیدھی لائن استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ بھارت نے وعدہ کیا گیا ہے راستوں کو استعمال کرنے کے عوض بنگلہ دیشوں کو کوئی ٹیکس ادا نہیں کرنے گے

یہ کوئی نئی انہونی بات نہیں ہے۔ دنیا بھر میں ایسا ہوتا ہے لیکن ہے بڑے

بڑے کے ہاتھ میں یہ بات نہیں ہوتی کہ بھارتی ان راستوں کو صرف تجارتی مقصد کے لئے نہیں بلکہ بنگلہ دیش کے اقتدار اعلیٰ کی تباہی تخریب کاری اور دہشت گردی کے فروغ کے لئے استعمال کریں گے۔ دنیا میں تجربہ اس کا شاہد ہے خیال رہے کہ بھارت کی شمال مشرقی ریاستوں کا مرکز سے ساتھ بھارت کے اندر کی ہندو سوسائٹی رہا ہے۔ جس سے ذریعے پہلے ہی سے بھارتی حکومت نوٹس اور ثقافتی نقل و حمل آسانی سے کرتی رہی ہے۔ اس کے باوجود بھارت بنگلہ دیش کے ذریعے ٹرانزٹ سہولت صرف اس لئے حاصل کرنا چاہتا ہے کہ اسے تباہ کن مقاصد کے لئے استعمال کرے۔

آج کل "را" کے زیر انتظام کے لئے میں زبردست مہم چلا رہے ہیں اور مقامی اخبارات میں ایسے آرٹیکل لکھے جا رہے ہیں کہ حکومت بنگلہ دیش کو آزاد کی مدت کیسے یہ کہا جاتا ہے کہ کرے لیکن ایسا کرنے سے ضرور اس مسئلے کو جان بوجھ کر "را" کے ایجنٹ سے منسوب کیا جا رہا ہے۔ ماضی سے ظاہر ہوتا ہے بنگلہ دیش ابھی تک تو اپنے موقف پر ڈٹا ہوا ہے لیکن مستقبل کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

○

بھارت کی بنگلہ دیش سے متعلقہ دوستی کی سب سے بڑی مثال یہ ہو گی۔ "را" کی طرف سے بنگلہ دیش کے خلاف خصوصاً امریکہ اور یورپی ممالک میں مستقل منفی پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ بنگلہ دیش کی جمہوری حکومت کو ہٹا کر بنگلہ دیش کو فنڈامنٹلزم کی بنیاد پر سے ایک Fundamentalist ملک کی شہرت دلوا کر بنگلہ دیش میں بھی پاکیشیا کو تبدیل کرنا ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے "را" کی طرف سے گزشتہ چند

URDUFANS.com

سالوں سے یورپ اور امریکہ میں مسلسل پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ 1992ء سے بنگلہ دیش یونیورسٹی سے ہیومن رائٹس گروپ امریکہ میں قائم کروائے گئے ذریعے بنگلہ دیش میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا مسلسل پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے کو تاثر دیا جاتا ہے کہ بنگلہ دیش میں اقلیتوں کی زندگیاں غیر محفوظ ہیں اور دوسرے درجے کی شہریوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں حال ہی میں بنگلہ دیش کو ایک اسلامی کے روپ میں متعارف کروانے کی مہم شروع کی گئی ہے۔ جہاں اسلام کے مذہب کے پیروکاروں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا جاتا ہے۔ "را" کی کوشش ہے کہ بنگلہ دیش کا Fundamentalists کی چھاپ لگوا دے۔

8/ اکتوبر 91ء میں "را" نے بنگلہ دیش اقلیتوں کے مسائل پر ایک کروائی جس میں یورپ اور امریکہ کے مختلف شہریوں سے تمام نہاد اقلیتی دانشوروں کرائے۔ جن کے ذریعے بنگلہ دیش کے خلاف خوب زہر افشانی کروائی گئی پریس میں بہت اچھالا گیا۔ اس نام نہاد کانفرنس میں شرکت کرنے والے دانشوروں غیر ملکی تعداد کا تعلق بھارت سے تھا جبکہ دوسرے نمبر پر بنگلہ دیش سے بھی تھے

ڈاکٹر گوپی ناتھ 1970ء میں نقل مکانی کر کے بھارت چلا گیا تھا۔ ہندو بدھ مت کونسل تنظیم کا نمائندہ بن کر اس کانفرنس میں بنگلہ دیش پر برستا رہا۔ اس بھارت کی مختلف تنظیموں کے نمائندے ہندوؤں، بدھوؤں، پارسیوں اقلیتوں کی نمائندگی کرنے کے لئے مدعو کئے گئے۔

92ء کے آخری دنوں میں اسی قسم کی ایک کانفرنس "را" نے امریکہ میں مختلف منعقد کروائیں۔ جس کے ذریعے بنگلہ دیش کے خلاف پراپیگنڈہ کروایا گیا کانفرنسوں اور سیمینارز میں پڑھے جانے والے مضامین کو بھارت کے تمام اخبارات میں نمایاں سرخیوں کے ساتھ شائع کیا گیا۔

"را" کی طرف سے دنیا کے بیشتر فورمز پر عموماً بنگلہ دیشی اقلیتوں کی نام نہاد حالت زار پر مقالہ پڑھنے کے لئے عموماً ایک دو مقرر ضرور بھیج دیئے جاتے ہیں۔ ان کی متعدد مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاں کہیں بھی انسانی حقوق کے بارے کوئی کانفرنس یا سیمینار ہو وہاں "را" کا کوئی نمائندہ ضرور بھیجا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے بھارت کے کروڑہا روپیہ کا بجٹ مختص کر دیا گیا ہے تاکہ یہاں ہونے والے پراپیگنڈہ کو بھرپور انداز سے اجاگر کیا جا سکے۔

بنگلہ دیشی مندروں پر حملوں کی تشہیر کے ذریعے "را" کی طرف سے مسلسل دہشت گردی کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ ان خونریز کارروائیوں میں ملوث دہشت گردوں کو سزا ملنے کی بجائے کھلی چھوٹ دی جاتی ہے اور بنگلہ دیش کی طرف سے ایسے جارحیت کو روکنے کے لئے کیئے جانے والے اقدامات کو دنیا کے سامنے ظالم کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے۔

بنگلہ دیش کے مختلف اخبارات آئے روز ان خونریز کارروائیوں کے متعلق بھری ہوئی تحریروں کی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں۔

اسی طرح بھارت سے کئی سرحدی علاقوں سے بنگلہ دیش کی حدود میں داخل ہو کر کم سے کم 100 مقامات پر بنگلہ دیش کی سرحدوں کے ساتھ ایک بارڈر حیدرآباد سے لے کر اس کا بھی قبضے میں ہے۔ جس میں بنگلہ دیش کے دریا اور سمندر کی بندرگاہ بھی شامل ہے۔ جس میں "فرنی Talapatti" کا جزیرہ بھی شامل ہے جہاں 9 مئی 81ء کو بھارتی آرمی نور سے باقاعدہ قبضہ کر لیا تھا کہ بنگلہ دیش سمندر پر اپنی حدود کی حفاظت کیلئے بہت زیادہ فورس رکھنے کی گنجائش نہیں ہے اس علاقے پر مسلسل بھارتی فوج کے جارحانہ عزائم سے نہیں ہٹا کر "را" سے ہاتھوں قتل کروا دیں۔

URDUFANS.com

آج "را" بنگلہ دیش کی سیکورٹی پلیٹ فارم پر ننگی ہے اور بنگلہ دیش کے عوام اپنے حکمرانوں کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کیسے وہ اس چیلنج کا سامنا کرتے ہیں گے کیونکہ اب بنگلہ دیش میں "را" نے شیخ حسینہ معین کو سر پر اٹھا کر اپنے سلسلے میدان صاف کر لیا ہے۔ جس کی ایک مثال شیخ مجیب الرحمٰن قاتلوں کا مقدمہ ختم کرنے سے چلا کر انہیں بنگلہ دیش عوام کی مرضی سے

بھارتی خفیہ ایجنسی "را" سنٹرل ہیومن انٹیلی جنس کو ایشیا کی سب سے اہم حیثیت حاصل رہی ہے۔ بھارتی سیاستدان اور بیوروکریٹ حلقوں میں خصوصاً اس کا خاصا رعب پایا جاتا ہے۔

26 جون 96ء کو سردار جوگندر سنگھ کی "را" کے ڈائریکٹر بنے جنوری 1968ء میں بھارتی پولیس سروس سے اپنے کیریئر کا آغاز کیا تھا۔ جوگندر سنگھ پہلے ڈائریکٹر "را" کے ڈائریکٹر رہے لیکن حیرت کی بات ہے کہ ان کی ملازمت کے ان گیارہ ماہ کو حکومت نے کیسے برداشت کیا؟ کیونکہ جوگندر سنگھ نے بھارتی پیروکریسی اور سیاستدانوں کے پیروں پر پڑے نقاب نوچ کر اتار دیئے تھے اور پیروکریسی سے اقتدار کے بھارتی ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیا۔

بھارت کی اندرا گاندھی کانگریس کے صدر اور سابق بھارتی وزیراعظم نرسیماراؤ کے درمیان کبھی بھی نہیں بنی۔ بھارتی سیاستدان اندرا گاندھی کی دشمنی کا سلسلہ اگر بیس برس پہلے کے واقعات سے شروع ہوا تھا جس کے چنگاری چھوٹے سے لے کر بھارتی وزیراعظم نرسیماراؤ تک پہنچی۔ شیکھر، سابق وزیراعظم چندر شیکھر، سابق وزیراعظم وی پی سنگھ، چیف منسٹر مدھیہ پردیش ارجن سنگھ، جنتا پارٹی کے صدر سبرامنیم سوامی، ہوم منسٹر انل بی چوان، وغیرہ

URDUFANS.com

کے چیف منسٹر سید انتظ سنگھ، سابقہ ہوم منسٹر بوٹا سنگھ اور دو رجنوں بھارتی وزراء
اراکین، دیوروکرٹس ان کی بیگمات قطار میں لگ کر انتظار کیا کرتے تھے

جو فورس سیکنڈل میں رنسیہ چندر اسوامی کا نام آیا تو اس بات کا تصور بھی
بھارت کا کوئی ناگرک اس پر انگلی بھی اٹھا سکے گا لیکن تی بی آئی نے اسے جیل
دی۔ اس صورتحال سے ایک مرتبہ تو بھارتی میڈیا کو بھی چکرا کر رکھ دیا تھا۔

لوچ شادیاد بہار کے چیف منسٹر ہی نہیں بھارتی سیاست کے اہم ستون ہیں
بھارتی انتخابات میں کانگریس کی اکثریتی حیثیت ختم ہونے سے ملنے والے
Splet Maindate کے بعد تو انہیں بادشاد گر کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔

جوگندر سنگھ سے آئی اعصاب کے ڈاکٹر پر شاد کو نہ صرف بہار کی چیف منسٹر سے
الگ کیا بلکہ جیل کی سیر بھی کروائی۔

تامل ناڈو کی آکرن نیڈی سے لالو کو جسے اس کے صوبے میں کلنٹن دیوی کی
پڑھایا جاتا ہے جیل پہنچانا بھی ان ہی کا حصہ ہے۔

سردار جوگندر سنگھ کے ان "کارنامہ اقدامات" نے بھارتی سیاست اور
کی چولیں ہلا کر رکھ دیں اور حکومت پر ان کی رخصتی کے لئے دباؤ ناقابل برداشت
ہو گیا۔ صورتحال اتنی بگڑی کہ تی بی آئی کے گجرال جیسے شریف النفس وزیراعظم کو
30 جون 97ء کو سردار جوگندر سنگھ کی سی بی آئی کی ڈائریکٹر شپ سے چھٹی کروانی
سردار جوگندر سنگھ کے خلاف اس سے زیادہ حکومت اور کچھ نہیں کر سکتی تھی
وہ ریٹائرڈ ہونے تک سی بی آئی میں اپنی تعیناتی کے گیارہ ماہ کی کہانی
Inside CBI کی کتاب میں لکھی جس کے کچھ اقتباسات پیش خدمت ہیں
سے اس معاشرے کی ایک واضح تصویر ضرور سامنے آ جاتی ہے جس کو ہندو
ہیں۔ سردار جوگندر سنگھ آپ بیتی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

سینٹرل بیورو آف انویسٹی گیشن کا بھارت کے لوگوں کے دلوں میں بہت احترام
ہے اور انہیں اس سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں جب کہ پچھلے چند عشروں میں اس
ان کے بارے سے نفرت تھی اور خوف آتا تھا پہلی بار اس ادارے سے میرا تعلق کچھ
عرصے کے لئے رہا تھا۔ یعنی 1971ء سے 1973ء تک۔ یہاں کا ماحول نہایت گھٹا ہوا
تھا سخت گیر دور تھا افسران کا رویہ نہایت درشت اور آمرانہ تھا۔ اس وقت میں نے
فیصلہ کیا کہ میں یہاں نوکری کروں گا لیکن کبھی بھی میں ہرگز نہ کروں گا۔ اس وقت
میں نے محسوس کیا تھا کہ جو شخص اس ادارے کا سربراہ ہے اسے اس بات کا کوئی احساس
نہیں ہے کہ اس کے ارد گرد کیا ہو رہا ہے ایسا کبھی کبھار ہی ہوتا تھا کہ ڈائریکٹر کسی سے
فون پر بات کرتے۔ مجھے یہ بات نہایت عجیب و غریب لگی کیونکہ یہ رویہ تو ادارے
کے مزاج سے میل نہیں کھاتا تھا۔

بہرحال جب میں ڈائریکٹر ہوا تو میں نے یہ محسوس کیا کہ تی بی آئی کے چال میں
بہت سے سیاستدان آ رہے ہیں ان کے کارنامے بہت گھناؤنے ہیں، زمینی حقائق بدل
چکے تھے۔

میں نے یکم جون 1961ء کو انڈین پولیس سروس جوائن کی تھی اور میری تقرری
میسور میں ہوئی تھی میرے والد ریٹائرڈ ایس پی تھے گاؤں کھنڈیالہ سے نقل مکانی
کر کے آئے تھے اور میری تعلیم کا بیس منظر دیہاتی تھا، مجھے امید نہیں تھی کہ مجھے ان
افسروں کی پہلی کھیپ میں منتخب کر لیا جائے گا۔ میں نے محض اپلائی کیا تھا اور
میرے لئے محض ایک چانس تھا کہ شاید ان کی کوئی نوکری مل جائے گی، لہٰذا میں نے
کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ میں میسور میں تقرری کو اپنی پہلی ترجیح لکھ دیا، کیونکہ میں
1956ء میں ایک تقریری مقابلے میں وہاں سے ہو کر آیا تھا (میں تب) کی نمائندگی کرتے

URDUFANS.com

ہوئے سیسور کیا تھا لہٰذا میں نے سیسور کا نام لکھ دیا۔

مجھے توقع نہیں تھی کہ میرا یہ لاپرواہی کا فیصلہ میری ذمہ داری بن جائے گا۔

جب میری سی بی آئی کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے تقرری ہوئی کہ [illegible] کرنا تھا۔ (کیونکہ پنجابی تھے نہ) کسی پنجابی بولنے والے کا تقرر [illegible] کھاتے میں گیا) کسی نے بھی حقائق پر توجہ نہیں دی کہ میں سیکرٹری کی سطح [illegible] چکا ہوں اور دو دفعہ اپنی کارکردگی پر صدارتی میڈل حاصل کر چکا ہوں۔

کسی نے یہ بھی نوٹ نہیں کیا کہ میں سی بی آئی میں سپرنٹنڈنٹ آف پولیس [illegible] عہدے پر کام کر چکا ہوں۔ کسی نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ میں ہوم و کشمیر افیئرز [illegible] میں اسپیشل ڈائریکٹر آف پولیس کے عہدے پر کام کر چکا ہوں اور اس عہدے [illegible] میرے پاس سینٹرل ریزرو فورس کی کمان بھی تھی، میں نارکوٹکس کنٹرول [illegible] ڈائریکٹر جنرل رہ چکا تھا، پولیس ریسرچ ڈویلپمنٹ اینڈ ریلوے پروٹیکشن فورس [illegible] دونوں کی سربراہی کر چکا تھا۔ کسی بھی شخص نے میری بطور پولیس آفیسر [illegible] کارکردگی کا تذکرہ کرنا گوارا نہیں کیا۔ بس کوشش یہ تھی کہ مجھ جیسے تجربہ [illegible] ایسی تفتیش ادارے کو چلانے نہ دیا جائے جس کی راہ میں رکاوٹ [illegible] کھڑی کی جائیں۔

یہ نوٹ کیا کہ میرے بارے میں تنقید اور طنز کے نشتر چلائے جا رہے ہیں [illegible] خاندان کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کیا جا رہا ہے۔ ایک صبح جب میں صبح کی سیر [illegible] ایک ہندو رسالے نے مجھے کاٹ لیا اس کی خبر اخبارات میں آگئی، جب میں بھی گیا تو [illegible] متعدد اخبارات میں میرے کاٹے جانے کی خبریں شائع ہو گئیں، ان سب کا نتیجہ [illegible] میری نجی زندگی کو برباد کر دیا ہے۔

ہوا کیا؟ یہی کہ میرے عزیز رشتہ دار میرے گھر آنے لگے کہ میں اپنا [illegible] پوزیشن سے کتنا فائدہ پہنچا سکتا ہوں، یہ سب کچھ میرے لئے نہایت تکلیف

دہ تھا۔ جب وہ اپنے [illegible] میں ناکام ہو جاتے تھے تو میرے بارے میں عزیزوں اور دوستوں کی طرف سے یہ درخواست پہنچتی کہ میں ان کے لئے ان کی طرف سے پارٹی کا [illegible] کے لئے اکاؤنٹس بھارتیہ جن سنگھ اور کانگریس سے بات کروں، ان کا خیال تھا کہ کسی [illegible] آئی جو تمام پارٹیوں کی تفتیش کر رہی ہے لہٰذا میرا کہا ہوا ایک لفظ بھی ان کا کام آسان کر دے گا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ سب کی ایک ہی خواہش تھی کہ میں ان سے کانٹیکٹ کروں اور چاہتے تھے کہ میں اپنے پارٹیوں سے ان کے لئے بات کروں، ان میں سے کوئی یہ نہیں جاننا چاہتا تھا کہ میرا اپنا کیریئر کا مسئلہ کیا ہے۔ میں ان سے متاثر ہوں گا، بلکہ میری سرکاری حیثیت کا میرے ادارے کے وقار کا اس سے اختیار کا خاتمہ بھی ہو جائے گا۔ میں ان سب سے کہنا چاہتا تھا۔

میرے چچا نے مجھے جو مشورہ دیا تھا اس سے میں نے عملی خیانت کی۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہر ایک کی بات کھل کر سنو اور دیر ہو یا سویر، کسی نہ کسی طرح اپنے مسائل خود حل کرتے ہیں، یہ کہ ہر ایک اپنے مسئلے کے حل کے لئے ایک چھلنی تیار کرتا ہے بلکہ تمام وقت اس سے زور لگاتے ہیں اور جب اپنے مسئلے حل ہو جاتا ہے تو وہ اس شخص کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس جس تک یہ لوگ پہنچتے تھے اور کسی نہیں، صرف یہ تاکید کرتے تھے کہ ان کا فائدہ پہنچنے سے، اصل آدمی کون ہے؟ جو ان لوگوں سے ملنے سے انکار کرتے تھے مشورے پر عمل کرنے کی کوشش کی ان کی تجاویز کو رد کر دیا اور لوگوں سے کھل کر بات نہیں کی، نرم لہجے میں ان سے گفتگو کی، لیکن جو لوگ مجھ سے کوئی کام کروانا چاہتے تھے ان سے صاف یہ کہا کہ بس آپ مجھے لکھ کر دے دیجئے کہ آپ مجھ سے کیا کرانا چاہتے ہیں۔ میں اپنی سی بہتر کوشش کروں گا۔

لکھنے کا یہ طریقہ مؤثر پر تو لگتا ہے۔ محسوس ہوا کہ جیسے میں دہکتے ہوئے کوئلوں پر [illegible] ہو گیا ہوں۔ میری ایک دوست لیڈر سے ملاقات تھی اس سے ملاقات کے دوسرے

URDUFANS.com

دن مجھے محسوس ہوا کہ میں اپنی آزادی کھو بیٹھا ہوں۔

ایک بار تقریب میں میرا جانا کیا ہوا کہ اس کا مطلب یہ لیا گیا کہ میں نے اس سیاستدان کے ساتھ کوئی مصالحت کر لی ہے اور میری اس حماقت کا خمیازہ مجھے کئی عدالتوں میں بھگتنا پڑا۔

اس دن کے بعد سے میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا کہ میں ایسا کوئی کام نہیں کروں گا جس سے میرا وقار متاثر ہو، لہٰذا 16 اگست 1996ء کا دن ہے اور آج کا دن میری سوشل اور ذاتی زندگی بالکل ہی تبدیل ہو گئی ہے اور آج صرف ایک ہی جگہ ہے جہاں میری سوشل سرگرمیاں ہوتی ہیں وہ ہے میرا دفتر، میرے کام کرنے کی جگہ۔

○

اس نئی طرز کے دفتر میں کام کرنے کے لئے 24 گھنٹے سے بھی زیادہ درکار ہوتا ہے۔ ہر وہ شخص جس سے میری ملاقات ہوتی ہے وہ میرا "مشیر" بن جاتا ہے اور میں اس کے مشوروں پر اس کی سمجھ اور دانش کے مطابق غور کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میرے یہ مشیر مجھے پان والے سے لے کر کسی بڑے کاروباری یا میرے ساتھ کسی مجھ کو پتنگ اڑانے پر چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ رویہ جذباتی نہیں ہے۔ ہر ادارے میں ایسا ہوتا ہے کہ سربراہ کے گرد ایسے حلقہ بنا جاتا ہے جو چاہتا ہے کہ اس کے ملاقاتیوں اور اس کے تعلقات کو کنٹرول کرے۔ اس کے طریقہ کار پر ان کا اختیار ہو۔ چونکہ دوسرے کاموں کی طرح میرا پیشہ بھی لوگوں کو خوش رکھنا ایک عالمی رویہ ہے۔ میں نے پہلے 48 گھنٹوں میں تو یہ سب کچھ برداشت کیا اور پھر میرے کولیگ نے اپنے مشاغل کی ہینگ بلوائی اور کہا کہ یہ ہر شخص کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ ذاتوں کے ساتھ خود آئے۔ فائل کو چپراسی کے ہاتھ بھجوایا جائے اور میں اسی کے ذریعے آپ کو آرڈرز / ہدایات دے سکوں گا۔ میں کسی بھی پارٹی کی وضاحت کے لئے آپ میں سے جس کو ضروری سمجھوں گا خود بلاؤں گا۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ سب لوگ اپنا کام کریں نہ کہ اس طریقے سے اپنا وقت ضائع کریں۔ یہ حقائق کو صرف فائلوں پر نظر آنا چاہئے کہ ان کا تذکرہ بحث مباحثہ کے ذریعے کیا جائے۔ میں نے اپنے پچھلے دور میں دیکھا کہ چند لوگوں نے ادارے کے سربراہ کے وقت پر اپنی سوچ قائم کر رکھی ہے۔ لہٰذا وقت بے وقت وہ صورتحال سے ناجائز فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ میں ان لوگوں سے دور رہنا چاہتا تھا۔ حد یہ کہ سینئر افسران بھی بغیر وقت لئے کبھی مجھ سے ملاقات کریں۔ کیونکہ اس طریقے سے میرا شیڈول متاثر ہوتا تھا۔ ان کی اپائنٹمنٹ فائلیں مجھے چونکانے کے لئے ہوتی تھیں۔

یہ میرے احکام تھے کہ میں انہیں چونکاؤں۔

ایک بہت اہم کیس تھا جو میرے ہاتھ میں تھا۔ بہت سی سینئر افسران پر مشتمل خصوصی ٹیم تشکیل دی گئی تھی۔ تفتیش کے اختتام پر مجھے اس کا خلاصہ پیش کیا جانا تھا۔ اس موقع پر گواہ موجود تھا اس موقع پر میں نے ایک غیر اعلان شدہ دورہ کیا تو مجھے معلوم ہوا وہ شخص تو موقع پر تھا ہی نہیں اور کسی کو تو آدھے رستے میں چھوڑ دیا تھا۔ میں نے سمجھا تھا کہ میں اس کے کہنے پر یقین کر لوں گا اور اس نے دوسروں کی بھی صفائی پیش کرنے پر رضامند تیار کر لی۔ مجھے توقع تھی کہ وہ اس موقع پر خود موجود ہو گا تاکہ اس کے اعلیٰ عہدیداروں اور وزیروں سے تفتیش کی جا سکی ہو گی۔ لہٰذا میرے پاس اپنے آپ کو روکنے کا راستہ رہ جاتا تھا کہ میں ان افسران سے خود گفتگو کروں جنہوں نے ابتدائی تفتیش کی تھی اور سوالات کئے تھے۔

میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ لوگ کس طرح دوسروں کے کئے ہوئے کام پر اپنا حق جتاتے ہیں۔ ایک دوسرے قصے میں، میں نے ایک کیس کے سلسلے میں جو بھیجے میں

URDUFANS.com

الجھنوں میں پڑا ہوا تھا اپنے ساتھی ہوا کھنڈ ڈائریکٹر کو ہدایت کی تھی کہ اس کی پھر فی الحال
اندازہ ہو سکے۔ وہ مجھے اس کیس کے بارے میں کچھ بتانے سے ہچکچا رہا تھا۔

میں نے اس سے کہا تم کس قسم کے آفیسر ہو کہ ایک کیس تمہارے زیر نگرانی ہے
اور تم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہو۔ اس نے مجھ سے کہا کہ سر میں بھی میں
چیف ہوں اور سپرنٹنڈنٹ انچارج راولپنڈی ریجن کا کام کر رہا ہے۔ مجھے بالکل اندھیرے میں
رکھا ہے وہ سر سے جو اکنڈ ڈائریکٹر کو جواب دے رہا ہے خود بھی میں ہیڈ آفس سے ہی
کر تو میرے ہوش اڑ گئے کہ سی بی آئی کا ایک جوائنٹ ڈائریکٹر جو عہدے میں ایڈیشنل
انسپکٹر جنرل آف پولیس سے برابر ہے اسے اپنے علاقے میں کام کرنے کی اجازت
حاصل نہیں ہے۔

○

یہ صرف کوہاٹ ہی تھا جس سے دلی سے پوچھا گیا تھا کہ اس کے علاقے کی
صورت حال کیا ہے؟ ہوا یہ تھا کہ تمام شہر کی علاقوں کے جوائنٹ ڈائریکٹرز کو ایک
آرڈر دیا گیا تھا لیکن مجھے دورہ کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ آرڈر ابھی تک جاری نہیں کیے
گئے۔ واپس آنے پر مجھے معلوم ہوا کہ اس افسر نے وہ آرڈر جاری ہی نہیں کیے
ہیں جس کو یہ آرڈر جاری کرنے کی ہدایت کی گئی تھی، ہیڈ سی بی آئی کے ڈائریکٹر کے
احکامات کو نظر انداز کرنے کی عقلمند عملی اختیار کی گئی تھی۔

در حقیقت یہ تو محض ایک ٹریلر تھا۔ دوسرے واقعات اس سے بڑھ کر تھے۔ ایک
ایسے کیس میں جو ریلوے کی وزارت سے متعلق تھا۔ ڈائریکٹر نے وزارت کے موقف
سے اتفاق کیا تھا لیکن متعلقہ افسر نے فائل اپنے پاس رکھ لی۔ اس کے پاس اس
بات کا یہ جواز تھا کہ اس کے نقطہ نظر کو تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس نے احکامات کو قبول

کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ بات میرے نوٹس میں اس وقت آئی جب ریلوے بورڈ کے
چیئرمین نے مجھے ٹیلی فون کیا اور معلوم کرنا چاہا کہ اس کے حکم کا کیا حشر ہوا ہے مجھے یہ
معلوم کرنے میں بہت دقت ہوئی کہ فائل ایک سیکشن سے دوسرے سیکشن میں بلا جواز و
ضرورت سفر کر رہی ہے۔ میں نے ان افسران سے جو دفتری معاملات کے ذمہ دار
تھے کہا کہ اس حرکت کے مرتکب لوگوں کے خلاف ضابطے کی کارروائی کی جائے۔
لیکن کسی کی مجال نہ تھی کہ ایسا نہیں ہونے دیتا بلکہ اس حرکت کے ثبوت صاف کیے جاتے رہے
اور سب ایک دوسرے کی کھال بچانے میں مصروف تھے۔ ایک اور سرکس میں
ایسے افسر سے دوسرے افسر کی جگہ پر تبادلے پر جانے سے انکار کر دیا کیونکہ اس طریقے
سے اس افسر کی مدد کرنا مقصود تھا جو یہ سمجھتی کہ مذکورہ افسر تھوڑے ہی عرصے میں
اپنی مدت پوری کر چکا تھا۔ اس کا موقف یہ تھا کہ وہ اپنی جگہ کسی کو بطور نمائندہ آفسر
کے دست نگاہ نہیں ایسے کیس ہمارے اختیار میں پڑا ہوا ہے۔

ایک اور کیس میں ایک افسر صاحب سرکس میرے زبانی احکامات کی بنا پر 3 ملین
روپے کی ڈیوٹی ریکوری کی تشخیص کر رہے تھے۔ لیکن انہوں نے مجھے کوئی رپورٹ
نہیں دی۔ نتیجہ بالکل صفر تھا جب میں نے ہار کر ان کی تبدیلی کا کہا۔ میں بھول گیا تھا
کہ کوئی رپورٹ آپ کو کرنی ہے۔ اس معاملے پر کوئی مہر جاتے ہے خدا اسی طرح کا
کیس اور واقعہ مجھے یاد آیا کہ ایک صاحب کو کیس کی انکوائری کے لئے امریکہ بھجوایا گیا
تھا اس پر امید تھی کہ موصوف ایک رپورٹ دیں گے اور کیس کی ڈائری لکھیں گے
لیکن دو سال تک انہوں نے ایسا کوئی کام انجام نہیں دیا۔ بھی سے ایک دوسرے میں یہ
دستور سے ظاہر ہے کہ ڈی جی انہیں رپورٹ لکھنے کے لئے دوبارہ بھیجا گیا اور وہاں وہ
"ترقی" سے پیار ہو گئے اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ دو مہینے "پیار" رہے۔ اور
واپسی پر ڈی جی نے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کی۔

Scanned and PDF Waqar

URDUFANS.com

اشوک، ہمبھنڈری کے ایک کیس میں دو افسران کو چند تحقیقات کے لئے بھیجا گیا۔ ایک ہفتے کے اندر ہی دونوں افسران اپنے اسٹیشنوں پر واپس آ گئے تھے۔ دہلی اور بنگلور واپسی کے لئے ہوائی جہاز کا استعمال جواز تراشے ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا اور نہ ہی ایک ڈیسک سے دوسری ڈیسک سفر کرنے والے۔ مجھے ہیڈ کوارٹر پولیس کا ہمیشہ دہلی بھی یاد ہے جو دہلی سے 2 ہزار کلو میٹر دور (شمال مشرقی علاقے) میں تعینات تھا اسے چار ٹائم شیٹ تبدیل کی گئی کہ اس نے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا ہے لیکن کیا ہوا؟ اس کے خلاف کچھ بھی نہ ہو سکا۔ اس کے سینئر افسران نے بھی اس کے خلاف کوئی رپورٹ نہیں لکھی۔

مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میں اس ادارے میں کچھ بھی نہ کر سکوں گا۔ میں نے حقیقت تسلیم کر لی تھی کہ اس نئی آئی میں کسی بھی قاعدے، ضابطے کا وجود ہی نہیں ہے۔ میں نے ایڈیشنل سیکرٹری افسران کی فہرست مانگی کہ کس کا تقرر کہاں پر ہے اور کب سے ہے انہوں نے کس اسٹیشن پر کتنا عرصہ گزارا ہے۔ دو مہینے تک کوئی رپورٹ میرے سامنے نہیں آئی۔ ظاہر ہے یہ سب کچھ انتظامیہ افسران کی زبردست نگرانی ہو رہا تھا۔ میں نے پہلا حکم جو جاری کیا وہ یہ تھا کہ تمام انتظامی معاملات کی میں براہ راست نگرانی کروں گا۔ ادارے کے سربراہ کی حیثیت میں میرا یہ فرض تھا اور ادارے کی تمام تر ذمہ داری بھی مجھ پر تھی کہ معاملات کو درست سمت میں رکھوں بار بار احکامات جاری کرنے کے بعد جو پہلی فہرست میرے سامنے آئی اس میں سب کچھ خوفناک حقائق سامنے آئے۔

یہاں ایک بات کا ذکر کر دیا جائے کہ انتظامی افسران کو ایک خاص مدت سے زیادہ کسی ایک جگہ نہیں تعینات کیا جاتا کیونکہ زیادہ عرصے تعیناتی کے نتیجے میں انتظام ہو انتظامی میں دخل ہو جاتا ہے اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔) افسران کی فہرست

میرے سامنے تھی میں سر پکڑ کے بیٹھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ پندرہ آئی پی ایس افسران جن میں اٹھارہ پولیس سروس کے افسران بھی شامل تھے انہوں نے دہلی میں زیادہ سے زیادہ چار سال کا عرصہ گزارا ہے اسی طرح کچھ افسران ایسے ہیں جو سب انسپکٹر یا کانسٹیبل بھرتی ہوئے تھے اور سپرنٹنڈنٹ پولیس بنے اور یہ سارا عرصہ انہوں نے دہلی کے سوا کہیں اور نہیں گزارا اور یہ عرصہ دس سے 34 سال کا تھا۔ جن کچھ لوگوں نے 20 سال سے ایک اسٹیشن پر تھے کچھ 34 سال سے یہ لوگ تو کانا سے کہیں نہیں۔ افسران کا کہنا ہے۔ "ہمیں اپنے کیریئر کا تمام عرصہ دہلی میں ہی گزارنا ہوتا ہے مگر ایک اسٹیشن سے دوسرے اسٹیشن میں ایک ہوائی سے دوسری ہوائی میں۔ مگر دہلی سے باہر نہیں گئے جو افسران کا نیا پوسٹنگ رپورٹ لکھا کرتے ہیں وہ اس کی ایک نقل کی ہائی کورٹ کے متعلقہ جج پر بھی بھیج دیتے۔ انہیں اس بات کا ذرا بھی احساس نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ ان کے اس عمل سے ادارے کو کیا نقصان پہنچے گا۔ بس ان کا پروموشن وقت پر ہوتا رہے۔

اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے میں نے سوچا کہ پہلے ایک ٹرانسفر پالیسی بنائی جائے جس کا اطلاق سختی پر ہو یکساں طور پر مجھے سینئر افسران کی طرف سے یہ پیغامات لوگوں کی شہر سے باہر پوسٹنگ کر کے آپ اپنے لئے مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔

مجھے نصیحت کی گئی کہ اس مسئلے کو نہ چھیڑا جائے کیونکہ پھر بہار اسٹاف میں تمہارے خلاف علم شروع ہو جائے گی کیونکہ برسوں سے دہلی میں بیٹھے ان افسران کے اخبارات سے تعلقات گہرے ہو چکے ہیں۔ ان تمام مشوروں اور نصیحتوں کے برخلاف میں نے ٹرانسفر پالیسی کا اعلان کر دیا اور اس کے اطلاق کی تیاری بھی شروع کر دی۔ پہلے مرحلے پر میں نے انڈین پولیس سروس کے سینئر جوائنٹ ڈائریکٹر صاحب کا تبادلہ کیا جو برسوں سے دہلی میں براجمان تھے۔ ان کو ان کے ادارے میں واپس بھیجنے انہوں نے اپنی

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

ی کوشش کرو ان کہ کسی طرح آرڈر واپس ہو جائیں، مجھے ہوم سیکرٹری سے ان کی سفارش کی، سی بی آئی کے ڈپارٹمنٹ آف پرسونل، ایڈمنسٹریشن اور ہیومن رائٹس ہر شعبے نے معمولی کی سفارش کی کہ انکوائری واپس بلا لی جائے۔ بہرحال میں نے وزیر اعظم دیوگوڑا سے کہا کہ ایک شخص جس نے سی بی آئی میں خلاف ضابطہ دس سال سے زائد عرصہ گزارا ہے میں اسے واپس بھیج دیا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ واپس آکر اسے واپس بلا لوں، پھر سی بی آئی کے سربراہ کی حیثیت کیا رہ جائے گی؟ بہرحال دیوگوڑا نے مداخلت کی اور پھر کہیں جا کر اس افسر کا تبادلہ ہوا۔

ہاکی تعصب کے بیج انگریز چھوڑ گئے مگر دل کے افسران کا تہہ سے پیچھا کرنا چاہتا تھا لیکن مجھے پہلی سی بی آئی کے مستقل افسران کی جانب سے انتقامی کارروائیوں کا ڈر دامن گیر رہا۔

مذکورہ افسر کو خدا حافظ کہنے کے بعد میں نے دوبارہ سی بی آئی کی معاملہ بندی کا از سر نو جائزہ لیا۔ جو دلی میں 14 سے 24 سال تک براجمان تھے۔ ان افسران کا کہنا تھا کہ وہ اس پوسٹ کے لئے نہایت اہل ہیں۔ لیکن میرے سامنے میں یہ بات تھی کہ کسی بھی شخص کا یہ دعویٰ نہیں ہو سکتا کہ وہ تمام عمر ایک ہی سٹیشن پر رہے گا۔ چنانچہ ان افسران کے حمایتی پورے زور سے مختلف اخبارات میں خبریں شائع کروانا شروع کر دیں۔ وہ خبریں جو صرف سی بی آئی کے اندر کی تھیں۔ انتظامی معاملات کی تھیں، لیکن اخبارات کے لئے یہ خبریں ہاٹ مسالہ تھیں۔ ظاہر ہے یہ خبریں اندر سے ہی جا رہی تھیں۔ چنانچہ اس مقام پر میرے لئے یہ بہت مشکل ہوا کہ میں ان کے عجیب و غریب سوالات کا سامنا کر سکوں۔ میں نہ تو سمجھا سکوں کہ ڈائریکٹر کسی افسر سے انتقام نہیں لیتا اور نہ ہی اس کی صلاحیتوں سے انکار کیا جا سکتا ہے۔ انکوائری پالیسی اپنائی تھی کہ مرکز میں ہر ایجنسی کو اپنے تواعد و ضوابط کے مطابق چلنا چاہئے۔

میں نے سی بی آئی میں یہ دیکھا کہ تاخیری حربے بہت استعمال کئے جاتے ہیں اور میں تاخیر کی حربوں سے بہت سہم چکا ہوں۔

سی بی آئی نے نوکر شاہی کا روپ اختیار کر لیا تھا۔ جو ہر چیز اعلیٰ سطح تک پہنچے گی اور غیر معمولی سے کام میں بھی افسروں اور مینیجمنٹ لگ جائے ہر کیس کی کاغذی کارروائی اتنی ہوتی کہ فائل سوٹی ہوتی چلی جاتی ہے۔ سرکار اور اس کے ادارے معلوم ہوتا کہ محض کاغذوں کے زور پر ہی چل رہے ہیں۔ لیکن بعض معاملات میں تو تاخیری حربے فائل پر داشتہ ہوتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ ادارے کی 20 سے 30 فیصد اسامیوں میں سال کے اندر ایک اچھا تفتیشی افسر بنتا ہے اور پھر ہوتا یہ ہے سال بھر میں صرف 4 سے 5 مالی کیس دیکھتا ہے جس میں عموی کرپشن کا معاملہ ہوتا ہے۔ 1.75 کیس جو اقتصادی معاملات سے متعلق ہوتے ہیں۔ یہ معیار تو قومی پولیس کا کردگی کے معیار سے کمتر ہے اور سی بی آئی جیسے ادارے کے لحاظ سے یہ تاخیر میں شمار ہوتا ہے لیکن سی بی آئی میں ایسا ہی تھا حالانکہ قومی پولیس کو وہ سہولیات حاصل نہیں ہوتیں جو سی بی آئی کے تفتیشی افسر کو حاصل ہوتی ہیں۔ ذرا سوچئے کہ ایک فائل پر دو سال لگ جائیں یہ سب کچھ حاصل ہونے کے باوجود کارکردگی صفر۔ بالکل فراڈ کے ایک کیس کی تفتیش کے لئے میں نے بنگلور برانچ کا دورہ کیا۔ تو میں نے دیکھا اس برانچ میں 10 ڈی سپرنٹنڈنٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کا تعینات ہیں یہ تو ان کیلئے خواب ہوا اور پھر اتنے افسران کی موجودگی میں

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

ہر کام میں آئی تاخیر!

سی بی آئی کے معاملات صرف باہر والوں کے لئے سخت نہیں ہوتے بلکہ اپنے اندر بھی سخت ڈسپلن کی طلب گار ہوتی ہے۔ اس کے افسران سے اعلیٰ درجے کی حب الوطنی اور دیانتداری کی توقع کی جاتی ہے۔ لہٰذا ہر جگہ پر کڑی نظر رکھی جاتی ہے۔ یہ کام اندرونی پولیس کے افسران کرتے ہیں۔ اس یونٹ کے افسران صرف ڈائریکٹر کو رپورٹ کرتے ہیں اور محض چند ہی لوگ ان کے کام سے واقف ہوتے ہیں۔ ان کے صرف ان کاموں کی شہرت یا تذکرہ کیا جاتا ہے جس کی ڈائریکٹر منظوری دے دے۔ اس یونٹ کا سیکیورٹی کا پورا سسٹم جو تمام ملکہ معظمہ صرف سی بی آئی کے افسران اور اہلکاروں پر نظر رکھتا ہے بلکہ ان لوگوں پر بھی جو ان سے رابطہ رکھتے ہیں یا دوسرے محکمے کے افسر ہیں۔ یہ شعبہ دوسرے محکموں سے رپورٹ حاصل کرتا ہے اور حکومت کو ہونے والے اقتصادی مالیاتی نقصانات مالی بدعنوانیوں کے اسباب کو تلاش کرتا ہے۔

سی بی آئی کے بارے میں یہ غلط فہمی عام ہے کہ یہ ایسا ادارہ ہے جسے چھاپہ مارنے کی اختیار حاصل ہے کہ جو چاہے کر سکتا ہے جس کو چاہے پکڑ سکتا ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ اس کا دائرہ کار واضح طور پر متعین ہے۔ یہ ان تمام معاملات پر تحقیق کر سکتی ہے جو دہلی اسپیشل پولیس اسٹیبلشمنٹ ایکٹ میں بیان کئے گئے ہیں۔ ہم اپنے اندر بھی جھانک کر دیکھتے ہیں کہ یہاں کتنے معاملات ہوتے ہیں۔ سی بی آئی نے اپنے ایک ذمہ دار آفیسر کے خلاف بدعنوانی کے الزام میں پکڑا۔ اسی طرح کئی چھوٹے اہلکار بھی رشوت کے الزام میں پکڑے گئے۔

سی بی آئی کو کوئی آزادی حاصل نہیں ہے۔ اسی لئے اس کے بجٹ پر حکومت کو مکمل اختیار حاصل ہے۔ حکومتی منظوری کے بغیر ایک گاڑی بھی خریدی نہیں جا سکتی، لہٰذا بھی کبھی تفتیشی افسر ایک عجیب و غریب صورتحال کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی لئے جب کوئی عدالت سی بی آئی کو کسی اہم معاملے کی تفتیش کا حکم دیتی ہے جس میں حکومت ملوث ہو تو اس کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ حکومت کی جانب سے کیا سہولیات میسر ہیں اور اس کا دائرہ اختیار کہاں تک ہے۔ کیونکہ ابھی تک کسی بھی حکومت نے تفتیشی افسر کی مدد کرنے میں کوئی کمی نہیں کی بلکہ نہ صرف اس کی مدد نہیں کی بلکہ اس سے اس حکومت کے اعلیٰ اہلکاروں نے رکاوٹیں کھڑی کی ہیں۔ سی بی آئی کے افسران نے بھی ان معاملات میں کبھی زیادہ دلچسپی لینے کی کوشش نہیں کی وجہ صرف یہ تھی کہ یہ حکومت کا حصہ ہے۔

میں نے اس صورتحال کا گزشتہ 36 سال سے مشاہدہ کیا ہے۔ میں نے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے اعلیٰ سطح پر بات کی۔ کیونکہ ہر حکومت کی ذمہ داری تھی [illegible] میں نے کئی بار سی بی آئی کی توہین کی ذمہ دار وزیر اعظم اس ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ [illegible] میں نے سی بی آئی کے سربراہ کا عہدہ سنبھالنے کے دو ماہ بعد ان سے ان مسائل کا [illegible] انہوں نے مجھ سے اتفاق کرتے ہوئے ایک میٹنگ کا اہتمام کیا۔ اس میٹنگ میں کابینہ سیکرٹری نے مسائل کے حل کے لئے اتفاق کیا۔ لیکن ایک سینئر بیوروکریٹ کا خیال تھا کہ ضرورت تھی وزیر اعظم کو اس میٹنگ کے بلانے کی کہ سی بی آئی کو کن رکاوٹوں کی ضرورت ہے۔ یہاں کئی معاملوں کو پیش کرنا ہے۔

یہ وزیر اعظم کے حل کرنے کے مسئلے نہیں ہیں۔

میں نے نہیں بتایا کہ یہ مسئلے گزشتہ تین سال سے سول ڈیپارٹمنٹ میں التوا میں پڑے ہوئے تھے اور میں انہیں حل کرنا چاہتا ہوں اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ سی بی

scanned PDF Waqar

URDUFANS.com

آئی کو دھنگ سے چلانے کے لئے ہر سال مزید رقم کی ضرورت ہے جو میں
کروں گا۔ میں ان چوروں کو جیل کے اخراجات کی وجہ جانتا تھا۔ وہ وزیر اعظم
نہیں کر سکتے تھے اس لئے کہ گزشتہ کئی سالوں سے وہ بی سی آئی کے ڈائریکٹرز
کو چن پست ڈالتے چلے آ رہے تھے۔ بہر حال اس میٹنگ کا نتیجہ چھ ماہ میں
تجاویز سامنے آیا۔ کچھ فائلوں پر انٹرنل فائنانس ڈویژن میں گرد پڑتی رہی اور
غصے کا شکار ہو گئی۔ بی سی آئی اپنے دفاتر کی مد میں ہر ماہ 6 لاکھ روپے کرایہ ادا کر
اور جو طریقہ کار چیئرمین میمرز نے اپنایا تھا۔ وہ قائم برداشت تھا۔ حالانکہ بھٹو
بی سی آئی کی عمارت کی تعمیر کے لئے زمین شروع کیا تھا گزشتہ 20 سال سے
لاکھوں روپے اس مد میں خرچ ہو چکے تھے لیکن حکومت میں شامل کئی لوگ اس
کی تعمیر سے اتفاق نہیں رکھتے تھے ان کا خیال تھا کہ یہ پیسے کا ضیاع ہے۔ لہٰذا بی سی آئی
ہر قسط پیش کی جانے والی ہر تجویز کو رد کیا جاتا رہا۔ بجٹ کے لئے مشکل پیش
پر خالی پیالہ واپس لے کر آنا پڑتا۔ جواب ملتا ہم اس کا جائزہ لے رہے ہیں مگر حکومت
دیتے رہا دیا جاتا۔ اسی طرح یہ معاملات سالوں میں بھی جاری رہتے حکومت
کے پانچ سال کے ڈائریکٹر کے حیثیت سے گئے 1973ء سے 1978ء تک
صورت حال کا سامنا کرتا رہا۔

اتفاق کی بات ہے دونوں واقعات میں دنیا ایک تھا جنہوں اس راستے میں
گڑی کردار ادا کیا تھا۔ بشول میرے مسٹر سیشن چندرن وزیر اعظم دیوگوڑا کے
پرنسپل سیکرٹری تھے۔ کرناٹک میں وہ فنانس سیکرٹری تھے اور میں پانچ سرویئر کا
ڈائریکٹر۔ انہوں نے مجھے سمجھایا کہ اگر میں پانچ سرویئر کے ڈیپارٹمنٹ کو بڑھانے پر
زور کروں گا تو سروے ڈیپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر یہ مطالبہ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا حکومت
پانچ ڈائریکٹر تعینات کرتی ہیں۔ یہاں ان سے یہ دور کل تھے کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ
ایک سے کوئی تعاون سلوک کرتا ہے۔ وہ کسی ادارے کو دوسرے ادارے پر ترجیح
دیتا ہے۔

میں محسوس کرتا تھا کہ کئی معاملات میں تحقیق کے لئے بی سی آئی کے افسران کو
بیرون ملک بھیجنا ضروری ہے۔ کیونکہ مال بردار جہازوں میں موشہ افراد اپنے ملک سے باہر
جاتے ہیں۔ لہٰذا میں نے بی سی آئی کے دفتر لندن نیویارک اور سوئٹزرلینڈ میں
تجاویز پیش کرنے کے لئے کہا۔ ان میں دفاتر پر تقریباً 2 ارب روپے سالانہ
اخراجات تھے۔ میں نے 150 کروڑ سالانہ تھا۔ لہٰذا میں نے فنانس منسٹر کو دلائل دیئے اور کہا۔ یہ
حکومت کو ضرور تسلیم کرنا چاہئے۔

URDUFANS.com

میرا خیال تھا کہ فائل ایسا راز نہیں جسے بچانے کے لیے اصولوں پر کاربند رہا جائے۔ لگن میرے ایک ساتھی کا کہنا تھا کہ یہ خیال دل سے نکال دینے کے حکومت میں کوئی بھی شخص بچت اور احتیاط سے خرچ کرنے کا عادی نہیں ہے۔ یہ آپ دیکھ لیجئے گا مارچ کے آخری ہفتے میں 31 مارچ کو رقم جاری کر دی جائے گی جو مالی سال کا آخری دن ہوتا ہے یہ بات افسوسناک ہے مگر ہے حقیقت۔ ایک دن یا ایک ہفتے میں ادارے کیا خرچ کریں گے....

اس الزام پر تو بی آئی اے کے سربراہ میں نہیں کر سکتی کہ اس کے پاس اختیارات کی کمی ہے۔ اس پر عشری آف فائنس کے افسران کو سزا بھی نہیں دی جا سکتی۔ جانا کہ یہ سراسر قواعد و ضوابط کی صریح خلاف ورزی اور جرم ہے۔ بی آئی اے اگرچہ براہ راست وزیراعظم کی ماتحت میں کام کرتی ہے لیکن وہ بھی اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتے میرا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ وزیراعظم نے کسی تجویز کی منظوری دے دی تو وزارت خزانہ نے اس تجویز کو مسترد کیا نہ کیا لیکن معاملہ سرد خانے میں چلا گیا۔ مجھے یہ لفظ فہمی رہتی کہ ہو سکتا ہے وزیراعظم نے ہی خود روک لیا ہو۔ لیکن صاحب بات یہ ہے کہ جب تک وزیراعظم کے قبیلے کا کوئی فرد اس معاملے میں شریک نہ ہو اسے فائدہ پہنچ رہا ہو وہ کسی کی کوئی رقم جاری نہیں کر سکتے ہیں۔ پھر وزیراعظم کو کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کیا احکامات صادر فرمائے تھے اور ان احکامات کا کیا حشر ہوا؟

○

ڈائریکٹر جی بی آئی کی تو وزیراعظم سے مستقل ملاقاتیں رہتی ہیں وزیراعظم کو یاد دلا سکتے ہیں کہ ان تجاویز پر عمل کیوں نہیں ہوا۔ آخر ان ادارے کا یہ حشر کیوں ہوا؟

میں نے اپنے پیش رو سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس موضوع پر میں ایک بار نواز شریف وزیراعظم سے ہوئی تھی وہ کچھ پندرہ منٹوں کے لئے اور میں ایسے موقع پر ان سے شکایت کر بیٹھتا تو وہ مجھے آئندہ ملاقات کا وقت ہی نہ دیتے۔ میرے نزدیک یہ بہت بڑا جواز تھا۔ میری منطق تو یہ کہتی ہے کہ اگر ادارے کو کسی چیز کی ضرورت ہے تو اس شخص کے علم میں ضرور لایا جائے جو اس ادارے کے اعلیٰ سطح پر معاملات کا ذمہ دار ہے اس کا فرض ہے کہ ادارے میں کام کے سلسلے میں مستعدی کو برقرار رکھے اور میں اپنے لئے تو کچھ نہیں مانگ رہا میں بہرحال مطمئن تھا۔ میں نے بہت سے معاملات اعلیٰ سطح تک پہنچا دیئے تھے۔

1996ء میں سپریم کورٹ بورڈ کی بائی کورٹس نے 202 کیسز بی آئی کو تفتیش کے لئے سپرد کئے۔ دوسری بائی کورٹس کی طرح پنجاب بائی کورٹ سے 44 کیسز رجسٹر کئے جن میں مبینہ طور پر 950 کروڑ روپے لوٹے گئے تھے۔ جو بعد میں چار واٹیگیٹل کیسز کے نام سے مشہور ہوا۔ معزز عدالت اس حلقہ سے کی تیز رفتار تفتیش چاہتی۔

لہٰذا حکومت کو مارچ اور اپریل میں اس معاملے کی جانچ کے لئے تفتیش کمیٹی بنانے کی ضرورت پیدا کرنے کے لئے تجویز بھیجی گئی۔ اس معاملے کو طے کرنے میں 8 ماہ لگے۔ کمیٹی بھی میں جو معزز عدالت کے علم میں لائی گئیں۔ لہٰذا میں نے یہ کہا کہ دوسری تمام جگہوں کے اپنے معاملے کو جلد کرنے کے ساتھ اس معاملے کو نمٹایا۔ لیکن شاید اتنی جلدی سے تفتیش مکمل نہیں ہوتی کیونکہ منظوری کے بعد تقرریاں ہونے میں بھی عرصہ لگ جاتا۔

بی آئی اے کے بارے میں کہ چند بڑی بڑی سرخیوں کے ساتھ تعریف شائع کی جاتی ہیں لیکن اپنی افرادی قوت کے لحاظ سے یہ بہت چھوٹی ایجنسی ہے اس میں صرف چار ہزار سات سو کارکن ہیں اور جنوری 1997ء میں یہ قوت چار ہزار سے بھی کم تھی۔

Scan and Pdf by Waqar

URDUFANS.com

کیونکہ صرف ڈی ایس پی اور انسپکٹر ہی کسی کیس کی تفتیش کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اس نے ہر ضلع کے پولیس کے لئے یہ احکامات جاری کئے کہ سال میں کم از کم ایک کیس کی تفتیش تو ایس پی صاحب کریں اور کسی معاملے کی انکوائری کرنی ہے اس کی منظوری پہلے سے ہو گی تفتیش کن خطوط پر کی جائے گی اس کا تعین اعلیٰ افسران بشمول ڈسٹرکٹ کورٹ کریں گے۔ اس کا انحصار کیس کی اہمیت پر ہو گا۔

○

ڈسٹرکٹ کورٹ کی آئی کی حیثیت سے میں تمام اہم کیسز کا جائزہ لے رہا تھا۔ سولہ کروڑ مقدمات کے جن کی تفتیش کے لئے عدالت نے ڈی پی او آفس کے افسران کا تقرر کیا اس مقدمے جہاں خصوصی مورچہ سنانے الزام لگایا کہ لاکھ سجاد کے چار ارکان کو 1993ء میں ریسیما راؤ گورنمنٹ کی حمایت میں ووٹ دینے کے لئے رقم دی گئی تھی۔ اس کے مقدمے کی تفتیش کے لئے دیال ہائی کورٹ نے ایک ڈی آئی جی دو ایس پی حضرات کو کورٹ آفیسر کے طور پر مقرر کیا اور کہا کہ وہ پندرہ دن کے اندر عدالت کو اس کی رپورٹ کریں۔ یہ احکامات معمول کے خلاف تھے۔ جس میں ڈی پی او آفس کے انتظامی قواعد کو نظر انداز کیا۔

یہ بات یقیناً حیران کن تھی لیکن ڈی پی او آفس کے کسی نے یہ تجویز ہائی کورٹ کو دی تھی جو اس نے منظور کر لی تھی۔ کسی نے انہیں کوئی ہدایت نہیں دی تھی کہ جس سے ڈی پی او آفس کے ان تفتیشی افسران کی کارکردگی پر کوئی اثر پڑے۔ یہ تاثر بھی نہیں دینا چاہتے تھے کہ ہم اعلیٰ سطح پر بیٹھے ہوئے سیاست دانوں پر ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں کیونکہ اس مقدمے میں کچھ افراد ملوث تھے جن میں سابق وزیر اعظم نواز شریف اور چند سابق وزراء پر الزامات عائد کئے گئے تھے۔ یہ پہلی بار ہوا تھا کہ ڈی پی او آفس نے سابق

وزیر اعظم پر عدالت میں کوئی الزام لگایا تھا۔

○

ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی نادیدہ ہاتھ ہے جو کہہ رہا ہے کہ اونچی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے کے مزید مقدمات سامنے آنے چاہئیں۔ اور انہوں نے برسوں سے نہ جانے کتنے مقدمات کی تفتیش کے التوا میں پڑے ہوتے ہیں۔

بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں جن میں واضح ثبوت نہیں ملتے مگر یہ ظاہر ہو رہا ہوتا ہے کہ کہیں نہ کہیں گھپلا موجود ہے۔ ڈی پی او آفس نے مشورہ دیا کہ اس محکمے کے افسران کو اس بات کا اختیار دیا جائے کہ وہ اس کی تفتیش از خود کریں اور کسی بھی مقررہ ڈی پی او آفس کا افسر عدالت میں یا موجود افسر شہادتیں جمع کر کے اس مقدمے کی تفتیش کرے اور ضابطے کی کارروائی کا آغاز کرے۔ ہو تا یہ رہا ہے کہ مقدمات سالوں تک التوا میں پڑے رہتے ہیں۔

مقدمات میں قانونی تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ کسی نے ان مقدمات کی طرف توجہ نہیں دی۔ ابتدائی چند سالوں میں مقدمات کی پیروی ہوتی رہی ہوتی پھر ہوتا یہ کہ گواہ یا تو مر گئے یا پھر کہیں غائب ہو گئے۔ اس قدر بوسیدہ ہو گئے کہ گواہی دینے کے قابل ہی نہیں رہے۔ اس طرح رشوت خوروں کے حوصلے بلند ہوتے رہے۔

ایک بااختیار شخص کے لئے ایسے مقدمے پر اثر انداز ہونا کوئی مشکل کام نہیں ہے جو پندرہ بیس سال تک چلا ہو۔ اکثر حضرات مالدار ہوتے چلے جاتے ہیں متاثرہ فریق کا سب کچھ لٹ چکا ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ التوا میں پڑے مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لئے عدالت کو ایک خصوصی سیل تشکیل کرنا چاہئے۔ خود ڈی پی او کو ایسے مقدمات کے لئے کم از کم 135 وکیل درکار ہیں جبکہ اس کے پاس صرف 75 وکیل ہیں۔

PDF Waqar
Scanned

URDUFANS.com

1977ء میں ایک ایسے مسئلے پر رپورٹ شائع ہوئی جو میرے سمجھنے کی حد سے متعلق تھی۔ یہ تھا سیلز کی ایسی نئی عمارت تعمیر ہوئی اور کھلاڑیوں کو انعامات دینے کی تقریب کا اہتمام کیا گیا ہر کھلاڑی کو سونے کا ایک ہزار روپے کا چیک بھی دیا جانا تھا لیکن شومئی قسمت اکاؤنٹس آفیسر صاحب ہر وقت چیک کا انتظام نہیں کر سکے۔ انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ کھلاڑیوں میں ایک سلپ رکھ دی جائے کہ کھلاڑی دوسرے دن اپنے چیک دفتر سے لے لیں۔

میرا پہلا خیال یہ تھا کہ پروگرام کو ملتوی کر دیا جائے۔ اس کیلئے میں نے ڈپٹی اعلیٰ سے بات کی (کیونکہ وہی اس پروگرام کے مہمان خصوصی تھے) آپ نے فرمایا نہیں کیونکہ چیک تیار نہیں ہیں۔ لیکن میں نے افسر کی مجبوری سے اتفاق کیا۔ پروگرام کا اہتمام ہوا اور شرکا کو اصل سٹیج سے الگ کر دیا گیا اور ان سے درخواست کی گئی کہ وہ دوسرے دن اپنے چیک وصول کرنے کی زحمت گوارا کریں۔ کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ لیکن انڈین ایکسپریس کے رپورٹر کے ہاتھ ایک چٹ لگ گئی دوسرے دن اخبار میں یہ خبر شائع ہو چکی تھی۔

(An Unsigned Chit is The State Award)

ایک افسر دستخط کی چٹ پر دستخط کا ہیرا ہے۔

یہ مسئلہ ریاست کی اسمبلی میں اٹھایا گیا۔ میری کارکردگی کو زیر بحث لایا گیا۔ اس سے پہلے میری صلاحیتوں پر اس طرح سے کبھی گرفت نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اس سے مجھے جو سبق ملا وہ میں تاعمر نہیں بھولوں گا۔ میرے ادارے کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا اس سے ضرور میرا خون کھولا لیکن جس سے چونکہ اپنے اسٹاف پر اندھا اعتماد کیا تھا لہٰذا مجھے ہر کام کے مکمل ہونے کی از خود تصدیق کر لینی چاہئے اسٹاف پر اعتماد کرنا چاہئے لیکن کسی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جو بعد سے بچانے پر منتج ہو۔

ہر اخبار کو یہ حق حاصل ہے کہ ہر وہ شخص جو کسی اعلیٰ عہدے پر ہے چاہے وہ بیوروکریٹ ہو، تاجر ہو، تجارت ہو، سیاسی زندگی ہو اس کی زندگی کا ہر پہلو قابل تذکرہ ہے۔ ریاست میں میرے کارنامے سے سنا کر ہر پہلو پر اتنے تذکرے ہوئے کہ میری نجی زندگی کا وجود ہی نہیں رہا۔ تنقید کیا تھی بلکہ ہر کوئی میری ذات پر حملہ آور ہو رہا تھا اور اپنے کردار سے خوفناک حصار قائم کر لیتے تھے۔ میرے موقف کو کبھی جگہ نہیں دی گئی تھی۔ جب میں نے پیش قدمی کی تو میرے بارے میں کہا گیا کہ شہرت کا بھوکا ہے۔ ایک ٹی وی انٹرویو میں میں نے کہا کہ انہیں ذرائع ابلاغ (Midia) کا رویہ تھا۔ میں نے کہا میرے الفاظ کو نکالنے کا مت بلکہ اپنے سوال بھی تیار کر کے لایا کریں گا آپ مجھ سے ایک گھنٹہ پہلے انٹرویو کے لئے بیٹھا تھا۔ میں فون آپ نے میرے پر میں کو کہتے تھے۔ اب یہ بہت بڑی بدقسمتی ہوئی کہ میں اس انٹرویو کے لئے تیار ہوتا یا میں نے آپ کو کسی دوسرے صحافی کو یہاں بلایا ہے؟ وہ خاموش تھا۔ لیکن وہی میرے کان مجھے خطرہ تھا۔ میرے انٹرویو کا یہ حصہ ایڈٹ کر دیا گیا تھا۔

○

یہ بہت مشکل ہے کہ ہر شخص کی ذرائع ابلاغ سے وابستہ توقعات پوری ہوں۔ میری پالیسی یہ تھی میرا موقف درست طور پر پیش کیا جائے۔ مجھے اس پر اعتراض نہیں کہ آپ میری تشریح کس طرح کرتے ہیں اس کی تشریح جس طرح چاہے کی جا سکے لیکن میرے موقف کو درست پیرائے میں پیش کیا جائے۔ لیکن میرے خیال میں میڈیا سے متعلق افراد کو یہ نظر نہیں آ رہا تھا جبکہ لوگ دوسروں کے خلاف بات کر رہے ہوتے ہیں تو وہ اصل وجہ اپنے دل کی بھڑاس نکال رہے ہوتے ہیں جس کے اندر برداشت کا مادہ نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ شخص اپنے مخالف کو نیچا دکھانا چاہتے

Scanned PDF Waqar

URDUFANS.com

ہیں۔ سی بی آئی کے جو نیئر افسران جو برسوں سے دہلی میں تعینات تھے جب بھی ان کا یہ محسوس ہوتا کہ ان کو پولیٹیکل باس کی مرضی کے خلاف کہیں کی جارہی ہے تو وہ اپنے تعلقات اور اثر استعمال کرتے ہوئے ڈائریکٹر کے اوپر استعمال کرتے۔

ایک کیس میں سی بی آئی کے سینئر افسر نے شکایت کی کہ تہیت ہی حساس نوعیت کی انکوائری ایک بڑے سینئر لیڈر میں شامل ہو گئی ہیں جو پہلے ہی سے یہاں سے کسی کے دی ہیں۔

○

انسپکٹر جنرل پولیس کی سربراہی میں اس بات کی جانچ کی گئی تو معلوم ہوا کہ معلومات افسر موصوف سنسنی خیز اخبار کے نمائندے سے وہ آڈیو کیسٹ دے دیا جس میں اس افسر کا انٹرویو ریکارڈ تھا۔ ڈائریکٹر اور سی بی آئی یہ توقع کرتے ہیں کہ نہ صرف یہ جانوں کہ ملک میں کیا ہو رہا ہے بلکہ اپنے وہ یہ پوپ کی طرح رکھو (پوپ پادری کے پاس آکر لوگ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں مگر پادری دوسروں کو ان کے گناہوں کے بارے میں نہیں بتاتا) مجھے یاد ہے کہ جسٹس سیکرٹری ٹی ایس آر سبرامنیم نے کہا تھا اگر سی بی آئی کا ڈائریکٹر یہ کہے کہ تو کہتا ہے کہ یہ خبر ہے اور وہ کہے وہ نہیں جانتا یہ خبر ہے اور وہ کہے وہ نہیں جانتا یہ خبر ہے اگر وہ تصدیق کرے نہ تردید تو یہ بھی خبر ہے۔" میرا خیال ہے انہوں نے خبر کے تصور کو بالکل واضح کر دیا تھا۔

سی بی آئی کے ڈائریکٹر کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ پریس کو تفریح کرتے۔ بلکہ اس کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے کاموں سے کس طرح کام لیتا ہے۔ اس کا زیادہ تر وقت تفتیش میں گزرنا چاہیئے اور اس بات میں توازن رہنا چاہیئے کہ پریس سے کیا کہنا چاہیئے اور کیا نہیں کہنا چاہیئے۔ کیونکہ پھر تفتیش کا انحصار بھی انہی باتوں پر ہے کیونکہ آدھا سچ

مکمل خبر کی بنیاد آئی کے سورس کو خراب کرے گی۔

میں نے ایک صحافی سے پوچھا جب آپ کو کوئی سورس نہیں ملتا ہے تو آپ کیا تکنیک اختیار کرتے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ خبر کو معتبر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کئی بار ہم اپنے مضمون کی بنیاد ماضی میں حاصل کردہ معلومات پر رکھتے ہیں۔ کیونکہ عوام کی یادداشت بہت کمزور ہوتی ہے لہٰذا ہم معلومات کو اچھے اور بہتر نفس مضمون کے ساتھ دوبارہ استعمال کر لیتے ہیں۔ ہم ہمیشہ ایسے پالیسی پر عمل کرتے ہیں جو انٹیلیجنس کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھتے ہیں جبکہ دیگر غیر دوستانہ۔ بہر حال حکومت کے خلاف خبریں زیادہ تیزی سے فروخت ہوتی ہیں۔

میری صحافی حلقوں میں پریس کے ساتھ ملاقاتیں بھی کبھی کبھار ہوتی تھیں۔ ایسی محفل میں ایک بار کوئی صحافی تقریب ہو تو شہر کے سینئر پریس کو بلایا جاتا جب میں ڈائریکٹر سرحد پولیس، میں تھا تو کشمیر کے کشمکش دور کا سربراہ یا سینئر پریس کا سربراہ تھا تو اس تمام عرصے میں کل چھ بار میری پریس والوں سے ملاقات ہوئی۔ اس وقت بھی ان کو سنبھالنا میرے لئے مشکل تھا۔ لیکن سی بی آئی میں آنے کے بعد ان کو روکنا میرے لئے ناممکن تھا۔ کیونکہ تمام بڑے اخبارات کے رپورٹر اور نمائندے سی بی آئی کے سربراہ کا تصور ہی الٹرویو چاہتے تھے۔

ذرائع ابلاغ کے نمائندوں سے ملاقات دراصل ذہانت اور فطانت کی جنگ تھی۔ صحافی یہ چاہتا ہے کہ وہ سی بی آئی کے سربراہ کو اپنا جواب کر دے اور وہ کچھ بتا دے جو وہ نہیں چاہتا ہے۔ اس شام جس دن میں سی بی آئی کے ڈائریکٹر کا عہدہ سنبھالا تھا میں نے صحافی سے یہ کہہ دیا کہ میرے سامنے کبھی معاملات متعلق ہیں۔ دوسرے اخبار میں یہ سرخی لگی ہوئی تھی کہ "میرے علم میں نہیں ہے کہ سی بی آئی میں کون سے کیس موجود ہیں۔" میں نے یہ بات ذہن میں رکھنی کہ پریس سے سچی اور واضح

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

بات کی جائے تو بہتر ہوتا ہے۔ اسے دوستانہ رویہ اختیار کیا جائے کہ مخاصمانہ رویہ
دوسری بات یہ کہ تی بی آئی کے سربراہ کی حیثیت سے میں نے اپنے لئے تحمل اور صبر و
تحمل کی ضرورت محسوس کی۔ کیونکہ وہ دائرہ اختیار کے لوگ تھے میرے ماتحت نہیں
ان کی تنقید کو میں نے اپنے اعصاب اور چہرے پر محسوس کیا ان کے بیانات کی
سوالات کو برداشت کیا۔ بغیر اس سے اوائل تفتیش یا انکوائری کی پروا کئے بغیر میں اس
ضرورت کے مطابق میں مطلوبہ تبدیلیاں یہ بات میں نے ادا کی ہے کہ تحقیق کے
صبر آزما اور تکلیف دہ کام ہے اور اس میں وقت لگتا ہے۔

لگتے تی بی آئی سے وقت سے پہلے کیوں نکال دیا گیا۔ اس کے اسباب کیا تھے۔ یہ
بتانے کے لئے میں اخبارات میں شائع ہونے والے چند مضامین کے اقتباسات آپ
کے لئے پیش کر رہا ہوں۔ انڈیا ٹوڈے میگزین کے 25 مئی 1997ء
کے شمارہ میں کرپال کا مضمون شائع ہوا انہوں نے تی بی آئی کے متعلق لکھا کہ "ایک سال
پہلے تک تو یہ نظر آتا تھا کہ تی بی آئی کرپشن کو روکنے کے لئے کچھ نہیں کر سکتی لیکن
اب یہ تفتیشی ایجنسی اور اس کے ڈائریکٹر جوگندر سنگھ بہت کچھ بہتر کرنے کی وجہ
سے زیر عتاب ہیں۔ سینٹرل بیورو آف انویسٹی گیشن نے ایک سال سے کم عرصے میں
43 سیاست دانوں کے کیریئر کو "تباہ" کر ڈالا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سابق وزیر اعظم
نرسیما راؤ سمیت 20 دیگر بھارتی بڑے سیاسی شخصیات "جھوٹ کشت" کی مورچہ بندی" میں
ملوث ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس نے برسر اقتدار پارٹی کے صدر اور بہار کے
وزیر اعلیٰ لالو پرشاد یادو کو بھی چارہ سکینڈل سے بچانے سے انکار کر دیا۔ اسے اس بات کی
بھی بہت مل گئی کہ وہ بوفورس سکینڈل میں راجیو گاندھی کی مدد سے بھی اشارہ
کر سکے اس نے تو ہر سیاست دان کے ہاتھ سے پکے پھل چھین لئے ہیں۔ سیاست
دانوں نے بھی تی بی آئی کے ڈائریکٹر سے جان چھڑانے کا منصوبہ بنا لیا ہے کہ قبل اس

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

کے حوالہ سے کیبنٹ کا چال چلن کی سے پہلے جو کمیٹی رسٹل کو بنایا گیا ہے۔ لہٰذا وہ جو کمیٹی رسٹل کے گرد گھیرا تنگ کرتے چلے جا رہے ہیں۔ سیاست دان اس فکر میں ہیں کہ کسی طرح یہ قانون بن جائے کہ سی بی آئی کسی بھی رکن پارلیمنٹ، ایم ایل اے (رکن اسمبلی) کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے سے پہلے اسپیکر کی اجازت لے۔"

○

اس بات کی کوئی اہمیت نہیں تھی کہ حوالہ سکینڈل کی چارج شیٹ میرے دور میں چارج ہوئی اور تصور کرنے والوں نے یہ بھی کہا کہ سیاسی معاملات میں سی بی آئی کی دخل اندازی کوئی نئی بات نہیں ہے۔ لیکن بات سرگوشیوں میں یا آف دی ریکارڈ کہی جا رہی تھی وہ یہ ہے کہ سی بی آئی ایک تفتیشی ایجنسی بن گئی ہے جو از خود معاملات کا جائزہ لینے لگی ہے۔ اس سے پہلے تو وہ اپنے سیاسی آقاؤں (وزیر اعظم کے دفتر سے) کے اشاروں پر کام کرتی تھی اور وہ اس ایجنسی کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے تھے۔ نتیجہ کیا ہوتا تھا یہی کہ ایسے معاملات جن میں سیاست دان ملوث ہوتے تھے وہیں ختم ہو جاتے تھے۔ لہٰذا سیاسی سکینڈل بہت زور شور سے اٹھتے لیکن نتیجہ بالکل صفر رہتا۔ سنے چھ واقعات کا مطالعہ کیا ہے۔

○

1975ء میں جب ایمرجنسی نافذ تھی۔ سی بی آئی نے ٹاٹا آئل مل کے دو بڑے حصہ داروں متھورداس ڈھوکی پر الزام لگایا کہ ان سے چند خاص ہولڈنگ کمپنیوں کو اپنے مفاد کی خاطر خلاف ضابطہ فائدہ پہنچایا ہے۔ ان کو فیصلوں پر اثر انداز کرنے کے لئے ڈالی ہوئی ہدایت کی خاطر ہائی رہنما پر ٹھیک دیا گیا ہے۔ یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ ان کمپنیوں سے

رشتہ سے کر ان کا فائدہ پہنچایا گیا ہے۔ جنتا سرکار یہ کمیشن نے اس معاملے کی جانچ شروع کی اثرات پر غور شروع ہوا اور معاملہ عدالتوں کے سپرد کر دیا گیا۔ لیکن جب اندرا گاندھی دوبارہ 1980ء میں برسر اقتدار آئیں تو انہوں نے یہ مقدمہ واپس لے لیا اور کمیشن اور سی بی آئی کی ساری محنت اکارت گئی۔

1977ء میں جب جنتا پارٹی اندرا گاندھی کی حکومت کو ختم کر کے برسر اقتدار آئی اور ایک حد تک ایمرجنسی اضافی کی۔ سی بی آئی نے سنجے گاندھی اور وی سی شکلا پر یہ چارج شیٹ لگائی کہ انہوں نے غلط "قصہ کرسی کا" کے پرنٹس کو تباہ کرنے کی مجرمانہ کوشش کی ہے سی بی آئی نے جلے ہوئے غلط پرنٹس سنجے کی ماروتی فیکٹری گڑگاؤں سے برآمد کئے تھے۔ ایک چھوٹی عدالت نے سنجے اور شکلا کو مجرم قرار دیا۔ لیکن سپریم کورٹ نے بعد میں احکامات تبدیل کر دیئے۔ اسی سال اندرا گاندھی اس الزام کے تحت گرفتار ہوئیں کہ انہوں نے اپنی سرکاری جیپوں کے ایک بیڑے پول کو اپنی الیکشن کمپین کے لئے استعمال کیا۔ ان کے سنگھ جو دونوں کیسز میں سی بی آئی کے تفتیشی افسر تھے ان کو ان مقدمات کی قیمت ادا کرنی پڑی۔ اندرا گاندھی جیسے ہی دوبارہ برسر اقتدار آئیں انہوں نے اس مقدمے کی وجہ سے ان کے سنگھ کو گرفتار کر لیا تھا۔ جنتا کے گڑگاؤں پولیس نے جن کو بند کر دیا تھا ان کے سنگھ کو چندر شیکھر نے سیشن کمیٹی کیس میں ان کی احتیاط کی وجہ سے بچا لیا۔ وہ ڈسٹرکٹ اور سیشن جج اور ایمرجنسی جس نے بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے سنجے گاندھی اور شکلا کو مجرم قرار دیا تھا۔ اندرا گاندھی کے دور میں دہلی ہائی کورٹ کے جج کے طور پر ترقی نہیں کر سکے۔

1991ء میں سی بی آئی کے جوائنٹ ڈائریکٹر کے مدھرن کو بھیر کی وجہ کے مدھرن کیس کے تفتیشی افسر کی پوسٹ سے ہٹا دیا گیا۔ آج تک کوئی یہ نہیں بتا سکا کہ انہیں کس وجہ سے ہٹایا گیا۔ لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ کیس کی تفتیش کی رفتار سست ہو گئی۔

Scan and PDF by Waqar

URDUFANS.com

1992ء میں مدھون نے سی بی آئی کو بالکل ہی چھوڑ دیا کہا جاتا ہے کہ اس وقت کے ڈائریکٹر الیس کے دتا نے ہیڈلی چیز سیکورٹی اسکینڈل میں تفتیش کے لئے ملک سے باہر بھیجنے سے انکار کر دیا تھا۔ سچ کیا تھا یہ آج تک کسی کو پتہ چل سکا۔ جوائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی نے اپنے لمبے کی سلنے میں جس میں مدھون کا اس معاملے میں تقریر کی بیان لیا ہے وہ مدھون اب سپریم کورٹ میں پٹیشن کر رہا ہے۔

1995ء میں سی بی آئی کو عدالت کی جانب سے یہ اجازت ملی کہ وہ جہاز ایک بار بھیجے تاکہ "وی کرشنا مورتی" سابق ممبر پارلیمنٹ کیشن کے غیر ملکی بینک اکاؤنٹس کی جانچ کر سکے۔ جس کا ان پر الزام تھا لیکن مرکزی حکومت نے نہ صرف عدالت کے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا۔ بلکہ حکومت نے سی بی آئی کو تنبیہ کی کہ اس قسم کے معاملات عدالت میں لے جانے سے پہلے حکومت سے اجازت لے۔ سترہ سال تک یہ جہاز جہاز بھیجنے کی اجازت نہیں ملی۔ نرسمہا راؤ نے 1995ء میں اس بات کی اجازت دی جب ان کی مدت پوری ہو چکی تھی۔ تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔

جب سونیا گاندھی نے کانگریس میں باضابطہ شرکت ہوئی یا لاہور پر شاید یادو کو بہت زیادہ بحث و مباحثے کے بعد بہار کی حکومت سے برطرف کیا گیا تو ملکی صورتحال اس نہج پر پہنچ گئی تھی کہ صرف سی بی آئی کارروائی کے نتیجے میں کیا صورتحال تبدیل ہو رہی تھی۔ چارہ اسکینڈل کو ہاتھ میں لیتے ہی جب سی بی آئی نے لالو پرشاد یادو کے خلاف چارج شیٹ جاری کی تو ان کے سیاسی مخالفین نے لالو پرشاد کے خلاف سیاسی محاذ کھڑا کر دیا جس سے جنتا دل اور بہار حکومت دونوں کا مستقبل خطرے میں پڑ گیا۔ صرف یہی واقعہ نہیں تھا جس کی بنا پر یہ کہا جا سکتا کہ بھارتی سیاست میں سی بی آئی کا اثر بڑھ گیا تھا۔ جب کبھی سنگھ کے مخالف وزیراعظم کو اس چارہ اسکینڈل پر تحقیقات کرنے کی اجازت دی تو اس کے بعد دوسرا کیس جس کی جانب میں نے توجہ دلائی وہ یوتورس اسکینڈل تھا۔ کانگریس کے ایس ایس ایر ایسے وزیراعظم کو کئی خط لکھے کہ جو گندر سنگھ کو برطرف کیا جائے اور پارلیمنٹ میں اس مسئلے پر اوپن سیشن کا اہتمام کیا جائے کہ سی بی آئی کی کارکردگی پر بحث کی جائے۔

○

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

جب یہ معاملہ سنگھ آئی کے پاس آیا۔ یہ جن سنگھ پارٹی، سابق وزیر اعظم مرار جی ڈیسائی کی پارٹی سے سی بی آئی کو استعمال کرنے کے گر سیکھ چکے تھے۔ جب بابو جگ جیون رام وزیر اعظم بنے تو انہوں نے کہا کہ وہ سی بی آئی کو بلرام سنگھ یادو کے بارے میں تفتیش کرنے کی اجازت نہیں دیں گی۔ بلرام سنگھ یادو (سابق وزیر اعظم اتر پردیش) کی کابینہ کے وزیر تھے اور ان پر آنجہانی سنجے گاندھی کی شہ پر کیے ہوئے کاموں کا الزام تھا۔

انہوں نے مزید یہ کہا کہ دراصل ملائم سنگھ کی ہم خیالوں پر سے سی بی آئی کے ذریعے پردہ اٹھانا چاہتی ہیں۔ سی بی آئی سے ان سے درخواست کی کہ وہ اس سلسلے میں کیا کر رہی ہیں لیکن انہوں نے اس معاملے میں پراسرار خاموشی اختیار کر لی۔ وہ سی بی آئی کو محض سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا تھا۔

جب اخبارات میں اس قسم کے مضامین شائع ہو رہے تھے تو 25 مئی 97ء کو ہی "ہند" میں ایک خبر شائع ہوئی کہ وزیر اعظم گجرال نے کہا کہ تشہیر کی تفتیش سے کیا جائے۔

خبر کے مطابق وزیر اعظم نے کہا کہ وہ کرپشن کے خلاف ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ انتقامی کارروائی کے بھی خلاف ہیں اور خاص کر تشہیر کی تفتیش سے بھی خلاف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کوئی تفتیشی ایجنسی اس وقت تک کام نہیں کر سکتی جب تک وہ خود مختار ہو کر کام نہ کر رہی ہو۔ یہ بیان انہوں نے چیف منسٹرز کانفرنس کے موقع پر دیا تھا اور اس زمانے میں وزیر اعظم نے حوالہ ہوالہ کیس میں سی بی آئی کے لیڈروں کیس میں سی بی آئی کے ایڈوانی اور مدن لال کھورانہ کے خلاف اور کانگریس آئی کے لیڈروں میں شکلا کے خلاف ریفرنس دائر کر رکھا تھا۔

دراصل میں تو ان تمام بالادستوں کے رد عمل سے اپنی جان بچا رہا تھا اور تمام اعتراضات کو تشہیر کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنا کام کرتا جا رہا تھا۔ لیکن معاملات کو خفیہ

رکھنے ہوئے ضروری معلومات بھی لوگوں تک پہنچانا چاہتا تھا۔

میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ معاملہ عدالت میں آنے سے پہلے سی بی آئی کا وجود منظر عام پر نہیں آتا۔ لہٰذا میڈیا کو یہ بتانا ضروری نہیں ہے اور جو کیس عدالت کے لئے تیار ہے اسے چھپانے سے کیا فائدہ؟ جب وزیر اعظم عوام کے اندر مجھ پر تنقید کر سکتے ہیں اور وہ براہ راست مجھ سے یا بذریعہ فون کر نہیں سکتے یا کسی وجہ سے نہیں کہتے تو مجھے میرے پریس کانفرنس کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

یہ حقیقت ہے کہ میں نے ایک بار وزیر اعظم سے یہ شکایت کی تھی کہ چند ٹی وی چینل والے میرے دفتر کے سامنے کیمرے فٹ کر کے بیٹھ گئے ہیں اور جب میں باہر جاتا ہوں تو وہ مجھ سے ملتے ہیں اور ان کے سوالات اس طرح کے ہوتے ہیں کہ کیا آپ استعفیٰ دے رہے ہیں..... گرفتار کرنے جا رہے ہیں۔ میرا جواب صرف اتنا ہوتا ہے کہ انتظار فرمائیے اور دیکھئے لیکن اخبارات میں یہ شائع ہوتا رہا کہ گجرال جو گندر سنگھ کو ہٹانے والے ہیں۔

اخبارات میں ہر کہانی اس طرح شائع ہو رہی تھی کہ گویا سارے اختیارات میرے ہاتھ میں ہیں۔ گویا ہر کیس میں سارے اختیارات پولیس والوں کے پاس ہی ہیں۔

مجھ پر 43 سیاست دانوں کے خلاف کارروائی کرنے کا الزام تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان سب کے خلاف میری تعیناتی سے بہت پہلے ہی عدالتوں میں مقدمات چل رہے تھے۔ ہاں یہ حقیقت ضرور ہے کہ میں نے کیس کی رفتار کو تیز کیا ہے۔ آخیر کے معاملات کو درست کیا ہے۔ حوالہ کیس کی تفتیش کا حکم میں نے براہ راست سپریم کورٹ کی نگرانی سے دلوایا اور سپریم کورٹ کا حکم تھا کہ حکومت کو کوئی پوزیشن نہ دی جائے۔

○

ملک کا وزیر اعظم کچھ بھی کہے اور کوئی سول سرونٹ اس کو رد اس لئے نہیں

PDF Waqar
Scan and

URDUFANS.com

کر سکتا کہ یہ قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی ہو گی۔ دراصل وہ یہ چاہتے تھے کہ ایجنسی کوئی کیس ان کی مرضی و منشا کے بغیر نہ لے۔ مجھے معلوم تھا کہ بہار کے وزیر اعلیٰ چارہ اسکینڈل میں ملوث ہیں۔ وزیر اعظم سے چارہ اسکینڈل کی تحقیقات کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ بالی کورٹ اس کیس کو مانیٹر کر رہی تھی۔ گجرال کی خواہش کی تھی کہ کسی نہ کسی طرح سے قانون حرکت میں رہے اور وہ اپنی سیاسی ساکھ کو بچا سکیں۔

یہ گجرال کی وہ خصلت تھی کہ میں ان کے لئے معمہ ثابت نہیں ہو رہا تھا۔ مجھے گجرال اس بات پر پشیمان تھے اور اپنا یہ موقف لے کر سامنے آئے۔ انہیں تفتیش کی تفتیش پسند نہیں ہے۔ حالانکہ تفتیش صرف یہ تھی کہ جو لوگ طاقت کا ناجائز استعمال کر رہے تھے ان کی سرگرمیوں کو روکا جائے اور میں گجرال کی پارٹی نہیں بننا چاہتا تھا۔ بات صرف اصولوں کی تھی۔ وزیر اعظم رہیں یا نہ رہیں اس کی نہیں بالی کورٹس اور سپریم کورٹ مجھ سے یہ توقع رکھتی تھیں کہ میں قانون کی بالادستی کے لئے کام کروں اور میں قانون کی بالادستی کے لئے کام کر رہا تھا۔ مجھے اس کی پروا قطعی نہیں تھی کہ وزیر اعظم مجھے ایکسٹینشن دیتے ہیں یا نہیں۔

○

1995ء میں بہار کے بھیمل اسینڈری کی ہیپر کمشنر کے اندر فرضی کیسوں کی تفتیش کی بی آئی کے سپرد ہوئی۔ پٹنہ ہائی کورٹ نے ان کیسوں کے بارے میں حکم دیا کہ اب تک یہ معاملات ریاستی حکومت کے زیر تفتیش تھے مگر اب ان کی تفتیش کی بی آئی کرے۔ ہائی کورٹ کے اس احکامات کے خلاف ریاستی حکومت نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی۔ بالآخر مارچ 1996ء میں سپریم کورٹ نے اپنا فیصلہ سنایا کہ کیس کی تفتیش کی بی آئی کرے گی اور اس کی جانچ پٹھانی کورٹ کرے گی۔

اس کیس میں بہار کے 19 اضلاع سے 50 سے زائد مقدمات درج کئے گئے تھے۔ جس میں جانوروں کے لئے دواؤں اور چارے کی سپلائی نہیں ہو رہی تھی۔ مسئلہ یہ تھا کہ ان اضلاع میں ضلع مجسٹریٹ کی جانب سے دوائیں اور چارہ سپلائی کیا جاتا تھا۔ جب سپلائی کے بل پاس ہو چکے تھے اور ادا ہو چکے تھے۔ ضلع مجسٹریٹ کا تقرر ہر ضلع میں ایکسٹینشن میں ملوث تھا۔ اگر کہیں سپلائی دی بھی گئی تھی تو وہ بہت کم تھی اور خریداری کے لئے فرضی بجٹ بنایا گیا تھا۔

○

چارہ سازی کا یہ کام ریاست میں نیا نہیں تھا۔ اس مسئلے کو کئی بار بہار کی سیاسی سطح میں اٹھایا گیا تھا۔ محض خانہ خوں یقین دہانیاں کرائی جاتی رہی تھیں۔ لیکن اس مسئلے کو ختم کرنے کے لئے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ بہار حکومت کی مالی حالت مخدوش تھی اور جب اپوزیشن لیڈر لالو پرشاد یادو نے ریاست کے خزانے سے تیرہ سو کروڑ روپے کے غائب ہونے کے بارے میں سوال کیا تو حکومت ایوان میں کوئی جواب دینے سے قاصر رہی۔ تمام سیاسی جماعتوں کو اس معاملے پر تشویش تھی۔ اس اسکینڈل میں صاف ظاہر تھا کہ وزیر اعلیٰ جن کے پاس وزارت خزانہ کا بھی چارج تھا ملوث ہیں۔ میں بہت محتاط قدم لالو پرشاد یادو کی وزیر اعلیٰ کے طور پر حیثیت بہت مشکوک تھی۔ روزانہ کا میٹنگ رجسٹر اور روزانہ میٹنگ اسٹیٹ ریاست کی بیمار صورت حال کی عکاسی کر رہا تھا۔

○

ریاستی اسمبلی کے رکن نیا مبارپور جون سنہ 1994-95ء میں بھیمل اسینڈری

Scan and PDF by Waqar

URDUFANS.com

کے حساب سے 72 کروڑ روپے کے غائب ہونے کے بارے میں سوال اٹھایا تھا جس کے جواب میں اٹھل ہسبنڈری نے ایسے کسی واقعہ سے انکار کیا تھا۔ اس کا جواب ایک لیکن رپورٹ کی بنیاد پر دیا گیا تھا جس کی تو ثیق وہ محترمہ وزیر اعظم آفیسر سے نہیں کی تھی۔ ریاستی اسمبلی کے ممبر شتروگھن سنہا نے ایک اور سوال کیا تھا کہ دواؤں اور چارہ کی خریداری میں ریاست نے کون سا طریقہ اختیار کیا ہے۔ تو اٹھل ہسبنڈری کے وزیر نے جواب دیا کہ 1994-1995ء کے عرصے میں چارے اور دواؤں کی خریداری کی ذمہ داری سینٹرل پرچیز کمیٹی پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن سوال کے جواب میں اس تمام رقم کو نظر انداز کیا گیا جو چارے اور دواؤں کی خریداری پر خرچ ہوئی تھی۔

یہ محسوس ہو رہا تھا کہ سیاست دانوں اور اٹھل ہسبنڈری ڈیپارٹمنٹ کے افسران کے درمیان کرپشن کا گٹھ جوڑ ہو رہا ہے۔ اس کا ثبوت اس بات سے ملا کہ اٹھل ہسبنڈری ڈیپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر رام راج رام کی تقرری کی پرزور سفارش لالو پرشاد یادو نے سابق وزیر اعلیٰ جگن ناتھ مشرا سے کی تھی۔ یہ بات بھی نوٹ کرنے والی تھی کہ ڈاکٹر رام راج رام طویل عرصے تک ڈیپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر رہے اور اس دوران اس ڈیپارٹمنٹ سے اربوں روپے نکالے گئے۔ یہ چند مثالیں ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کے خزانے پر کس طرح ڈاکہ ڈالا گیا۔ چارہ اسکینڈل سیاست دانوں اور دیوگھر کرشن کی ہلاکت کی ایک بڑی اور بری مثال ہے کہ انہوں نے حکومتی خزانے کی حفاظت کرنے کے بجائے صرف اپنے مفادات کا خیال رکھا اور اس کے لئے وزیر اعلیٰ لالو پرشاد یادو اور سابق وزیر اعلیٰ جگن ناتھ مشرا نے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا۔ جب سی بی آئی نے تفتیش کا آغاز کیا تو بات 1991ء تک پہنچی جہاں سے سرکاری مال کو ہڑپنے کا معاملہ شروع ہوا تھا۔

یہاں میں اکل کے کیس کے ایک مرکزی ملزم دیپش چندرک کے بیان کا اہم

حصہ نقل کروں گا۔

"ستر چندرک نے جو میسرز بھرتی ٹرانسپورٹ ایجنسی کے مالک ہیں سنہا اور ڈاکٹر شیام بہاری سنہا کے نام سے ایک فلیٹ 9 ڈاکٹری اسٹریٹ کلکتہ 6 میں رجسٹرڈ ایگریمنٹ میسرز پی ٹول سے خریدا۔

ایک اور فلیٹ کمیشن کمار وند ایچ پی پرشاد (ایکسٹو اور ملزم) کے نام بک کرایا۔ دیپش چندرک نے ڈاکٹر شیام بہاری سنہا اور ایچ پی پرشاد کو ستر لاکھ روپے بطور رشوت دیئے۔ ساتھ ہی ساتھ دو فلیٹوں کی ملکیت کے کاغذات بھی ان میں سے ایک رہوی ہنڈا اور ایک انگ پی چندرک کو دیئے گئے جو دیپش چندرک کے قریبی رشتہ دار تھے۔ ڈاکٹر شیام بہاری سنہا کے بیٹے انوک سنہا نے 1994ء میں ایک دکان 217 آئیڈیل پلازہ شرارتی گھوس روڈ کلکتہ میں خریدی جس کی قیمت 65 لاکھ روپے تھی جسے دیپش چندرک نے ادا کیا۔

اس کے علاوہ میسرز ترنگ ڈسٹری بیوٹرز (پرائیویٹ) لمیٹڈ میسرز رانی کوم کرشل (پرائیویٹ) لمیٹڈ میسرز ترانا کے کنسٹرکشن (پرائیویٹ) لمیٹڈ سب کی آئیڈیل پلازہ کلکتہ میں تھے اور ڈاکٹر شیام بہاری سنہا کے قریبی رشتہ داروں کے تھے۔

اس کیس کے بڑے ملزم دیپش چندرک نے کوئی 67 کمپنیاں رجسٹر کرائی ہوئی تھیں جن کے ذریعے وہ اٹھل ہسبنڈری سے حاصل ہونے والے سیاہ دھن کو سفید کرتا تھا اور لیشمی بینک کلکتہ کے ریکارڈ کو قبضے میں لینے سے معلوم ہوا کہ دیپش چندرک اور اٹھل ہسبنڈری کے ڈاکٹر شیام بہاری سنہا اور اس کے قریبی رشتہ داروں کا آپس میں کس طرح گٹھ جوڑ ہے۔ دیپش چندرک نے کلکتہ والے گھر پر چھاپہ مارنے سے جو دستاویزات حاصل ہوئیں ان میں سے ایک کاغذ کے ٹکڑے پر دو کروڑ روپے کی ایک رسید بھی تھی جو ڈاکٹر شیام بہاری سنہا نے ایک زمین خریدنے کے سلسلے میں بطور ایڈوانس دیئے تھے۔

PDF Waqar
Scan and

URDUFANS.com

اس سلسلے میں مسٹر بندو پادھیائے کو پاور آف اٹارنی حاصل تھی اس سے انٹرویو کیا کہ چندو کے سے ملنے والی رقم سے اس نے کتنا روپیہ واپس کیا ہے۔ اس نے بتایا کہ اس کو سوا سے اٹھارہ لاکھ روپیہ کا بینک ڈرافٹ اور 21 لاکھ روپے نقد چندو کے لئے ڈاکٹر شیام بہاری سہنا کی طرف سے دیئے گئے تھے (ایک اور ملزم) کے نام پر زمین خریدی جانی تھی۔

یہ سب کچھ اس دوران ہو رہا تھا جب کرائم برانچ آئی جی ارائیشل کی تفتیش میں مصروف تھی کوپار شوتے کی رقم کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ اس کے سگے اور اس کے خاندان نے 524-7536 گرام سونا خریدا تھا جس کی مالیت 137 لاکھ 68 ہزار 262 روپے تھی۔ جبکہ ایک اور ملزم کی ایم پرشاد سے 28 ہزار 829 گرام سونا برآمد کیا تھا جس کی مالیت آٹھ کروڑ 44 لاکھ چھ ہزار 500 روپے تھی۔ یہ مال بہار سے چار اسکینڈل میں شامل لیڈروں سے لوٹ کر لایا گیا تھا۔

تفتیش کے دوران سپلائرز نے بتایا کہ انہوں نے در حقیقت اشوک سہندری کو کوئی مال سپلائی ہی نہیں کیا۔ انہوں نے جعلی بل پیرے اور بشکل سہندری کے دستخط کئے۔ انہیں 70 سے 80 فی صد تک رقم ادا کی گئی۔ جو اس سے آگے تک پہنچائی۔ چند سپلائرز نے جزوی طور پر سپلائی پہنچائی۔ کچھ نے بتایا کہ وہ دوائیں تو تیار کرتے ہی نہیں تھے۔ بعض نے بتایا کہ انہوں نے اپنی پروڈکشن سے کہیں زیادہ سپلائی کے بل بنا دیئے تھے۔ اصول کہتے ہیں۔ چارے اور دواؤں کی ترسیل کے لئے استعمال ہونے والی گاڑیوں کی رجسٹریشن تک جعلی تھی ظاہر ہے کہ سپلائی تو ہو ہی نہیں رہی تھی لہٰذا گاڑیوں کے بھی نمبر دکھا دیئے گئے۔

○

سردار جوگندر سنگھ کمال ہمت سے کام لے کر لاہور کے خلاف شدید حملوں میں پیش پیش تھے۔

لیکن ——

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تھوڑے بہت فرق سے بھارت اور پاکستان دونوں میں کرپشن مافیا سرگرم عمل ہے اور ہر موقعہ پر نازک ترین صورتحال میں بھی اپنا کردار ادا کر لیتا ہے۔

لاہور پر شدید بمباری کا اندر کی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے جب دیکھا صورتحال کنٹرول سے باہر ہو رہی ہے تو اپنی ان چہیتی بھائی بہن کی راجدھانی دہلی کی بہار کی وزیر اعلیٰ بنوا دیا۔ ان کے حق میں "دو شب آنے کا نقارہ" بجا کر بہت سے پاس بنا دیا اور آج تک وہ بہار کی وزیر اعلیٰ ہیں حالانکہ اس درمیان دو مرتبہ مرکزی حکومت نے بہار کی صوبائی حکومت توڑ کر وہاں گورنر راج نافذ کرنے کی کوشش کی۔

ایسا چند روز کے لئے ہوا بھی ——

لیکن —— لاہور شدید دباؤ کی وجہ سے کنٹرول ہو گیا تھا کرم ہے اور ان کے جانثار ساتھیوں نے ہر نازک مرحلے پر ان کا ساتھ دیا۔ کیا وجہ

PDF Waqar
Scan and

URDUFANS.com

سمجھ کر وہ اطمینان سے رہا ہو۔ اس کے بعد بھارت کی عسکری اور مرکزی سیاست میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتا رہا ہے۔ "چوہدری گھوٹالے" نے ان کی صحت پر کوئی اثر نہیں ڈالا کیونکہ وہ اپنے حلقے میں بے حد مقبول ہیں اس کے باوجود کہ جرائم میں ملوث بھارت کے دو تین پیشہ ور لوگوں کو بھی ان حلقوں میں شمار ہوتا ہے۔

لالو پرشاد کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ انہوں نے اپنے حلقے کے عوام کو باور کروایا کہ مرکزی حکومت انہیں ختم کرنا چاہتی ہے۔ یہ کیس ابھی چل رہا ہے۔

جوگندر سنگھ کے لئے دوران ملازمت ایک بڑا پیچیدہ مسئلہ بھارتی وزیر اعظم راجیو گاندھی کے قتل کی انکوائری تھی۔۔

بھارتی وزیر اعظم راجیو گاندھی کو 91ء میں ان کی انتخابی مہم کے دوران تامل ناڈو کے ایک انتخابی جلسے میں ایل ٹی ٹی ای کی ایک ورکر نے اپنے جسم کے ساتھ "پلاسٹک بم" باندھ کر پھولوں کا ہار پہناتے ہوئے اس بم کا منہ دبا کر دھماکہ سے مار ڈالا تھا۔

اس "خودکش مہم" میں حملہ آور کو بھی جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔

ایل ٹی ٹی ای (تامل ٹائیگرز لبریشن فرنٹ) کے ہاتھوں راجیو گاندھی کی موت مکافات عمل کا نتیجہ تھی۔

ایل ٹی ٹی ای کو بھارتی انٹیلی جنس ایجنسی "را" نے منظم کیا اور تربیت دے کر سری لنکا میں ان سے بغاوت کروائی تھی۔ راجیو گاندھی کو اپنی "ماتا شری" کی طرح اقتدار میں رہ کر حکومت کرنے کا بہت شوق تھا اور جس طرح ان کی ماتا اندرا گاندھی نے پاکستان کو کئی بار کئی کے ہاتھوں دولخت کروایا تھا وہ بھی سری لنکا کے علاقے جافنا کو سری لنکا سے الگ کرانے چلے تھے۔

پہلے پہل تو ایل ٹی ٹی ای کا بھارت نے بھرپور ساتھ دیا لیکن بعد میں ایک مرحلے پر جب ان کے "مقاصد" پورے ہوتے دکھائی دیئے تو بھارت سرکار نے ایل ٹی ٹی ای

سے تعلق توڑ کر سری لنکا سے ہاتھ ملا لیا اور وہاں بھارتی افواج داخل کر کے تامل علیحدگی پسندوں کی کارروائی شروع کروا دی۔

یہ چانکیائی سیاست کا قدیم انداز تھا۔۔۔ لیکن اس مرتبہ مکافات عمل نے نہرو خاندان کو یہ گھناؤنا کھیل نہیں کھیلنے دیا اور ایل ٹی ٹی ای نے راجیو گاندھی کے ہاتھوں اپنے اثر و رسوخ سے پیدا شدہ خرابی کو نگل لیا۔

بھارتی انٹیلیجنس نے حسب روایت اس کا الزام فوراً پاکستان پر لگا دیا کہ اس کی مدد سے تمل ٹائیگرز نے راجیو گاندھی کو قتل کیا ہے لیکن بعد میں جب یہ انکوائری سی بی آئی کو سونپی گئی تو اس نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا اور اس قتل میں تامل ناڈو سرکار کا حصہ بھی ڈال دیا بعد میں اس مسئلے پر جنتا دل سرکار کی حامی ہو گئی یہ تک کانگریس سے آئی۔ کے گجرال سے جو ان دنوں بھارت کے وزیر اعظم تھے یہ مطالبہ کیا تھا کہ وہ راجیو گاندھی قتل کی رپورٹ کے نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے تامل ناڈو کے وزیر اعلیٰ کروناندھی کو گرفتار کر کے ان پر کیس چلائیں کیونکہ اس رپورٹ میں انکشاف کیا گیا تھا کہ قاتلوں کو تامل ناڈو سرکار کی پشت پناہی حاصل تھی۔

○

تامل ناڈو کے وزیر اعلیٰ کروناندھی جنتا دل کے بڑے حلیف اور آئی کے گجرال کے پسندیدہ حلقوں میں شمار ہوتے تھے اس لئے گجرال نے اس تجویز کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ محض ایک مفروضے کی بنیاد پر تو حلیف کی حکومت کو ختم کریں گے نہ اس کے خلاف کیس چلائیں گے۔ یہ تک رپورٹ میں کوئی واضح الزام نہیں لگایا گیا تھا صرف ایل ٹی ٹی ای کے تمل تامل ناڈو سرکار کی مدد کی اور کہیں کہیں فنڈنگ کی پشت پناہی ظاہر کی گئی تھی۔ کیونکہ "را" نے "ایل ٹی ٹی ای" کے لئے

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

ترجمہ کیسپ تامل ناڈو میں قائم کئے ہوئے تھے یہاں سے دہشت گردوں کو سری لنکا میں تباہی پھیلانے کے لئے بھیجا جاتا تھا اور "تامل" ہونے کے ناطے مقامی آبادی کی ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں جو راجیو گاندھی کے برسراقتدار جانے پر بھی تبدیل نہ ہو سکیں۔ آج بھی تامل ناڈو میں ایل ٹی ٹی ای کے لئے ویسے ہی جذبات پائے جاتے ہیں۔

آئی کے گجرال کی طرف سے کانگریس کا غیر اخلاقی اور غیر اصولی مطالبہ تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے کانگریس نے اپنی حمایت واپس لے لی جس پر متبادل سرکار ٹوٹ گئی اور نئے الیکشن ہونے پر ایک بار برسراقتدار آنے کی امید بھی ٹوٹ چکی ہے اور اکتوبر 99ء میں بھارت میں پھر سے الیکشن ہو رہے ہیں۔ جو گندر سنگھ راجیو گاندھی قتل کیس کے حوالے سے تفصیلاً بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

○

اس آئی جی کو جولائی 1991ء میں بتایا گیا تھا کہ سیورا ان بھی قتل کیس میں ملوث ہے۔ اس کا اعتراف بیان ٹاڈا (TADA) کے تحت ریکارڈ کیا گیا تھا۔ جس میں اس نے سمدر کی ذمے داری اپنے اوپر لے لی تھی جبکہ چار لوگ جو کہ ایک آزاد گروپ تھا اس کا بیان بہت اہمیت رکھتا تھا دوسرے لفظوں میں چار لوگ کے بیان کی بنیاد پر اس پی آئی راجیو گاندھی کے قتل اور تامل ٹائیگرز کے سیاسی گروؤں کے درمیان رابطہ تلاش کر سکتی تھی۔

پدمان بھا کیس میں تامل ناڈو پولیس کی تفتیش جو اس نے Aiadmk حکومت کے دوران کی تھی اور راجیو گاندھی کیس میں اس آئی جی کی تفتیش میں تقریباً چھ افراد یکساں طور پر دونوں طرف مشتبہ تھے۔ تامل ناڈو ہائی کورٹ نے اس بنیاد پر ایک رپورٹ دی تھی کہ پدمان بھا کیس اور راجیو گاندھی کیس دونوں میں ہاروے کے جو لنکس پائے گئے تھے وہ ایک ہی طریقے سے تیار کئے گئے تھے یا یوں کہئے کہ ایک

تنظیم کے کام تھے۔ راجیو گاندھی کے قتل سے متعلق اسلان شوتوں کو اس آئی جی نے نظر انداز کر دیا۔

سمرکز کو جو انٹیلی جنس رپورٹ دی گئی اس کے مطابق ایل ٹی ٹی ای کے 1989ء سے 1990ء تک تمام آپریشن کی پشت پناہی ڈی ایم کے کی حکومت کر رہی تھی۔ اس زمانے میں چیف منسٹر کی حکومت تھی جو کانگریس (آئی) (جس کی قیادت راجیو گاندھی کے ہاتھ میں تھی) کی حمایت سے برسراقتدار آئی تھی اس نے جنوری 1991ء میں کرونا ندھی کی حکومت کو برطرف کیا تھا۔

یعنی جین ہیرو کی طرف سے سمرکز کو ایک رپورٹ بھیجی گئی اس کے مطابق اگست 1990ء میں ایک اعلیٰ سطحی سیکورٹی میٹنگ میں جو وزارت داخلہ کی جانب سے دہلی میں ہوئی تھی اس میں تامل ناڈو کے سیکرٹری داخلہ آر ناگراجن نے انٹیلی جنس بیورو کے سربراہان کے ساتھ شرکت کی تھی۔ اس میٹنگ کی رپورٹ ایک ہفتے کے اندر اندر ایل ٹی ٹی ای کے ہیڈ کوارٹر جافنا میں ٹرانسمیٹر کے ذریعے پہنچا دی گئی۔

اس میٹنگ میں ایل ٹی ٹی ای کی سرگرمیوں کو تامل ناڈو میں ختم کرنے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ اس اطلاع سے لبریشن ٹائیگرز ایلام (lite) کو سیکورٹی فورسز کی متوقع کارروائیوں سے آگاہ کر دیا تھا۔ تاکہ جان کو تامل ناڈو کی پولیس سے پدمان بھا کے قتل کی وجہ سے پیدا کرنے اور مشتبہ ہونے کے الزام میں گرفتار کر لیا تھا، دسمبر 1991ء کی گرفتاری کے بعد اس نے ریاستی پولیس کو بتایا کہ اس نے ایسا پارٹی کی ہائی کمان کے کہنے پر کیا تھا بعد از ضمانت ناگراجان آج کل 25 دوسرے مشتبہ افراد کے ساتھ ٹاڈا (متعلقہ ایس آئی کورٹ) چنئی مدراس میں مقدمہ بھگت رہا ہے۔

○

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

انٹر آئی بی کو ڈی ایچ کے، مشتبہ سیاست دانوں کے بارے میں معلومات مہیا کی تھیں جس میں ان کا تمام پس منظر بھی بیان کیا گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود ان کی تفتیش کا رخ لا محالہ تنظیم کا شکار ہے۔ رپورٹ میں واضح طور پر ڈی ایم کے کے چند مشتبہ لیڈروں کے بارے میں بتایا گیا کہ اس میں ایل ٹی ٹی ای سے ہمدردی رکھنے والے کچھ لوگ بھی شامل ہیں جنہوں نے ایل ٹی ٹی ای کی ضرورتوں کو پورا کیا۔ ان میں سے کچھ نے پادمان بھا اور راجیو گاندھی کا قتل کیا۔ (ایل ٹی ٹی ای نے "ڈی ایم کے" کو ایلم کے کارکنوں کو "غدار" کہا تھا اس لئے کہ انہوں نے سری لنکا کے شمال مشرقی صوبہ میں "بھارتی امن فوج" (Indian Peace Keeping Force) کی مدد سے حکومت قائم کی تھی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ڈی ایم کے اور اس کے حمایتیوں نے راجیو گاندھی کے قتل پر ایل ٹی ٹی ای کو اکسایا ہو، لیکن اس بات کا واضح ثبوت ملا ہے کہ ان پارٹیوں کے کچھ افراد نے قتل کی سازش میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ ان کے بارے میں طرح طرح کی

○

سیو کمشی / چندر شیکھر، ڈی ایم کے / ایلی جس کے ریکارڈ کے مطابق دو مرد ان دو اسما تھن اور جایاپال نے تامل ناڈو پولیس کے سامنے اعتراف کیا۔ سیو کمشی (جو کرناٹک کی حکومت میں وزیر ٹیکسٹائل اور کمار کی تھیں) اور ان کے شوہر چندر شیکھر نے پادمان بھا کیس میں سزا یافتہ 5 افراد کو پناہ دی تھی۔ ایلی جس کی رپورٹ کے مطابق جو ایس آئی ٹی کے پاس ہے اگست اور ستمبر 1991ء کے دوران سیو کمشی نے ترسچی منظم کو پناہ دی تھی۔ ایل ٹی ٹی ای کے سیاسی ونگ کا لیڈر جو 1990ء میں بھارت آیا مقدی انتہا پسند گروپوں کے ساتھ رابطہ قائم کیا تھا اس کے مقدی ہمدرد بھی پیدا ہو گئے تھے جنہوں نے

راجیو گاندھی اور پادمان بھا دونوں کے قتل میں مدد کی۔ ترسچی سلطنام نومبر 1991ء میں ایس آئی ٹی اور تامل ناڈو پولیس کے مشترکہ آپریشن کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا تھا۔) سیورامان (ایل ٹی ٹی ای کا ایک مرکزی اور کلیدی کردار جس نے دونوں قتل میں رابطے کا کام انجام دیا تھا اس نے کوئمبتور کے خود کش حملے کے لئے تیار کیا تھا۔ بنگلور میں اپنے چند دیگر ساتھیوں سمیت ایس آئی ٹی کے ساتھ 19 اگست 1991ء کو ہتھیار ڈال دیئے۔ ارجونا سے (ڈی ایم کے کا ایک کارکن جس پر دونوں کیسوں میں ملوث ہونے کا الزام ہے) کے دھنو سیکھارن (ڈی ایم کے کا ایک کارکن جسے راجیو گاندھی کے قتل میں استعمال کیا گیا تھا آج کل زیر حراست ہے) اور راک تھن (ایل ٹی ٹی ای کا ایک کارکن جس نے پادمان بھا کے قتل میں حصہ لیا تھا آج کل زیر حراست ہے۔)

○

ان میں ایک شخص کے دن پاد میلا بھا عرف کے پی نمبیار تھا جو سوکرنا نیلور کا شہری ہے۔ انٹرپول کی رپورٹ کے مطابق کے پی ایل ٹی ٹی ای کو اسلحہ فراہم کرنے والے دلالوں میں سے ایک تھا جس کے بھارت میں بھی کئی اثاثے ہیں۔ راجیو گاندھی کیس میں بھی اس نے اسلحہ فراہم کیا تھا۔ ایس آئی ٹی کے پاس یہ معلومات بھی تھیں کہ 1983ء میں کے پی کو تقریباً 40 لاکھ روپے کے سونے کی اسمگلنگ کرتے ہوئے گرفتار کیا گیا تھا جو مدراس سے بنگلور لایا جا رہا تھا۔

ایس آئی ٹی کے دھماکہ خیز مواد کے ماہر عمر مکبول نے 1991ء میں اپنی رپورٹ میں کہا تھا کہ پادمان بھا اور راجیو کے قتل میں جو گرینیڈ اور دھماکہ خیز مواد استعمال ہوا ہے وہ یکساں ہے جس کا تعلق سنگاپور سے ہے ان گرینیڈ کو SFG-57 کہتے ہیں۔ لیکن نہ جانے کیا بات تھی کہ ایس آئی ٹی نے اس رپورٹ پر کوئی توجہ نہیں دی

PDF Wagar
Scan and

URDUFANS.com

کہ کیس سے باہر بھی اس سلسلے میں تفتیش کرے۔ اس نے انٹرپول کی رپورٹ پر بھی توجہ نہیں دی جس کے مطابق سکھ پی کے بھارت میں تین ساتھی تھے۔ دیکھا گیا تو سوائی داہیا سنگھ ریاض اور کیپٹن ہرجیت سنگھ سوڑی کو مورخہ 10-06-1999ء

جب سنگھ ریاض کو جنوری 1991ء میں اسمگلنگ کے الزام میں تامل ناڈو پولیس نے گرفتار کیا تھا اور وہ آج کل ویلور جیل میں ہے۔ کیپٹن سوڑی ایل ٹی ٹی ای کے لئے کام کرتا ہے۔ راجیو گاندھی کے بعد اس آئی بی کو بیان دیتے ہوئے اس نے بتایا کہ اس نے پی کو کولالمپور میں فون کیا یہ فون اس نے ایک ایسی ٹیلی فون بوتھ سے الیاہ رہی تھی کیا تھا۔ اس فون میں پی نے بتایا کہ ایل ٹی ٹی ای بھارتی لیڈروں کے لئے خطرناک منصوبے بنا رہی ہے۔ اس لحاظ سے پی پر نظر رکھنا ضروری تھا اس سے قریبی معلومات مل سکتی تھیں۔ آئی بی کی رپورٹ میں ہرجیت سوڑی کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ سابق مرچنٹ نیوی آفیسر ہے اور آج کل ایل ٹی ٹی ای کے لئے مختلف جہازوں کی چلوان کا مالک ہے۔ اس کی شپنگ کمپنی سے جو ہر اس میں یونی ٹرانس شپنگ اینڈ ٹریڈنگ کے نام سے قائم ہے اس سے پی کی کمپنیوں (انٹرنیشنل شپنگ اور کرمر ہولڈنگز) کے ساتھ سنگاپور میں رابطہ تھا۔ یہ رابطہ راجیو کے قتل سے ایک ماہ پہلے نوٹ کیا گیا۔ اس واقعے کے دوران سے پی سنگاپور میں ہی تھا۔ مورخہ 11 جون 1997ء کو

آئی بی نے راجیو کے قتل کے بعد دو لیس کے کئی ٹھکانوں میں مداخلت کی اور جولائی 1991ء میں کئی گرفتاریاں کی جا سکیں۔ جنوری 1991ء میں ایل ٹی ٹی ای کی مدراس تنظیم نے جافنا ایک خفیہ پیغام بھیجا اور 7 مئی 1991ء کو کے پی نے پیغام کی کاپی مدراس کی طرف سے کئی کو مدراس میں بھیجا گیا پیغام چند ماہ بعد میں ڈی کوڈ کیا گیا۔ پیغام تھا "فرم پاؤڈر سپلائی کے لئے تیار ہے" جب ایس آئی بی نے پیغام کو ڈی کوڈ کیا تو پاؤڈر کا مطلب RDX تھا کہ خیر سوار تھا جو بیشتر بم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن ایس آئی بی

نے اس طرف سے فرم کے بارے میں جاننے کی کوشش نہیں کی گئی کہ یہ کون ہے حالانکہ آئی بی نے اس بات کے ثبوت فراہم کر دیئے تھے کہ ایل ٹی ٹی ای کے لئے اسلحہ کی فراہمی میں ملوث ہے۔

اسی ہارے میں را (RAW) نے ایک رپورٹ میں بتایا تھا کہ کے پی اور اسلحہ کے تین اہم قانونی ایجنٹ خوشونی کے درمیان اس سلسلے میں رابطہ تھا اور اس معاملے میں کے پی کے کریڈٹ سوئس (بینک) کے اکاؤنٹ سے خوشونی کے پی ٹی آئی کے اکاؤنٹ میں رقم جمع کرائی گئی۔ یہ رقم اسلحہ خریدنے کے لئے ہی جمع کرائی گئی تھی۔ تامل ٹائیگر جس، یچ ایس ایم آئی۔ 6 نے بھی اپنی ایک رپورٹ میں کے پی اور دیگر بھارتی دہشت گرد تنظیموں کے درمیان رابطے کے بارے میں بتایا (جس میں سکھ کے لیف ہر خالصہ اور خالصتان کمانڈو فورس (KCF) شامل ہیں) ان کی ایک میٹنگ ستمبر 1990ء میں لندن میں ہوئی تھی۔

نیا اتحاد کرپالان۔ سی بی آئی کے دائرے اپنی نوٹ میں بتایا کہ ایس آئی نے کرپالان کے کردار کے بارے میں بہت زیادہ تفتیش کی وہ جرمنی میں رہتا تھا اور وہاں کا شہری تھا۔ وہ 6 مارچ 1991ء سے 22 اپریل 1991ء تک مدراس میں تھا۔

○

شبہ ہے کہ اس نے بھی بم کی تیاری میں حصہ لیا تھا۔ انٹرپول نے ایس آئی بی کو جو رپورٹ بھیجی ان کے مطابق کرپالان کی غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث تھا اور وہ ... ملک ایل ٹی ٹی ای کے لئے کام کرتا ہے۔ راستے کی ... تقریباً گاڈ کے قریب موجود گھروں سے ایل ٹی ٹی ای کے ترجمان کٹو (Kuttu) ... کرپالان کو بھیجے گئے تھے۔ ایس آئی بی کے اندرونی ذرائع کا کہنا ہے اس

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

بارے میں بھی ایجنسی کے اندر سنجیدگی سے غور نہیں کیا گیا۔ ان تمام خامیوں کے متبع کرنے کے باوجود تاثر یہ ہے کہ پی اور کروپا ان کو صرف مشتبہ افراد کی فہرست میں رکھا اور ایس آئی ٹی سے باہر دن الگ سے چلنے والی اطلاعات کی تصدیق کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ ایس آئی ٹی کے ایک افسر کا کہنا ہے کہ یہ تفتیش ایسا دھیلا سرا تھا جس کی مزید جانچ ضروری تھی۔

ان چار سالوں میں ایک ہی دفعہ دھماں تفتیش کی گئی اور تقریباً سات گھنٹے پورا کیا رپورٹ کے بارے میں بھارتی کیان نے کہہ دیا کہ تفتیش مکمل ہو گئی، دراصل یہ لوگ سیاسی گورننس میں پھنس کر رہ گئے تھے کہ ای ایم کے اور اس کے اتحادی پی ٹی ماہیلا کانگریس کے جال میں، جو تامل ناڈو میں برسر اقتدار ہیں۔ بہر حال جین کمیشن کے سامنے ایس آئی ٹی کو کئی مشکل سوالوں کا سامنا ہوگا۔

اس کے بعد انڈیا ٹوڈے کار تھیکن کیان کا انٹرویو پیش کرتا ہے اور اس کے ابتدائیے میں لکھتا ہے۔

"56 سالہ ڈی آر کار تھیکن کیان جو ایس آئی ٹی کی تفتیش انوسٹی گیشن ٹیم (SIT) کے جوائنٹ ڈائریکٹر ہیں اور راجیو گاندھی کے قتل کی تفتیش کر رہے ہیں انہیں سخت تنقید کا سامنا ہے۔ اس انٹرویو میں کئی جگہ ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا تھا خاص کر ایس ٹی ٹی کی تفتیش سے متعلق سوالات پر تو وہ برہم ہو گئے یہ انٹرویو ہماری سینئر نمائندہ چترولی جوشی نے لیا ہے۔ انٹرویو کے اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

سوال۔ ایس "ٹی کیس کی خامیاں جین کمیشن کو دینے سے کیوں ہچکچا رہی ہے؟

جواب۔ یہ ہچکچاہٹ کا معاملہ نہیں ہے بلکہ قانونی طور پر ایجنسی اس بات کی پابند ہے کہ وہ اس مقصد کے لئے قائم عدالت کے سامنے اپنی تمام رپورٹس اور دستاویزات کو پیش کرے۔ یہ بہت تشویش کا مقام ہے جسے بند کمرے میں چلایا جائے

جانا چاہئے اور اس کیس کے مشتبہ افراد سے پوچھ گچھ ہو۔ یہ صرف میری رائے نہیں ہے بلکہ جیوری کے ارکان اور انٹارٹی جنرل اور سرکاری افسران بھی اس سے متفق ہیں۔

سوال۔ لیکن جین کمیشن کا کہنا ہے کہ تمام اعترافی اور سازشوں کا انکشاف کی توثیق اور تصدیق بغیر کوئی مقدمہ چلانے ممکن نہیں ہے۔

جواب۔ ہم نے جسٹس ایم جین کو کچھ دستاویزات دی ہیں۔ بلکہ آج بھی (یکم مئی) ان کو کچھ دستاویزات دی ہیں، لیکن ہم اس کا باقاعدہ اعلان 17 مئی کو کریں گے اور ہم کمیشن کی ہر ممکن مدد کریں گے۔

سوال۔ لیکن یہ آپ کے اس موقف کے خلاف نہیں ہے کہ دستاویزات کے دیئے سے انکشافات کے مقدمے میں پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی؟

جواب۔ ہم صرف مجاز عدالت کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں اور ان دستاویزات کو ہم مجاز عدالت کے سامنے پیش کریں گے۔

کیا ایس آئی ٹی یہ محسوس کرتی ہے، اس کی دستاویزات کی فراہمی سے تفتیش میں تاخیر اور خدمت کے اثرات کو دھو دے گی۔

جواب۔ بالکل ہے مقصد سوال ہے تبھی ہے مقصد کار تفتیش مکمل نہیں ہوتی ہے تو ہم بھلا کیسے فرد جرم پیش کر سکتے ہیں۔

سوال۔ کیا اب کچھ مزید تفتیش کے لئے باقی نہیں رہ گیا ہے؟

جواب۔ اب جین کمیشن پیسے معاملات کو تلاش کرے گا۔ ہم نے اپنے طور پر بہتر کیا ہے لیکن لوگوں کا نقطہ نظر مختلف ہو سکتا ہے۔

سوال۔ کیا بات ہے کہ ایجنسی جس رپورٹ میں جس دوسری دہشت گرد تنظیموں کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اس معاملے میں ملوث ہو سکتی ہیں یا ان افراد کی طرف جن کا اس معاملے میں ملوث ہونے کا شبہ ہے کیوں تفتیش نہیں کی گئی؟

Scan and PDF wagar

URDUFANS.com

جواب:۔ ہمیں تفتیش کے لئے جو وقت دیا گیا ہم نے اس میں جو بہتر ممکن تھا کیا۔

دیا۔ اب معاملہ کمیشن کے ہاتھ میں ہے کہ وہ ان لوگوں پر ہاتھ ڈالیں جن پر ہم نے فرد جرم عائد کی ہے۔ اگر کسی بھی کوئی بھی ہو اس کی چھان بین کریں۔ کمیشن کو مواد مل جائے گا اور آپ کمیشن اور ایس آئی ٹی میں فرق دیکھ لیں گے۔ ہمارے پاس وہ مواد تھے کمیشن کے پاس 5 سال ہمارے اختیارات محدود تھے، کمیشن کے پاس لامحدود اختیارات ہے۔

سوال:۔ تو آپ کے خیال میں کمیشن کو کن معاملات میں تفتیش کرنی چاہئے؟

جواب:۔ ہو سکتا ہے کہ ایل ٹی ٹی ای کے صرف چند لوگ اس معاملے میں ملوث ہوں لیکن کچھ بھی ہو سکتا ہے اس کا جواب بہت طویل ہے۔

سوال:۔ آپ شخصی فرد جرم کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب:۔ اگر اس کی ضرورت ہوئی تو ہم اسے بھی داخل کریں گے، آپ کسی بھی بالائی کیفیت کا شکار ہو کر فرد جرم عائد نہیں کر سکتے۔ فرد جرم عائد کرنے کے لئے ٹھوس کی ضرورت ہوتی ہے۔

سوال:۔ ڈی ایم کے سپریم کمشنر کے بارے میں تفتیش کیوں نہیں کی گئی؟

جواب:۔ ان کے خلاف تفتیش کی گئی ہے جس پر فرد جرم عائد کی گئی ہے۔

سوال:۔ وہ کھاکہ خچر مواد کہاں سے آیا؟

جواب:۔ ہم یہ کیوں کر آپ کو بتائیں۔

سوال:۔ کیا اس سے بھی انکار کریں گے اس معاملے میں تامل سطح پر سازش ہوئی ہے جس میں بیرونی قوتوں کی انگلیاں ملوث ہیں؟

جواب:۔ کس طرح بڑی بین الاقوامی سازش نہیں سوائے ایل ٹی ٹی ای کے کسی سفاکانہ کی ذمہ داری قبول نہیں کی۔

سوال:۔ آپ نے سی بی آئی ڈائریکٹر کو یہ کیوں کہا کہ کیس کی خاص ذمہ داریاں

حذف کر دی جائیں؟

جواب:۔ یہ ادارے کا اندرونی معاملہ ہے کہ دوسرے کو اس سے تعلق نہیں رکھنا چاہئے لیکن اس کا تعلق ذرائع ابلاغ سے ہی کیوں نہ ہو۔

اس مضمون اور انٹرویو نے تو گویا سی بی آئی کے لئے مشکلات کا پیٹارہ کھول دیا۔ سی بی آئی پہلے ہی کئی طرف سے محاصرے میں تھی۔ میں نے انڈیا ٹوڈے اور انٹرویو میگزین میں 5 جون 1997ء کو شائع ہونے والے دوسرے انٹرویو کے بارے میں ایک رپورٹ پیش کی۔ اس میں ایک خط شائع ہوا تھا کہ میں اپنی کرسی بچانے کے لئے سی بی آئی کے انٹیلی جنس بیورو کے افسروں میں سے ایک کے خلاف انکوائری کر رہا ہوں جس نے مجھے طور پر "انڈیا ٹوڈے" کو انٹرویو دی ہے۔ میری رپورٹ چونکہ خفیہ دستاویز کی حیثیت رکھتی تھی، لگتی نہ تھی اس لئے ضروری رد و بدل کے بعد اسے پیش کر رہا ہوں۔

PDF Waqar
Scan and

URDUFANS.com

PDF Waqar

Scan and

یکم 31 مئی 1996ء کی اشاعت میں ہفت روزہ "اخبار نو" نے ایک مضمون "راجیو گاندھی کا قتل، تفتیش میں خلا" مضمون نگار کا دعویٰ ہے کہ اس کے پاس کئی حساس دستاویزات ہیں جس کا موازنہ وہ سی بی آئی کی اندرونی خط و کتابت اور رپورٹوں سے کر رہا ہے۔ اس مضمون کے مطالعے سے میں نے یہ محسوس کیا کہ مضمون کے منظر عام پر آنے کے شائع ہونے کا وقت یہ سب اس مقدمے پر اثر انداز ہوں گے، جس کا تعلق ملک کی عزت و وقار سے ہے۔ اس مضمون سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ کچھ سرکاری افسران حساس نوعیت کی معلومات اور دستاویزات غیر متعلقہ افراد کو دے رہے ہیں۔ لہٰذا 29 اگست 1996ء کو نامعلوم افراد کے خلاف ابتدائی تفتیش شروع کر دی گئی۔ جوائنٹ ڈائریکٹر کے رینک کے ایک افسر مسٹر آر این ہینا جو بہت ہی تجربہ کار افسر ہیں ان کے ذمے یہ کام سونپا گیا۔ مسٹر آر این ہینا نے اپنی رپورٹ پیش کر دی۔ اس کے ذریعہ مجھے معلوم ہوا کہ ان سرکاری دستاویزات اور حاصل بیانات کو کس نے سی بی آئی سے باہر بھیجا۔ ان معاملات کے پیچھے کون ہے۔ ان میں یہ معلومات بھی تھیں کہ اس سلسلے میں کس کس کے بیانات لئے گئے ہیں۔ راجیو گاندھی کے قتل کے کیس میں کس کس سے تحقیقات کی جا رہی ہے۔ وہ خط و کتابت جس کا حوالہ انڈیا ٹوڈے

نے مضمون میں دیا گیا ہے کہ سامنے باہر بھیجے۔

○

میں نے اس کیس کے انویسٹی گیٹنگ آفیسر جوائنٹ ڈائریکٹر کی آر کارتھکی کیان کا تبصرہ بھی حاصل کیا۔ تب مجھے احساس ہوا کہ یہ کارتھکی کیان ہی ہے جس نے پریس رپورٹر سے بات کی ہے۔ اس خاتون کو حساس دستاویزات فراہم کی ہیں، لیکن رپورٹر کی گفتگو سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسے کارتھکی کیان سے ملاقات سے پہلے ہی ان دستاویزات کے بارے میں علم تھا۔ کارتھکی کیان نے تفتیش کی نگرانی نہایت ذمہ داری کے ساتھ کی تھی۔ اس نے اپنا پوزیشن واضح کرتے ہوئے کہا کہ وہ صرف رپورٹر کو اس مضمون کے شائع کرنے سے روکنا چاہتا تھا کہ اس کا فائدہ صرف اور صرف اس کیس میں ملوث افراد کو پہنچے گا، دیگر وہ افسران جن پر پہلے شک تھا کہ انہوں نے یہ معلومات باہر دی ہیں مسٹر اسوامی کانتھ اور مسٹر امیت ورما تھے۔ ابتدائی تفتیش سے یہ ظاہر ہوا کہ انہوں نے کوئی انفارمیشن لیک نہیں کی ہے۔ یہ افسران آج کل سی بی آئی میں نہیں اور وہ اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ انہوں نے کوئی انفارمیشن کسی غیر متعلقہ شخص کو دی ہے۔ 12 مئی 1997ء کو انڈین ایکسپریس میں جو خبر شائع ہوئی ہے اس میں کچھ نام نہاد تفتیشی افسران کی یہ انکوائری کسی خاص افسر کے خلاف ہو رہی ہے۔ کسی کو بھی صفائی کا موقع نہیں دیا گیا۔ راجیو گاندھی کے قتل کے حوالے سے مقدمے کی اہمیت اور حساس معاملات کی وجہ سے میرے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ اندرونی افواہوں پر توجہ دی جائے۔ لہٰذا میں نے ڈی آر کارتھکی کیان سے ان کو تسلیم کر لیا اس کو حراست میں لینے کا مطلب یہ تھا کہ وہ باقی ماندہ معلومات بھی اخبار نویسوں کو دے دیتا۔ مجھے یہ علم تھا کہ میرے 14 فروری 1997ء کے حکم کے باوجود لوگ پریس والوں سے بات کر رہے

URDUFANS.com

ہیں۔ لہٰذا اس نے دوبارہ خبردار کیا کہ وہ بغیر اجازت پریس والوں سے گفتگو نہ کریں۔

○

انڈیا ٹوڈے کے 31 مئی 1996ء میں "تفتیش میں خلا" کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا اس نے ان حقائق پر اپنے مضمون کی بنیاد رکھی۔

☆ سی بی آئی نے "کوی یم کے" کے ممبران اور راجیو کے قتل میں پاکستان کا ہاتھ کیوں نہیں تلاش کیا۔

☆ ٹی ان ٹو قوای سازش کے ثبوت ملنے کے باوجود اس کا انکشاف کیوں نہیں کیا گیا۔

☆ اس کیس کی فائلوں کے کچھ حصے کیوں حذف کئے گئے؟

☆ اس نے لکھا کہ پاداں بھا قتل اور راجیو کے قتل میں کئی معاملات میں یکسانیت ہے۔ اخبار کی رپورٹ میں اعتراض کیا گیا کہ پاداں بھا کیس میں صرف 20 افراد سے راجیو قتل کیس کے سلسلے میں کیوں نہیں پوچھ گچھ کی گئی۔ رپورٹ میں یہ بھی الزام لگایا گیا کہ اس سی بی آئی نے شری متی سونیا گاندھی (وزیر اعظم نرسمہا راؤ کی کابینہ میں) اور ان کے شوہر مسٹر راجیو کے قتل میں موت ہونے کی فرد جرم کیوں نہیں عائد کی اور دونوں کو راجیو کے قتل کی سازش کے مرکزی کردار کے طور پر گرفتار کیا جاسکے۔

☆ رپورٹ میں سی بی آئی پر الزام لگایا گیا کہ اس نے ٹی ایس کلا تھورنی جو سائیلم میں "کوی کے" کے ڈائرکٹر سیکریٹری تھے۔ ان پر راجیو گاندھی کے قاتلوں کو مدد دینے اور سازش میں شریک ہونے کی فرد جرم نہیں عائد کی گئی۔

☆ اس سی بی آئی پر یہ الزام لگایا کہ اس نے اس دھماکہ خیز مواد کی فراہمی کے اصل ذریعے کے بارے میں کوئی معلومات اکٹھی نہیں کی، جس کی وجہ سے وہ قتل ہوسکے

ہیں۔ غور سنگھ رپورٹ کے مطابق اس بات کی بالکل تصدیق ہوچکی تھی کہ پاداں بھا اور راجیو گاندھی کے قتل میں ایک ہی قسم کا دھماکہ خیز مواد استعمال ہوا تھا۔

☆ راجیو گاندھی کے قتل کے تین ماہ قبل پیلاوکل کو نہ جانے کیوں اس سی بی آئی نے نظر انداز کر دیا جبکہ حقائق کے مطابق وہ اس میں ملوث تھا۔ سی بی آئی کا کہنا ہے کہ اس کے پاس اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس کے اسلحے کے دیگر عالمی ڈیلروں کے ساتھ تعلقات تھے جن میں بوفورس توپ خانے کا سودا کرنے والے بھی شامل تھے۔ اسی طرح اس سی بی آئی نے "ہلتھامی کروپان" کے بارے میں بھی تفتیش نہیں کی۔

☆ انڈیا ٹوڈے کی اس رپورٹ کے مضمون نگار کا دعویٰ ہے کہ ان کے پاس ان کردہ تمام تحقیقاتی رپورٹیں اور دستاویزات ہیں بلکہ سی بی آئی کے اندر اس معاملے پر ہونے والی کئی بحث ہوئی وہ بھی ان کے پاس موجود ہے۔ اس مضمون کے شائع ہونے سے سی بی آئی کی ساری ساکھ خراب ہو کر رہ گئی۔ اس کی تفتیش مشکوک ہوگئی، اور اس پر صدیہ کہ مقدمے میں تاخیر کا الزام بھی عائد کر دیا گیا۔ سی بی آئی کے نزدیک معلومات کا نکل جانا ہی بڑا مسئلہ نہیں ہے کہ اس پر سپریم کورٹ کے تحت مقدمہ چلایا جائے بلکہ یہ تو ملک دشمن کے مترادف ہے کیونکہ وقت پر ملزم جنگ کی بھی انکوائری کا پتہ نہیں، نقصان دہ ہوتا ہے۔

○

سی بی آئی کے ایڈیشنل ڈائریکٹر اور اس آئی ٹی مدراس کے انچارج مسٹر کارتھی بون سے رابطہ کیا گیا تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ کن افسران نے "انڈیا ٹوڈے" کو معلومات فراہم کی ہیں۔ تحقیق کو جانچنے کے لئے ڈپٹی انسپکٹر جنرل (DIG) اس آئی مسٹر آر وی راجو کی سربراہی میں ایک کمیٹی کام کر رہی تھی ان کا کہنا تھا کہ ڈی آئی جی

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

امور کانتھ اور ایس پی امیتھ ورما قتل کے ان دو واقعات (راجیو گاندھی اور پارمان بھا) میں دھماکہ خیز مواد کے ذریعے پراسرار طریقے سے کام کر رہے تھے۔ بعد میں اس تفتیش کی سربراہی آر وی راجو کے سپرد کر دی گئی جس پر یہ معاملہ ان کی انا کا مسئلہ بن گیا۔ راجیو گاندھی کیس میں سب سے بڑا کارنامہ سیوا راسن کی شناخت کا تھا اور یہ شناخت کیس سلجھنے کی اس کا کریڈٹ ہر شخص لینا چاہتا تھا۔ اس شخص سے پوچھ گچھ میں تاخیر کی ایک کیفیت پیدا کر دی۔

یہ 13 یا 14 جون 1991ء کا دن تھا جب مسٹر راجو سے ایک آنکھ والے کرنا یا جانے والے شخص کے بارے میں معلومات جمع کی تھیں اور اسے ایل ٹی ٹی ای کے سپورٹر کے طور پر شناخت کیا تھا۔ یہ تو محض الزام ہے کہ یہ خاتون ٹی ٹی ای کے ڈائریکٹروں سے کولمبو سے 4 اور 5 جون 1991ء کی رات کو آنے کے بعد تبدیل کیا ہے۔

○

23 جون 1991ء کے بیان کے مطابق امیتھ ورما نے چارلس اور اس کی والدہ جو 20 جون کی رات ٹرچی جا رہے تھے ان پر وانلو پورم کے قریب چند لوگوں نے جو ایمبسڈر کار میں تھے حملہ کیا اور ان کی مارو تی وین (سوزوکی) جو تھامس چارلس کی تھی اور اسے ان کا ڈرائیور وجیا چلا رہا تھا، سے سیوا راسن نے اغوا کر لیا۔ سیوا راسن پارمان بھا کے قتل کے بعد سے اس ایمبسڈر کار میں سفر کر تا رہا تھا جسے پارمان بھا کے قاتلوں نے استعمال کیا تھا۔ اس بات کی اطلاع سی بی ڈی کے افسران نے دی تھی۔ اس بات کی تصدیق سائنتھان نے بھی اپنے بیان کے تحت دیئے گئے بیان میں کی تھی۔ مسٹر راجو کے بیان کے مطابق ڈائریوں کے ان تضادات کا اثر تفتیش پر پڑ رہا تھا۔ دوسری جانب مسٹر

PDF Wagar
Scan and

امیتھ ورما نے کیس کی ذمہ داریاں 29 مئی 1991ء کو سنبھالی تھیں۔ مسٹر راجو کے مطابق ایس پی کو نہیں معلوم تھا کہ کوڈ آف کریمنل پروسیجر کے سیکشن 172(1) کے تحت ایک دن میں کیس کی ایک ہی ڈائری لکھی جا سکتی ہے۔ مسٹر راجو کے بیان کے مطابق کیس سلجھنے ڈائری کے چھٹے پیراگراف کو جو بعد میں اضافہ کیا گیا تھا حذف کرنا قانونی ضرورت تھا۔ کیونکہ یہ پیراگراف مسٹر امیتھ ورما اور امود کانتھ کی وضع کردہ تھا۔

جس کیس ڈائری کو حذف کیا گیا اس پر 29.XII.91 لکھا ہوا تھا اور مسٹر ورما نے XII کو کاٹ کر 5 لکھا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ کیس 29 مئی 1991ء کو پیش کیا گیا جبکہ درحقیقت یہ اضافہ دسمبر 1991ء میں کیا گیا تھا اور دسمبر 91ء میں کیا انہوں نے تھامس چارلس سے تفتیش کی تھی جبکہ کیس ڈائری یہ بتاتی ہے کہ پارمان بھا قتل کیس میں مسٹر ڈی رگھواچاری نے تھامس چارلس سے تفتیش کی تھی، جو پارمان بھا کیس کا ایک گواہ تھا، لیکن مسٹر امود کانتھ نے اس کی تفتیش کو اپنے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کی۔ جس کی وجہ سے تمام تفتیش مشکوک ہو گئی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ تھامس چارلس نے 29 مئی 1991ء سے پہلے سیوا راسن کی تصویر نہیں دیکھی تھی، کیونکہ اس کی تاریخ کو یہ تصویر دی ہندو میں شائع ہوئی تھی۔ لہٰذا کیس ڈائری میں اس طرح کا اندراج ایک جعل سازی تھا۔

آر وی راجو کی رپورٹ پر کارتھی کیان نے ایس راماٹی جو سینئر آفیسر تھے ان سے تھامس چارلس اور ان کے ڈرائیور سے دوبارہ تفتیش کرنے کو کہا۔ تھامس چارلس نے ایس راماٹی کو جو بیان ریکارڈ کرایا اس میں اس نے کہا کہ۔۔۔

29 مئی 1991ء کو مسٹر امود کانتھ اور مسٹر امیتھ ورما میرے گھر پر آئے اور مجھ سے واقعے کی تفتیش کی۔ میں نے انہیں تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ لیکن میں ان میں سے کسی شخص کو نہیں پہچان سکتا تھا۔ جنہوں نے گاڑی اغوا کی تھی۔ لہٰذا میں ان میں

URDUFANS.com

سے کسی شخص کو شناخت نہیں کر سکا جن کی تصویریں کنپٹی والے دن پر دکھائی گئی تھیں۔

البتہ 23 جون 1991ء کو مسٹر اسود کانتھ اور مسز امیتہ دہ سے ملنے ان کے گھر آئے تھے اور ایک شخص کے بارے میں بتایا کہ یہ اس قتل میں ملوث ہے۔ ان میں سے ایک آدمی نے مجھے اس گینگ کے ایک شخص کی صورت نظر آئی جس نے مجھ سے گاڑی چھینی تھی۔

ان حقائق کی روشنی میں اس کی سے چیف ڈائریکٹر تھی یہاں مذکورہ ذیل آئی جی اور اس پی سے ان کے تبصرے مانگے اور اسی وقت اس سی بی آئی کے چیف سے ڈائریکٹر (سی بی آئی) کو خط لکھا اور صورت حال کی وضاحت کی اور اس بات کی اجازت طلب کی کہ وہ چیف انویسٹی گیشن آفیسر کو کیوں نہ مذکورہ کیس واپس خذف کرنے کے لئے کہہ دے۔ انہوں نے لکھا کہ اس کام کو انہوں سے ڈائریکٹر سی بی آئی اور ایڈیشنل ڈائریکٹر سی بی آئی کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ جو چاہیں ایکشن لیں۔ میری ہمیشہ سے یہ کوشش رہی کہ تفتیشی افسران کو ان کے کام کے سلسلے میں آزاد چھوڑ دیا جائے کیونکہ ملک کی تاریخ کے سب سے اہم کیس پر وہ کام کر رہے ہیں اور انہیں تفتیش کی تکمیل میں آزادانہ حیثیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

جب یہ کاغذات ایڈیشنل ڈائریکٹر سی بی آئی اس کے دفتر کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس کیس کے پرنسپل ایڈوائزر مسٹر وجے کرن (ڈائریکٹر سی بی آئی) سے مشورہ کیا اور 2 اپریل 1992ء کو انہوں نے جو مشورہ دیا ہم نے اس سے اتفاق کیا۔

نتیجہ آئی کی تھ کے ساتھ جو صورت حال آئی اس کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ ذمہ داریوں کو بلدو میں تقسیم کیا جائے۔ اس طرح کا معاملہ 23 جون 1991ء کی ذمہ داریوں کے ساتھ بھی تھا۔ ان دو افسران کی توجہ دلائی۔ نیز مسز اور SFG87ء کی ہوں اور ہوں کے دیگر لیڈروں پر تھی جو چاندنی بھاگلپور راجیو گاندھی کی قتل گاہ سے

ملے تھے۔ وی آئی جی راجو کا کہنا تھا کہ ان تمام معلومات کا فائدہ مقدمہ میں داخل صفائی کو پہنچتا۔ ایس آئی ٹی ان دو افسران کے خلاف تادیبی کی کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

مسٹر راجو کا کہنا تھا کہ انڈیا ٹوڈے کو جو معلومات لیک کی گئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے جس شخص کی رسائی میڈیا تک ہے اس کی پہنچ ان معلومات تک بھی ہے جو ایس آئی ٹی کی کرائم فائل سے ان معلومات کو خذف کر دیں گے۔ تو یہ معلومات ہر ایک تک نہیں پہنچ سکیں گی۔ کیونکہ کیس کی یہ فائلیں اور کرائم فائل ایس آئی ٹی مدارس اور دہلی میں رہیں گی اور خذف شدہ فائلوں تک ہر ایک کی پہنچ نہیں ہوگی۔ ایس پی بالا جی اور مسٹر کارتھکیان دو افراد تھے جو اس سارے معاملے سے واقف تھے اور تمام معلومات ایک کمپیوٹر فائل میں تھیں جو فائل کی سے اندر موجود تھیں یہ فائل ڈی آئی جی آر سری کمار کے قبضے میں تھی جو 15 جون 1996ء تک کمپیوٹر سیکشن ایس آئی ٹی کے انچارج تھے۔ ان افراد کے علاوہ ڈائریکٹر سی بی آئی اور ایڈیشنل ڈائریکٹر سی بی آئی ایس کے دفاتر میں تھی اسود کانتھ اور ایس پی امیتہ دہ کی پہنچ میں یہ تمام ریکارڈ تھا۔

○

مسٹر راجو کا کہنا تھا کہ ایس آئی ٹی میں کام کرنے والے افسران کے پاس تو کوئی جواز نہیں تھا کہ وہ انڈیا ٹوڈے کو یہ معلومات فراہم کرتے۔ اسی طرح ڈائریکٹر وجے کرن اور ایڈیشنل ڈائریکٹر اس کے دفاتر بھی اس سلسلے میں شبہ سے بالا تھے کیونکہ وہ تو ان خرابیوں اور انکشافات پر متفق تھے۔

یہ تھا وہ اس وقت سامنے آیا جب امیتہ دہ کی لکھی ہوئی کتاب ذمہ داریوں اور سازش

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

ڈائریوں میں (جو 29 مئی 1991ء اور 23 جون 1991ء کو لکھی گئیں) کافی تضاد پایا تھا۔ یہ تضاد کچھ تو اس چارٹس کی وجہ سے (جو 28 مئی 1991ء کو دی گئی) کے حوالے سے تھا اس وقت تفتیشی ٹیم کی سربراہی مسٹر اسود کاظمی کر رہے تھے۔ کاظمی کمیشن کے مطابق 29 مئی 1991ء اور 23 جون 1991ء کی تین ڈائریوں کا ایس آئی ٹی کے دفتر میں تفصیل اور غور سے جائزہ لیا گیا۔ یہ رپورٹ ڈی آئی جی راجو اور ڈی آئی ٹی رمائی نے تیار کی تھی۔ اس کے بعد کاظمی کمیشن نے ان دونوں کیس ڈائریوں کے حذف کرنے کا حکم دیا۔ جو میسرز ورسٹ نے لکھی تھیں اور قتل میں چارٹس کی تصویری شناخت والی گواہی بھی حذف کر دی۔ کیونکہ مسٹر رمائی کے سامنے قتل میں چارٹس اور ان کے ذریعے یہ بیان دیا کہ ان سے مشورہ یہ بیان وصول کر دیا گیا۔

ان معاملات کی روشنی میں اس بات کا زیادہ امکان نظر آتا ہے کہ مسٹر اسود کاظمی اور مسٹر امیتابھ ورما نے یہ معلومات "انڈیا ٹوڈے" تک پہنچائی ہوں۔ تاکہ ایس آئی ٹی کی ٹیم کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے۔ جب کہ اس معلومات کے باہر جانے پر نہ معلوم افسران کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی تو تفتیش کا رخ صرف اس حد تک رکھا گیا کہ ان افسران کے معلومات کو دینے کا مقصد کیا تھا۔ مضمون میں جن باتوں پر زور دیا گیا تھا ان میں کیا کمی تھی اس کے لئے تفصیل میں جانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ مضمون نہ صرف تفتیش کے معاملات سے غیر متعلق تھا بلکہ اس مقصد کے لئے قائم عدالت کے کام میں مشکلات پیدا کر رہا تھا جس نے ان معاملات کی اشاعت پر پابندی لگائی ہوئی تھی کویہ توہین عدالت کے مترادف تھا۔ جیسا کہ کاظمی کمیشن کا کہنا ہے کہ مسٹر اسود تھا اور مسٹر امیتابھ ورما نے کیس ڈائریوں کو حذف کرنے سے قبل ممکن ہے انہوں نے انکار کیشن لیک کر دی ہوں۔

انکوائری سے معلوم ہوا کہ دونوں تفتیشی ٹیم کے افسران میں اختلافات عروج پر ہے اور انکوائری میں ایک دوسرے سے سخت سے سخت الزامات لگاتے اور ایک گروپ ڈائری کے حذف کرنے پر تھا تھا دوسرا حذف شدہ ڈائریوں پر اڑا تھا۔

ای آئی جی ایس آئی ٹی مدراس سے "انڈیا ٹوڈے" کو دی جانے والی معلومات پر مشتمل رپورٹ پیش کی تو اس میں وہ دستاویزات بھی شامل تھیں جن کا ذکر "محترمہ جوشی کی رپورٹ میں کیا گیا تھا۔ رپورٹ میں مسٹر راجو کے رکھوتا تھن ڈی ایس پی (سی آئی او) مسٹر ایس رمائی کا ندام (سینئر ایس آئی ٹی) مدراس ہی سی بی (کرائم اسسٹنٹ ایس آئی ٹی مدراس) کے بیانات شامل تھے۔ کیونکہ اس کیس کا سارا ریکارڈ انہی لوگوں کے پاس رہتا تھا اور یہ ریکارڈ ایس آئی ٹی مدراس کے دفتر میں موجود تھا۔ ہر ایک نے اپنے بیان میں انڈیا ٹوڈے کے ساتھ کسی تعلق سے انکار کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ انہوں نے پریس کو کوئی انفارمیشن لیک نہیں کی۔ مسٹر ایم ایل راجو نے اپنے بیان میں جوشی صاحبہ کے مضمون میں اٹھائے گئے تین پوائنٹس کو کھل طور پر رد کیا جو شی نے یہ پوائنٹس ایس آئی ٹی کی رپورٹ کی بنیاد پر اٹھائے تھے۔

21 مئی 1991ء کو راجیو گاندھی کے قتل کے بعد 24 مئی 1991ء کو قتل کی تفتیش مقامی پولیس سے سی بی آئی کو منتقل ہو گئی تھی۔ 24 مئی 1991ء کو کیس انسپکٹر جنرل پولیس (سپیشل ریزرو پولیس فورس) کارتھکی کیان کے زیر تفتیش کیس دوبارہ رجسٹر کیا گیا اور انویسٹی گیشن ٹیم تشکیل دی گئی۔ تمام تفتیش کو اعلیٰ حکام پر ہائر لیکٹر سی بی آئی خود دیکھ رہے تھے۔ چار ٹیمیں تشکیل دی گئی تھیں ہر ایک کا سربراہ ایک ڈی آئی جی تھا۔

(i) رکھوتا یاتھ، ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ پولیس کو باہمی رابطہ دینے کی ذمہ داری مسٹر ایس رمائی۔

(ii) انٹروگیشن (پوچھ گچھ) مشتبہ افراد کو زیر حراست رکھنا کیونکہ معلومات زیر نگرانی مسٹر آر سری۔

Scanned with CamScanner

URDUFANS.com

(III) انسپکٹر کیمیکل زیر نگرانی اسود کاظمی۔

(IV) انسپکٹر جنس اور تفتیش زیر نگرانی مسٹر داؤد احمد نور ایچ۔

24 مئی 1991ء کو "دی ہندو" نے اس مشتبہ عورت کی تصویر شائع کی جو اپنے قتل کے وقت میں موجود تھی اس تصویر میں "کرتا پاجامہ" پہنے ایک شخص موجود تھا جو تصویر کے پس منظر میں موجود تھا۔ یہ تصویر دوبارہ 29 مئی 1991ء کو "ہندو" میں شائع ہوئی۔ مسٹر امیتابھ ورما نے اپنی تحقیق کے دوران (جو وہ مسٹر اسود کاظمی کی نگرانی کر رہے تھے) دو اہم باتیں نکالیں ایک 28 مئی 1991ء کو دوسری 29 مئی 1991ء کو، جنہیں ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

ان افراد سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ میجر سابھارول (ایکسپلوسیو ایکسپرٹ) میں (ڈائریکٹر سوتھر (بلیسٹک ایکسپرٹ) سی ایف ایل حیدرآباد) دھماکہ خیز مواد کے یہ ماہرین تحقیقات میں استعمال ہونے والے دھماکہ خیز مواد کی جانچ میں مصروف تھے ان سے پاس پاداں بھاسکر قتل کے موقع سے ملنے والا دستی بم بھی موجود ہے جس کی وہ جانچ کر چکے تھے ان کی گفتگو سے جو حقائق سامنے آئے وہ کچھ اس طرح ہیں۔

قتل میں استعمال ہونے والے دھماکہ خیز مواد کے بہت سے وقتوں میں چاہے وہ فوج کے یا دہشت پسندوں کی طرف سے کئے گئے ہوں، جلیٹن Gelatine کو دھماکہ خیز مواد کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اور ان معاملات میں یا تو کیلشیم نائٹریٹ کو بھی ملایا گیا ہے۔

پاداں بھاسکر کے قتل میں جو دھماکہ خیز مواد پھٹنے والے دستی بم سے ملا وہ RDXC4 قسم کا دھماکہ خیز مواد تھا۔

21 مئی 1991ء کو "سری پیرمبدور" پر دھماکہ کے دو تین گھنٹے کے بعد جو شواہد ملے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ دھماکے میں RDXC4 قسم کا بم استعمال ہوا تھا۔ اس کے علاوہ "سری پیرمبدور" اور "پاداں بھاسکر" پر دھماکہ کے بعد تحقیقات کے دوران ملنے والے

دیسے ہی ٹکڑے پاداں بھاسکر کے قتل کے موقع پر بھی ملے تھے۔ بظاہر دیکھنے پر یہ ٹکڑے ایک ہی جسامت کے لگتے ہیں۔

جائے واردات کے تجزیے سے معلوم ہوا کہ ان دونوں حملوں میں ایک ہی قسم کے دھماکہ خیز مواد استعمال کئے گئے ہیں۔ ان دھماکوں کا خود بھی مشاہدہ کیا گیا اور ان میں یکسانیت پائی گئی۔ 2 کی میٹر کے بہ ہر ان گڑھوں کا وزن 05 کلو تھا۔ اسی کی روشنی میں ماہرین کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں۔

تحقیقات کی روشنی میں جو اس نے "پاداں بھاسکر" کیس میں کی ہے 6 افراد کو اس نے مشتبہ قرار دیا ہے جنہوں نے اس کی دین کو اغوا کیا اور "پاداں بھاسکر" کے قتل کے بعد اس کی دین کو خلاص چھوڑ دیا۔ اس کے بیان کے مطابق اس میں پانچ نوجوان لڑکے تھے جن کی عمریں 20 سال کے اندر اندر تھیں۔ ایک شخص تیس سال سے زائد کا لگتا تھا۔ یہ لڑکے جینز پہنے ہوئے تھے اور ہتھیاروں سے لیس تھے۔ ان میں سے ایک لڑکی تھی، جو ان میں بڑی عمر کا تھا اس نے دھمکی دے کر قتل کی اسکیم اور اس کے ڈرائیور کو سڑک پر پھینک دیا۔ وہ شخص تھوڑا گھبرا اور سہما ہوا تھا اور ان سب کا سربراہ معلوم ہوتا تھا۔ بعد میں اس شخص کو راجیو گاندھی کے کیس میں "کرتا پاجامہ" پہنے ہوئے شخص کے طور پر شناخت کیا گیا۔

پاداں بھاسکر قتل کیس کے تفتیشی افسر مسٹر رگھوپاری (ڈی ایس پی) سے گفتگو میں درج ذیل نکات سامنے آئے۔

"یہ لوگ بہت حساب سے کام کر رہے تھے۔ ان کا کام شناخت کا تھا۔ قتل میں 6 افراد شریک تھے جن کا تعلق ٹی ٹی ای کے دہشت پسندوں سے تھا۔ یہ لوگ 20 جون 1991ء کو "پیڈا پار تھیوال" سے تھوڑے مشرقی ضلع کے راستے سری پیرمبدور پہنچ گئے۔ حملے میں کام آنے والے خودکش کارکن کو یہاں اور خول بھی ملے تھے۔ اس کے

PDF Waqar
Scan and Upload

URDUFANS.com

علاوہ ایک RDX کی بم بھی ملا جو پھٹا نہیں تھا۔ یہ بم ایک کمرے میں تھا جسے پولیس نے ایکسپلوسو ایکسپرٹ کی مدد سے بعد میں ڈسپوز آف کر دیا۔

جب یہ دہشت گرد بھاگ رہے تھے تو انہوں نے ایک ماروتی وین (TN07361) کو روکنے کی کوشش کی اور ڈرائیور سے کہا کہ انہیں ترچی کے قریب اتار دے۔ اس نے تمام مسافروں کو نکال دیا سوائے ایک شخص کے جو کرتا پاجامہ پہنے ہوئے تھا۔ اس شخص کی تصویر اتار لی گئی ہے۔ وہ شخص بھی ان میں شامل تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ایل ٹی ٹی ای کا گورننگ باڈی ممبر ہے۔ اس کی صرف ایک آنکھ تھی۔ 28 مئی 1991ء کو مسٹر ہیمت درما نے جو ڈائری لکھی تھی اس میں صرف ایک پوائنٹ مشترک تھا۔ وہ تھا مس چارلس نے پارلیمنٹ ممبر کیس کے سلسلے میں بتایا تھا۔ اس ڈائری میں مسٹر اسود کا نقطہ نظر اس کیس کے سلسلے میں تبدیل کرنے پر تبصرہ تھا کہ وہ شخص ہری بابو کی تصویر میں کرتا پاجامہ والے شخص سے ملتا جلتا تھا۔

5 فروری 1992 کو ڈی آئی جی مدراس کو سی آئی ڈی کی جانب سے کیس ڈائریوں کا خلاصہ موصول ہوا۔ جس میں 24 مئی سے 20 اگست تک کی رپورٹوں کا خلاصہ موجود تھا۔ 29 مئی کو تھامس چارلس نے کرتا پاجامہ والے شخص کو سیونا سن کے طور پر شناخت کیا۔ اس شخص کو اس ڈرائیور نے بھی شناخت کیا جس کی وین کو ایل ٹی ای کے دہشت گردوں نے اغوا کیا تھا۔

ڈی آئی جی راد ھاکرشنن راجو جو مدراس میں تفتیشی افسر تھے۔ انہیں ان رپورٹوں کے نیچے ہونے پر شک تھا۔ خاص کر ان رپورٹوں پر جو امیت ورما نے 29 مئی 1991ء کو لکھا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ اس تاریخ کو تو ہری بابو کی کھینچی ہوئی تصویر شائع ہوئی تھی جس میں ہم کرتا پاجامہ والے شخص کو شناخت کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لہٰذا انہوں نے مسٹر بالا جی سے تمام دستاویزات اور 29 مئی 1991ء سے لے کر 23 جون

1991ء تک کی رپورٹیں (ڈائریاں) دیکھ کر بتائیں، پال کی سے تمام ریکارڈ دیکھنے کے بعد انہوں نے 12 فروری 1992ء کو پیش کی جس پر آر راجو کا تبصرہ بھی موجود تھا۔

راجو نے بتایا کہ 29 مئی 1991ء کو امیت ورما اور اسود کانتھ کی جانب سے "کرتا پاجامہ" والے شخص کو پہچاننے کا دعویٰ اس زمانے کے دستاویزی ثبوتوں کے خلاف ہوتا ہے۔ اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ امیت ورما نے یہ رپورٹ شائع کی تھی اس کے لئے کوئی تحقیق نہیں کی تھی جب کہ انہوں نے جو رپورٹ پہلے بھیجی تھی اس میں تھامس چارلس کی گواہی کا کوئی تذکرہ نہیں تھا۔ اس طرح انہیں آئی جی نے 23 جون 1991ء کو جو رپورٹ تیار کی تھی اس کو جو ریکارڈ دیئے تھے اس میں تھامس چارلس کا بھی ذکر نہیں تھا کہ تھامس چارلس نے 29 مئی یا 23 جون کو اسود کانتھ اور امیت ورما کو کوئی بیان دیا تھا۔

○

اس کے لئے ان کے تبصرے اور اقتباسات کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ مسٹر راجو نے بتایا کہ 24 مئی 1991ء سے 31 جنوری 1992ء تک کی ڈائریوں کی نقول امیت ورما دہلی میں ان کے ڈی آئی جی کے پاس موجود تھیں۔ جن کے ساتھ ضمیمہ جات بھی تھے۔ یہ دستاویزات مدراس کے دفتر کو واپس نہیں بھیجی گئیں۔ حالانکہ مدراس کے دفتر نے کئی بار مسٹر ورما کو یاد دہانی کرائی۔ ان کے جانشین مسٹر این کرشنن نے دہلی کے دفتر میں موجود اس کیس کی تمام دستاویزات کو واپس بھیجا۔ راجو نے یہ بھی بتایا کہ انہوں نے 30 جون 1991ء کے شمارے میں مسٹر اسود کانتھ اور مسٹر ہیمت ورما کی تصویریں بھی چھپی تھیں۔ جس میں ان کو سی آئی ڈی کا کلیدی کردار قرار دیا گیا تھا۔ جبکہ اخبار یہ صاف بتاتی تھیں کہ یہ لوگ دراصل اس سلسلے

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

سکے دو مستند ہیں۔

امود کانتھ اور امیتابھ ورما نے دی ہندو کو جو بیان دیا تھا اس میں انہوں نے اپنے مؤقف میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ انہوں نے تفتیش کرنے کے بعد کیس ڈائری میں لکھا تھا کہ انہوں نے اس سلسلے میں ایس آئی ٹی کے چیف کمار تھگی کیان کو ان کے نوٹس کے جواب میں یہ بات یکم مارچ 1992ء کو بتا دی تھی۔

امود کانتھ نے اپنے مؤقف کے حق میں اس زمانے کی دستاویزات پیش کیں۔ انہوں نے یہ بھی واضح کیا کہ امیتابھ ورما کی لکھی گئی کیس ڈائریوں میں بعد میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ تھیاگراجن سے لے کر یہ دستاویزات پیش کرنے تک اگر یہ دستاویزات کسی کے ہاتھ لگے ہیں تو وہ ایس آئی ٹی کے جوائنٹ ڈائریکٹر تھے۔ امود کانتھ نے ایک واقعے کا ذکر بھی کیا کہ اس کے بعد مسٹر راجو اور مسٹر کمار تھگی کیان پر مشتمل ایس آئی ٹی کی ٹیم کو ان سے اور امیتابھ ورما سے عناد پیدا ہو گیا تھا۔ ان کے بیان کے مطابق اسے ایڈیشنل ڈائریکٹر ٹی وی آئی نے اس بات کی تفتیش کرنے کے لئے کہا تھا کہ کس نے جائے "وقوعہ" کی تصویر "دی ہندو" کو دی تھی اور اس بات کو یقینی بنانا تھا کہ سیوا اس کی تصویر اس دن شائع نہیں ہو گی۔ دیادونوں تصویریں ایک ہی دن کئی شائع ہوں گی۔ تیری بیوٹو گرافر کاشیون کمیر، جو متنازعہ پولیس سٹیشن میں سے لیا تھا۔ 26 مئی کو ٹیم کے ٹی وی آئی کے حوالے کیا گیا جو اس نہایت اہم مقدمے کا اہم دستاویزی ثبوت تھا۔

ٹیم "ٹی وی آئی" کے ایس پی بال سبرامنیم نے تفتیش کی تو یہ بات ثابت ہوئی کہ ایس پی بالاجی نے "دی ہندو" سے درخواست کی تھی کہ تصویر کے جس حصے میں سیوا اس ہے وہ شائع نہ کیا جائے اس کا سبب مذہب ہے کہ اسے معلوم تھا کہ 23 مئی 1991ء کو جو تصویر شائع ہوئی تھی وہ غلط طور پر دی گئی تھی۔ بعد میں یہ بھی معلوم ہوا کہ

تصویر کے جس حصے کو ایکسپوز کیا گیا وہ دھماکے کی جگہ سے دور تھی۔ یہ بات ثابت ہو گئی تھی کہ اس کام میں ٹی وی آئی ایف ایس ایل اور اس کے ڈائریکٹر مسٹر پھدرا سوکھرن کا ہاتھ ہے، جنہوں نے "دی ہندو" کو تصویر دی۔ اس وقت یہ فیصلہ کیا گیا کہ معاملہ ریاستی حکومت کے سپرد کر دیا جائے، تاکہ وہ پھدرا سوکھرن کے خلاف ایکشن لے سکے لیکن مسٹر کار تھگی کیان اس بات سے متفق نہیں ہوئے۔ انہوں نے مسٹر راجو کی کہانی کو مسترد کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے سیوا اس کی شکست کے غصے سے کام لیا تھا یہ کہانی ایس آئی ٹی کی طرف سے بیان کی گئی تھی۔ اس بات کی تصدیق ٹی وی آئی کے ڈائریکٹر نے کو بوسے 4 اور 5 جون 1991ء کی درمیانی شب کو کی تھی۔ 9 جون 1991ء کو ہری پوری کھینچی ہوئی تصویر کی مدد سے ایسے چشم دید گواہ نے شاید کمودیوالی نے تالیتی کو پہچانا۔ جس کی وجہ سے "بھاگیہ تا تھن" کی گرفتاری 11 جون 1991ء کو عمل میں آئی اور ساتھ ہی تالیتی کی بھی گرفتاری ہوئی۔ ہری پوری کے لوگ سے صرف تھنگر کی ہتھیار اٹھی کی بہن کا بیٹا کامل ثبوت کے طور پر اس آئی کو بتا سکا جس سے یہ اندازہ لگایا گیا کہ ایل ٹی ٹی ای کے مشکوک رکن "بھاگیہ تا تھن" سے ان کا تعلق ہے۔ ایک اور شخص تھنگر 23 مئی 1991ء کو گرفتار کیا گیا اس کے پاس کا نظر ہر کے دو کیپسول بھی تھے اور ایک چٹ تھی جس پر تالیتی اور مورگن اور تین مقامات کے ٹیلی فون نمبر تھے۔ جس کے ذریعے سیوا اس تالیتی اور مورگن جو قاتل تھے ان سے رابطے کا پروگرام درج تھا۔ اس معلومات پر پوری توجہ کام نہیں کیا گیا 9 جون 1991ء تک ان لوگوں کو گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ حتیٰ کہ دو مرد وزن اور ٹرک شرسے تعلق سے جو سیوا مرن کی پوری تھیں انہوں نے ایس آئی ٹی کو معلومات فراہم کر دیں لیکن اس پر بھی کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔

امود کانتھ نے اپنی تمام ڈائریاں رکھیں جو اس نے اپنی ملازمت کے دوران خاص

URDUFANS.com

کر دی پولیس میں مرتب کی تھیں۔ یہ ڈائریاں مختلف کیسوں سے متعلق تھیں۔ جن میں اسود کا نام بطور تفتیشی افسر شامل تھا۔ اس میں راجیو گاندھی کے قتل کی خصوصی رپورٹ بھی شامل تھی۔ اسود کا نام کا کہنا تھا کہ اس کی راجیو گاندھی والی رپورٹ پر سرسری نگاہ ڈال گئی ہے اس نے اس رپورٹ کی ایک فوٹو کاپی بھی رکھی تھی جو اس رپورٹ کی ہو بہو نقل تھی۔ جس میں اس نے اس پانچ انگلی چارٹ اور تھمس امپریشن کا بھی تذکرہ کیا تھا۔

مسٹر کانتھ نے انڈیا ٹوڈے کے رپورٹر کے ساتھ مسٹر ڈی آر کارتھکی کیان کے انٹرویو کا مسودہ بھی پیش کیا۔ جو وہ انڈیا ٹوڈے ایڈیٹر سے ذاتی طور پر درخواست کر کے لیا تھا۔ اس رپورٹ کا متعلقہ حصہ پیش ہے۔

"یہ بات معلوم کرنے کے لئے کہ انڈیا ٹوڈے کے رپورٹر کو کس نے معلومات فراہم کی۔ اس کا جواب سادہ سا ہے۔ انڈیا ٹوڈے کی رپورٹ مسٹر ڈی آر کارتھکی کیان کے انٹرویو پر مشتمل ہے۔ جن کو اس قدر تفصیل کا علم ہے کہ کس نے کیا کچھ کیا ہے انہوں نے ہی کیس ڈائریوں کے مرتب کرنے کی ذمہ داری تامل ٹائی گر کے ڈائریکٹر مسٹر وسیجے کرن پر ڈالی۔ اس انٹرویو میں، جس نے انڈیا ٹوڈے کے ایڈیٹر سے رسمی طور پر درخواست کی کہ وہ مجھے کارتھکی کیان کے انٹرویو کی نقل مہیا کر دے لہذا مجھے کارتھکی کیان کے انٹرویو کی نقل اس رپورٹر سے ملی۔ جس میں کارتھکی کیان نے اس رپورٹر سے کہا تھا کہ "میں آپ کو پسند کرتا ہوں واضح رہے کہ انٹرویو لینے والی خاتون تھیں میں آپ کو قائل کر سکتا ہوں۔ لیکن میں چاہوں گا کہ آپ مسٹر وسیجے کرن سے کچھ بات چیت کریں۔ آپ ان سے بات کیوں نہیں کرتیں آپ کیا خیال کرتی ہیں کہ مسٹر وسیجے کرن جیسا شخص غیر قانونی احکامات دے گا۔ اس نے مزید کہا کہ میں آپ کو ہر چیز دکھاؤں گا آپ کل صبح تشریف لائیں۔ آپ آئیں گی میں آپ کو ہر چیز

دکھاؤں گا۔ لیکن اسے لکھنا نہیں۔ بہر حال آپ مجھے پسند آئی ہیں لہذا میں آپ کو سب کچھ دکھا سکتا ہوں۔ آپ تشریف لائیں جو کچھ کیس ڈائریاں دیکھنا چاہیں دیکھ لیں۔ اس نے مزید کہا کہ میں اور پریس ہم باہمی رابطہ رکھیں تو ہم کیس کو آسانی حل کر سکتے ہیں۔ ہر روز ایک گتھی سلجھ سکتی ہے۔" اس کی روشنی میں کس نے تفتیش کو غیر ذمہ دارانہ رنگ دیا یا وہ میں تھا؟ جب کہ میں نے کیس کو فیل ہی نہیں کیا۔ مقدمے کی تکمیل ہی نہیں ہوئی، لوگ قائل ہو گئے دیا قائل ہو گئی۔ کیونکہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔" اسود کے صفحہ 291 سے 297 تک قابل توجہ ہیں۔ "میں آپ کو بتاتا ہوں کہ بحث کرنے میں کیا ہوا لیکن جو کچھ میں آپ کو بتاؤں گا اور آپ اس کا ذکر اپنی سورس کے حوالے سے کریں گی، لیکن میرا نام نہیں آنا چاہئے، کیونکہ دو صفحوں کے مضمون کے لئے آپ مجھے اس بڑے ہوئے لوگوں کے سامنے کھڑا کر دیں گی۔"

اسود کے آخر میں مسٹر کارتھکی کیان نے کہا "آف دی ریکارڈ میں آپ سے ایک بات کہوں کہ میں نے سوچا تھا کہ میں آپ سے بات ہی نہیں کروں گا لیکن میں آپ سے اب تک بات کر رہا ہوں بلکہ آپ کو سورس فائلیں دکھا رہا ہوں لہذا کمیشن کی رپورٹ کو یاد رکھئے گا جو میں نے آپ کو دکھائی ہے۔"

○

اسود کا نتھ نے بتایا کہ 9 ماہ تفتیش میں گزارنے کے بعد اس کو واپس اس کی آئی کے دفتر واپس منتقل کر دیا گیا۔ لہٰذا راجیو گاندھی قتل کیس کا ریکارڈ واپس آئی کی صدر دفتر واپس منتقل ہو گیا اور اسے آئی جی (پی) مسز ایس آر وجیا سندر کی نگرانی میں دیا گیا۔ پہلے بھی کیس کی فائلوں سے کئی مرتبہ اس میں ہیر پھیر کیا گیا۔ اس بار بھی شبہ یہیں کا تھا۔ مسٹر اسود کا کہنا تھا کہ تھامس جارلس کے ساتھ گفتگو یا بیان میں کوئی تضاد نہیں ہے اور

PDF Wagar
Scanned

URDUFANS.com

ہری ہاہو کی تصویر سے اس نے جس شخص کو شناخت کیا اس کے لئے تھامس چارلس پر کوئی دباؤ نہیں ڈالا گیا تھا، اسود کا تقرر سنہ 28 مئی اور 29 مئی 1991ء کی ڈائریوں میں تبدیلی یا ردوبدل کے الزام سے بھی انکار کیا۔ اس نے جوائنٹ ڈائریکٹر انٹیلی جنس کو 5 مارچ 1992ء کو شناخت کر دی تھی جس میں اس نے اس بات پر سخت احتجاج کیا تھا کہ ڈائریوں کو واپس لینا چاہئے۔ اس نے بتایا کہ اصل مسئلہ تھامس چارلس کی گواہی میں پائے جانے والے فرق پیدا ہو رہا ہے۔ اسود کے مطابق تضاد کوئی اتنا زیادہ سنجیدہ نہیں ہے جتنا کہ تھامس چارلس اور اس کے ڈرائیور سری نواسن کا بیان ایک ہی دن مسٹر راؤ کی سنے ریکارڈ کیا گیا تھا۔ دونوں کے بیانات میں تضاد موجود ہے۔ یہ تضاد ان الزامات کے بارے میں ہے کہ انہوں نے راجیو گاندھی کو کیا کچھ دیا تھا۔ اسود نے کہا کہ دونوں بیانات کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

چیف جسٹس نے جب اس بارے میں استفسار کیا تو وکیل اپنے اعتراض پر ثابت نہ ہو سکے۔ فیصلہ محفوظ پر قائم تھا۔ 22 جنوری 1996ء کو سپریم کورٹ نے مرکزی حکومت کی درخواست خارج کر دی۔ جو جین کمیشن کے ساتھ ڈائریوں کے اشتراک کے حوالے سے تھی، جبکہ اس سی بی آئی کا سپرنٹنڈنٹ کمیشن کے ساتھ ڈائریوں کے تبادلے پر تھا۔ جو راجیو گاندھی کے قتل کے بارے میں کی گئی تفتیش پر مشتمل تھیں۔ لیکن یہ معلوم ہوا کہ جس آئی بی نے کمیشن کے ساتھ از خود کوئی اشتراک یا تبادلہ نہیں کیا تھا۔

چیف جسٹس نے اپنے ایڈیٹر سے مشورہ کیا کہ کیا وہ اس مسئلے پر رپورٹ لکھے، چنانچہ اس نے ہوم منسٹری کے کچھ افراد کے ساتھ ملاقات کی جس میں اسے یہ بتایا گیا کہ کمیشن کے کچھ پہلوؤں کی سماعت نہیں کی گئی ہے اور سابقہ ڈائریوں کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اس نے مسٹر کارتھکی کیان سے دہلی میں اسٹاف ہوٹل میں شام 6 بجے ملاقات کی اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ یہ ملاقات 8 بجے تک جاری رہی پھر دوسرے دن ملاقات کا وقت

طے ہوا۔ اس کے بیان کا مقدمہ پیش ہے۔

"تمام انٹرویو ریکارڈ پر موجود ہے۔ انٹرویو کے دوران کارتھکی کیان نے یقین دلایا کہ وہ مجھے تمام متعلقہ ڈائریاں دکھائیں گے اور میری اس تشویش کو دور کریں گے کہ اس معاملے میں کوئی غیر قانونی کام ہو رہا ہے۔ مجھے انٹرویو کے دوران کارتھکی کیان نے بتایا کہ ریٹائرڈ پولیس افسران کی مدد اس کے بارے میں ہونے والے فیصلے کی نقول بھی دکھائیں۔ وہ خفیہ رپورٹس بھی دکھائیں جو ہوم منسٹری نے جین کمیشن کے لئے تیار کی تھیں۔ تیسرے دن 4 مئی کو میری ملاقات کارتھکی کیان سے صبح 11.30 پر ہوٹل دہلی میں ہوئی۔ اس وقت ان کے پاس تمام ضروری اور متعلقہ فائلیں تھیں۔ ان کے اور وسیع کرن ڈائریکٹر سی بی آئی کے درمیان ہونے والی خط و کتابت بھی موجود تھی۔ جس پر ان ڈائریوں کے حذف کرنے کے بارے میں بحث کی گئی تھی۔ میری کارتھکی کیان کے ساتھ یہ ملاقات تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی اور میں نے تمام ریکارڈ اپنی ڈائری میں نوٹ کئے۔ میں کارتھکی کیان کے اس بیان سے بالکل مطمئن نہیں ہوئی جو اس نے ان تمام معاملات کے قانونی ہونے کے بارے میں بیان کئے تھے لہٰذا میری رپورٹ کا حرف بحرف اس آئی بی کی غیر قانونی سرگرمیاں اور دہشت پسند تنظیموں سے توجہ نہیں دی۔"

○

مزید سوالات کرنے پر چیف جسٹس نے بتایا کہ اس کیس کی ڈائریوں کو مسٹر کارتھکی کیان نے مجھے دکھایا اور یہ بتایا کہ راجیو گاندھی کے قتل کیس کی کچھ کچھ ڈائریاں ہیں۔ چیف جسٹس کہتی ہیں۔ "جب میں نے دیکھا کہ ہر فائل پر کارتھکی کیان نے لکھا ہے اور ہر ڈائریکٹر سے ڈائریکٹر کے جواب کو، تو میں نے اپنے مضمون میں لکھا کہ میں کیس کی ہر

URDUFANS.com

دستاویز ہمارے پاس ہے یہ حقیقت ہے کہ مسٹر کارتھی کیان نے اس سلسلے کی ساری خط و کتابت ہمارے حوالے کر دی تھی اور وہ دستاویزات جو اس سلسلے سے منسلک تھیں اور یہ تو سفارتخانوں کی عام روایت ہے کہ جس دستاویز کا وہ حوالہ دیتے ہیں اس کو وہ اپنے قبضے میں ضرور رکھتے ہیں تاکہ اصل دستاویزان کے پاس رہے۔"

جب جوشی سے یہ پوچھا گیا کہ اس کا کوئی رابطہ آئی بی کے ایسٹ ریجنل ہیڈ کوارٹر کے ساتھ بھی رہا ہے اور کیا انہوں نے بھی کوئی معلومات فراہم کی ہیں تو اس نے کہا کہ نہیں انہوں نے کوئی معلومات نہیں دیں۔ ان کے حوالے سے یہ بات کرنا غلط ہے۔ میں نے بتا دیا ہے کہ کس طرح یہ معلومات حاصل کی گئیں اور کیسے یہ معلومات لکھا ہے۔ پھر تو آئی بی یا اس آئی بی کی طرف سے انٹیلی جنس بیورو کو کوئی خط لکھا گیا کہ انہوں نے غلط رپورٹ کی ہے۔

PDFwagar

اس اکبوزری کا بنیادی مقصد اس شخص یا افسر کی شناخت تھا جس نے انٹیلی جنس کو معلومات پہنچائی تھیں اور صرف معلومات ہی نہیں پہنچائی تھیں بلکہ بڑے پیمانے پر معلومات پہنچائی تھیں۔ اس آئی بی میں ایسی صورت حال پیدا کی گئی کہ اس کا سارا الزام ڈی آئی جی امود کانتھ اور ایسٹ ورما پر آیا۔ وجہ یہ بتائی گئی کہ وہ افسروں کے حذف کرنے پر شدید ناراض اور برہم تھے۔ مسٹر کارتھی کیان کا کہنا تھا کہ افسروں کے حذف کرنے میں کسی کا کیا نقصان۔ اس مسئلے پر ایڈیشنل ڈائریکٹر اور ڈائریکٹر آئی بی آئی دونوں خاموش تھے۔ گویا کارتھی کیان کو ان کی خاموش حمایت حاصل تھی۔ کارتھی کیان کا کہنا تھا کہ کسی بھی آئی بی میں کسی شخص کا نام نہیں آتا وہ پردے میں رہ کر کام کرتی ہے لہٰذا اس سے کسی کی کارکردگی کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ کسی کو اپنی رائے کا اظہار کرنے کی اجازت ہے۔ اگر کوئی قانونی مسئلہ ہے تو قانونی مشیران موجود ہیں۔ ان سے مشورہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ریکارڈ بتاتا ہے کہ اس مسئلے پر کسی بھی آئی کی لیگل برانچ سے کوئی رابطہ نہیں کیا گیا۔

امود کانتھ کی جانب سے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ اس نے کرتا پاجامہ میں ملبوس شخص کو سب سے پہلے اس کے طور پر سب سے پہلے شناخت کیا جو راجیو گاندھی کے قتل میں سب سے بڑا مجرم تھا اور سارا پلان اسی کا بنایا ہوا تھا۔ لیکن امود کانتھ نے کئی بار اس کا تذکرہ اپنی چوتھی انٹیلی جنس رپورٹ میں کیا تھا۔ لیکن دوسری جانب اس نے اس بات سے بھی انکار نہیں کیا کہ پدمان بھا قتل کیس میں راجیو گاندھی قتل کیس میں کیا دیتا تھی۔ جس کا انکشاف چارلس سے کیا گیا ہوا جس نے ایک شخص کی نشاندہی

URDUFANS.com

کی جس کی وضاحت تاج برطانیہ کے اس آئی جی سویا سنے کی تھی اور رنگیلا گواہوں کی تفتیش، رنجیو گاندھی قتل کیس میں کی گئی۔ بات تھا مسٹر جوشی کے بیان میں جو اس کے تحت مسٹر امیتھ ورما سنے ریکارڈ کیا تھا مقدمے میں ریکارڈ کرنے والے شخص کے خلاف استعمال کیا گیا۔

ان حقائق کی روشنی میں مسٹر آرایس شہا سنے یہ نتیجہ نکالا مسٹر امود کانتھ اور مسٹر امیتھ ورما سنے کوئی معلومات بھی کسی غیر متعلقہ فرد کو نہیں دی ہیں۔ جب کہ اس سلسلے میں مسٹر کارتھی کیان کے خلاف واضح ثبوت موجود ہیں مسٹر آرایس شہا سنے سفارش کی کہ اس بنا پر مسٹر امود کانتھ اور مسٹر امیتھ ورما کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جا سکتی۔ "یہ واقعی ہماری بد قسمتی ہے کہ ہمیں آئی بی کے چیف مسٹر ڈی کارتھی کیان جیسے سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ نہایت حساس نوعیت کے اس کیس کے کاغذات اور دستاویزات کو پبلک دیکھنے کے لئے عدالت کے حوالے کر دیتے اور عدالت کے حکم پر عمل نہ کرتے بلکہ انہوں نے یہ معلومات ایک غیر مجاز شخص تک پہنچائیں۔ تاکہ وہ ان کا ذاتی فائدہ اٹھا سکے۔" انہوں نے مزید کہا کہ یہ بات حیران کن ہے کہ ایک جونیئر تجربہ کار اور پختہ عمر کا افسر ایسا غیر اخلاقی طریقہ اختیار کرے اور پھر اس کا الزام اپنے جونیئر پر لگائے صرف اپنی جھوٹی انا کو بچانے کی خاطر وہ ایسا کرے۔

سرکاری حلقوں میں انڈیا ٹوڈے کی رپورٹ کے حوالے سے جو باتیں گردش کر رہی تھیں اور تفتیشی افسر آر ایس شہا کی یہ رپورٹ آنے کے بعد کہ ڈی آئی جی امود کانتھ اور ایس پی امیتھ ورما نے یہ معلومات گھر سے باہر نہیں نکالیں بلکہ یہ فائل تو حکم ادارہ سے دفتر سے ہی اٹھائی تھی اس کے بعد ڈی آر کارتھی کیان نے اپنا جواب اس سلسلے میں لکھا اور اس مسئلے پر اپنی پوزیشن کی وضاحت کی۔

کارتھی کیان نے لکھا کہ یہ سچ ہے کہ انہوں نے ہی مشورے پر رجسٹر کی گئی

کیونکہ انڈیا ٹوڈے میں شائع ہونے والے مضمون نے راجیو گاندھی کے قتل کیس کے مقدمے پر بری طرح اثر ڈالا تھا۔

○

اس رپورٹ نے عوام کو ایس آئی بی کی تفتیش کے حوالے سے بہت گمراہ کن صورتحال دکھائی۔ اور حقائق اور آدھا جھوٹ بیان کرنے نے ایس آئی بی اور مجھے ہمیشہ ایس آئی بی کے چیف بدنام کرنے کی کوشش کی گئی۔ کارتھی کیان نے مزید لکھا کہ انکوائری آفیسر آر ایس شہا نے اسے معلومات دینے کا قصوروار ٹھہرایا ہے اور اس سلسلے میں انکوائری باضابطہ طریقے سے بھی نہیں کی گئی۔ نہ ہی دستاویزات کا مطالعہ کیا گیا نہ ہی پوچھ گچھ۔ حد یہ کہ جن لوگوں پر شبہ ظاہر کیا گیا ان سے پوچھ گچھ تک نہیں کی گئی۔

انڈیا ٹوڈے کی نمائندوں سحابی چرولا جوشی کے حوالے سے کارتھی کیان نے کہا کہ فروری اور مارچ 1986ء میں جوشی نے ہوم منسٹری کے کئی افسران سے ملاقات کی اور یہ جاننے کی کوشش کی تھی کہ ایس آئی بی، جین کمیشن کو کیس کی فائلیں کیوں نہیں پیش کر رہی ہے اور کیس کے اصل تفتیش کے نقطوں میں ایس آئی بی سے کیوں نہیں کام کیا ہے..... لہٰذا وہ مجھ سے (کارتھی کیان سے) ملی اور اس نے دعویٰ کیا کہ اس کے پاس چند دستاویزات کی نقول ہیں۔ جس سے انڈیا ٹوڈے کے سینئر ایڈیٹر سے بات کی اور کہا کہ اس نازک وقت پر انڈیا ٹوڈے میں یہ کہانی چھپ گئی تو اس کا مقدمے پر نہایت برا اثر پڑے گا۔ کارتھی کیان کا کہنا تھا کہ میری پہلی تاجوشی سے ملاقات تین بجے آئی اور ایس آئی بی کے مفاد میں ان فائلوں کی عزت کی خاطر جو کہ میں اسے معمول صورتحال سمجھا سکوں۔

کارتھی کیان نے بتایا کہ اس نے ڈائریکٹر آئی بی آئی کو پہلے تین بجے جوشی سے ملاقاتوں کے بارے میں بتا دیا تھا کہ اس کا دعویٰ ہے اس کے پاس چند دستاویزات ہیں اور یہ دستاویزات اس نے ہوم منسٹری میں موجود اپنے سورس سے

PDF Waqar
Scan and

URDUFANS.com

حاصل کیے ہیں۔ کار تھگی کیان کا دعویٰ ہے کہ اس نے انکی کوئی معلومات غیر متعلقہ افراد کو نہیں دی جو انکیوں کے حذف کرنے سے متعلق تھیں اس نے بار بار یہ جواب دیا۔

"تفتیشی افسر مسٹر آر ایس سنہا اپنے کام کو انجام دینے میں قطعی طور پر ناکام رہے ہیں ان کا تجزیہ مقدمے پر ہاتھ دھونے اور اسے گاڈی جی راجو کی رپورٹ کے ساتھ پڑھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے جوشی صاحب کا دعویٰ کہ مسٹر امود کانتھ نور امیت ورما کا بیان توجہ طلب ہے۔ وہ صرف اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہیں۔"

اس نے الزام لگایا کہ مسٹر سنہا نے تمام اثرات پر سرسری نگاہ ڈال کر اور تفتیش میں کمزوری کی جھوٹی رپورٹوں پر اعتبار کرکے فیصلہ دیا ہے۔ کار تھگی کیان نے مزید سینئر سوپرنٹنڈنٹ آف پولیس مسٹر ایس زمان کی آزادانہ تفتیش کے بعد ہی ایکشن لیا گیا تھا۔ جن کیس ڈائریوں کے حذف کرنے کی بات ہوئی ہے وہ اب بھی فائلوں میں موجود ہیں انہیں دیکھا جا سکتا ہے اور یہ گواہ ڈپٹی کمشنر مسٹر آر ایس سنہا خود بھی جانچ کر سکتے ہیں جسے وہ مسٹر آر وی راجو سے پوچھ گچھ کر رہے تھے اس کی رپورٹ ہیڈ آفس میں ایڈیشنل ڈائریکٹر مسٹر ایس کے دتا اور ڈائریکٹر سی بی آئی مسٹر سچے کرن کو بھی دی جا چکی ہے۔

15 مئی 1992ء کو سی بی آئی کے ہیڈ کوارٹر میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں قانونی امور پر غور کیا گیا۔ اس کانفرنس میں ڈائریکٹر سی بی آئی، ایڈیشنل ڈائریکٹر سی بی آئی ٹیم (جوگندر سنگھ) مسٹر امود کانتھ، مسٹر آر وی راجو، مسٹر امیت ورما، لیگل ایڈوائزر اور ایڈیشنل لیگل ایڈوائزر اور کئی دوسرے افسران شریک ہوئے۔ ڈی آئی جی راجو نے وہاں کی تفصیلات گواہ نمبر ۱ افسر مسٹر آر ایس سنہا سے ریکارڈ کی تھیں۔ لیکن سنہا نے لکھا تھا کہ انہوں نے اپنے بیانات کا کوئی جواز پیش نہیں کیا تھا۔

اپریل 1996ء کے آخر تک 267 شہادتوں کو پرکھا جا چکا تھا اور مقدمہ اپنے اختتام پر تھا کہ ایسے موقع پر چرواہا جوشی سے کار تھگی کیان تک رسائی حاصل کی۔ جبکہ کہ اس کا دعویٰ ہے کہ کار تھگی کیان نے اسے لالچ دے کر جھوٹی گواہی دلوائی تھی۔ کار تھگی کیان نے لکھا تھا۔

"مقدمے کا پس منظر جانے بغیر کیس ڈائریوں کا حذف کرنا مقدمے کی کارروائی کو سخت نقصان پہنچانے کے مترادف تھا۔ میری کوشش تھی کہ چرواہا جوشی کو اس کام سے باز رکھا جائے۔ تاکہ اصل ملزمان (ہریش تاپی وغیرہ) یا کاروبار کا پردہ چاک ہو سکے۔

○

اس نے تمام وضاحتوں اور مواقع دینے کے بعد جو کہ کسی بھی معروضی سوچ رکھنے والے شخص کے ذہن میں پیدا ہو سکتی تھیں اس کے بارے مضمون لکھنے کا حق محفوظ تھا۔ اس مضمون کے شائع ہونے کے تمام تقاضا جانے تھے تاہم سی بی آئی کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے اٹھائے پڑنے والے کچھ پر کئی اعتراضات اور ہتک عائد کئے گئے۔ اس مضمون میں اس نے تحقیقات بند کرنے مسٹر امود کانتھ مسٹر امیت ورما کی کیس ڈائریوں اور دیگر مواد کی تفصیل کو شامل کر لیا تھا۔ مضمون میں مجھ پر یہ الزام بھی لگایا گیا کہ میں نے انڈین پینل کوڈ کے سیکشن 218 کے تحت ریکارڈ شدہ شہادتوں میں تبدیلی کا ذمہ دار تھا۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ کسی صفائی کو اس وقت تک اس کی اجازت نہیں ہو سکتی جب تک اسے معلومات حاصل نہ ہو اور ان دو افسران سے اگر اسے انکی رپورٹ پہنچے پر نہ آسانی ہوتا جو خود تفتیش میں ناکام ہو گئے تھے لہذا اپنی تفتیش رپورٹ میں واضح کر دیں کیونکہ وہ جیل میں بیٹھے تھے۔ اس مقدمے کو خراب صورت حال سے بچانا میری ذمہ داری تھی۔ یہ مقدمہ ملک کا سب سے اہم کرپشن مقدمہ جو اعتماد کی کا شکار ہو رہا تھا جس کے نتیجے میں جسٹس جین کمیشن میں انکوائری پر جانبدار ہونے کا الزام لگتا۔ کیونکہ غیر تصدیق شدہ اور نامکمل معلومات پر مشتمل رپورٹیں اخبارات میں شائع ہو گئیں اور

Scan and PDF Waqar

URDUFANS.com

PDF Waqar

Scan and U

خاص کر ملکہ کے مقبول تریں میگزین تھے۔

اس نامہ نہاد انٹرویو کا مسودہ جس کے مطابق مسٹر احمد کا چہرہ اور گفتگو سے چہرہ تاجوشی نے اپنے بیان میں شامل کیے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ تمام اسٹاف رپورٹر انہوں نے مجھ سے ہی حاصل کی دوسری جانب ہر قسمتی سے اکاؤنٹری افسر مسٹر آرتھر سنہا نے یکسر بار بھی کہ یہ ان کی مجھ سے تصدیق کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی بلکہ ان دونوں نے اس جو کچھ بتایا اس پر انہوں نے یقین کر لیا۔ دراصل چہرہ تاجوشی اپنے اصل سورس کو بچانا چاہتی تھی جنہوں نے مضمون پڑھ کر اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس مضمون کا ذکر وکیل پہنچ رہا ہے اور انتظار کیے کیوں کہ اس میں ایس ٹی ٹی کی کمپنی زیادتی کا اور ستارہ کمپنی دائریوں کے منسلک کرنے کا تذکرہ چہرہ تاجوشی کے مضمون لکھنے کے مقصد کی جانب اشارہ کر رہا ہے اس بارے میں خط و کتابت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ قومی مفادات کو نقصان پہنچنے کی ساری ذمہ داری میری ہے۔ میں نے اپنی شہرت کی خاطر یہ مضامین چھپوائے۔ حالانکہ میں نے اسے خبردار کیا تھا کہ وہ تفتیش کے متعلق کوئی بھی مضمون نہ لکھے کیونکہ اس حوالے سے تحریر پر مجاز عدالت نے پابندی لگا رکھی ہے۔ لیکن اخبار والوں نے مجاز عدالت کا حکم سننے کی قوانین کی دھجیاں اڑا دیں۔ دوسری جانب مسٹر آرتھر سنہا اکاؤنٹری افیسر یہ کہتے ہیں۔

"مسٹر ہیلم تفتیش کیلئے مائی عدالت کے احکامات کو روبہ عمل لانے میں ناکام رہے ہیں۔ یہ اخبار مجھ پر نہیں بلکہ پورے ملک پر حملہ ہے۔"

بالآخر کار تفتیش کی ذمہ داری مجھ سے لے لی گئی۔ ذمہ داری سنبھالتے ہی ان کو ہر اقدام سے روکنے کی کوششوں سے اصل مجرموں تک پہنچا جا سکا یہ سب کچھ انہوں نے پہلے دن سے تفتیش کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کے باوجود کر دکھایا باوجود اس کے کہ پریس بھی تفتیش سے متعلق چھپنے کے لئے قلم کا چھرا تیز کر رہا تھا۔

1962